مَجْمُوْعَةُ اَجْوِبَةِ اَسْئِلَةِ الْبَرِيَّةِ مِنْ (حَلْقَةِ مَسَائِلِ شَرْعِيَّةِ)

مسائل شرعیہ کی جانب سے مخلوق کے سوالات کے جوابات کا مجموعہ

ناشرین: منتظمین مسائل شرعیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان، سورۃ النحل ۴۳)

۲۱۸ / فتاویٰ، ۱ / رسالہ کا مجموعہ

فتاویٰ مسائل شرعیہ

جلد چہارم

مرتب

خلیفۂ حضور ارشد ملت و خلیفۂ حضور منظور ملت

حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

مقام گائیڈیہ پوسٹ چمرو پور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند)

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

کتاب کانام : فتاوی مسائل شرعیہ (چہارم)

مرتب : خلیفۂ حضور ارشد ملت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ

تصحیح : خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت علامہ ومولانا محمد ابراہیم امجدی صاحب قبلہ

: حضرت علامہ ومولانا ساجد علی صاحب قبلہ

حضرت علامہ ومولانا قاری عبید اللہ صاحب قبلہ

نظر ثانی : حضرت علامہ مولانا، الحاج الشاہ، مفتی محمد منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ

خلیفۂ حضور ارشد ملت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ

حسب فرمائش : ممبران مسائل شرعیہ گروپ

کمپیوزنگ : (تاج محمد قادری واحدی)9984820639

پروف ریڈنگ : اراکین مسائل شرعیہ گروپ

سنہ اشاعت : شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ مطابق مارچ ۲۰۲۳ء

صفحات : چارسوپینسٹھ(465)

(۱) فتاوی مسائل شرعیہ کے لئے کلک کریں

(۳) ہندی فتوی کے لئے کلک کریں

(۴) مسائل شرعیہ بلوگر کے لئے کلک کریں

(۵) بلوگر پر مسائل کیسے تلاش کریں جاننے کے لئے کلک کریں

(٦) یوٹوب چینل پر مسائل سننے کے لئے کلک کریں

(اجمالی فہرست)

پڑھنے کے لئے فہرست پر کلک کریں

(نظم درشان حلقۂ مسائل شرعیہ)

ہے ”مسائل شرعیہ“ انعامِ خداوندی
سرکار کی جانب سے پیغامِ خداوندی
بتلائے گئے اہلِ حاجت کے سوالوں پر
منجانبِ علماء ہیں احکامِ خداوندی
ہو سارے مجیبین حلقہ پہ شہِ بطحا
اس خدمتِ دینی پر اکرامِ خداوندی
ہو بانئ حلقہ پر بارانِ کرم دائم
اور جملہ مصدق ہوں در کامِ خداوندی
ہر منتظمِ حلقہ خدمت کا صلہ پائے
لکھ ”شمس“ حزیں مقطع از نامِ خداوندی

از: سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ

(شرف انتساب)

میں اس کتاب کو اس بابرکت کے نام منسوب کرتا ہوں جن کی دعاؤں،محنتوں ، شفقتوں اور کاوشوں کی بدولت میں اس لائق ہوا یعنی پیر طریقت رہبر راہ شریعت شہزادۂ نور العین حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید محمد خلیق اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کچھوچھہ شریف پرنسپل دارالعلوم اہلسنت اشرفیہ مظہر العلوم دھانے پور گونڈہ

اور

ساتھ ہی ساتھ اس عظیم شخصیت کے نام جن کے فیوض و برکات نے مسائل شرعیہ کو عروج بخشا، جن کی محنتوں نے محبین کو ہنرمند بنادیا، جن کی محبتوں نے خلق عظیم کا سبق سکھایا یعنی ناشر مسلک اعلیٰ حضرت خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا الشاہ مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحیؔ صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ قاضی شرع اسٹیٹ گوا

سگ بارگاہ اولاد رسول

محمد وسیم فیضی

بانی گروپ مسائل شرعیہ

(ہدیہ تشکر)

امام الائمہ کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۵۰ھ)

(مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۳۴۰ھ)

فقیہ اعظم، صدر الشریعہ، علامہ، امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ

(وصال ۱۳۶۷)

تاجدار اہلسنت، مفتی اعظم ہند، علامہ محمد مصطفی رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۴۰۲ھ)

شیخ المشائخ، صوفی، الشاہ، محمد یار علی لقد رضی المولیٰ عنہ المعروف بہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۳۸۷ھ)

رئیس المتکلمین علامہ مفتی بدر الدین احمد قادری، رضوی علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۴۱۲ھ)

مصنف کتب کثیرہ، فقیہ ملت، مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۴۲۲ھ)

حضور تاج الشریعہ، مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۴۴۰ھ)

محی السنۃ، تاج الاصفیاء، خطیب البراہین، علامہ مفتی محمد نظام الدین قادری محدث بستوی علیہ الرحمۃ

(وصال ۱۴۳۴)

گر قبول افتد زہے عز و شرف

جملہ اراکین مسائل شریعہ

(خراج عقیدت)

(١) سلطان الاساتذہ، ممتاز الفقہا، سید الاصفیاء، رئیس الاتقیاء، سلطان المناظرین، غیظ المنافقین والمرتدین، نائب قاضی القضاۃ فی الہند جانشین حضور صدر الشریعہ حضور محدث کبیر حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد ضیاء المصطفی صاحب قبلہ قادری متعنا اللہ بطول حیاتہ ونفعنا من علومہ و فیوضاتہ وبرکاتہ بانی وسربراہ اعلی الجامعۃ الامجدیہ رضویہ وکلیۃ البنات الامجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو (یوپی)

(٢) پیر طریقت، رہبر راہ شریعت شہزداہ وخلیفۂ حضور طاہر ملت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید سہیل میاں واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ سربراہ اعلیٰ دارالعلوم واحدیہ طیبیہ بلگرام شریف

(٣) شہزادہ حضور شعیب الاولیاء مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا الحاج غلام عبدالقادر صاحب قبلہ علوی سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول وناظم اعلی دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براوں شریف سدھارتھ نگر یوپی

(٤) پروفیسر حضرت سید شاہ محمد امین میاں برکاتی دام ظلہ النورانی سجادہ نشین،، خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ

(٥) پیر طریقت رہبر راہ شریعت شہزادہ حضور بدر ملت خلیفہ حضو رتاج الشریعہ مفتیٔ مذاہب اربعہ مصنف کتب کثیرہ حضرت علا مہ الحاج الشاہ مفتی محمد رابع نورانی شاہ بدری صدیقی مد ظلہ العالی استاذ الافتاء والتدریس دارالعلو م اہل سنت فیض الرسول براؤں شر یف سدھارتھ نگر وسجادہ نشین آستانہ عالیہ حضور بدرالعلماء بڑھیاشر یف وقاضی شرع ضلع سدھارتھ نگر یوپی الہند

(٦) پیر طریقت رہبر راہ شریعت خلیفۂ خلفائے اعلیٰ حضرت حضرت علامہ ومولانا محمد ارشد سبحانی اویسی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ (پاکستان)

(برائے ایصال ثواب)

۱	نور محمد رضوی	۲۴	اسحق خاں
۲	مرحومہ ساجد النساء	۲۵	سائرہ خاتون
۳	مرحوم رفیع احمد	۲۶	کنیز فاطمہ زہرہ
۴	مرحوم محمد اسحق	۲۷	وحید خاں
۵	رسول بخش	۲۸	بشیر خاں واہل خانہ
۶	صاجزادی	۲۹	سید محمد کاظم رضا
۷	قسمت علی	۳۰	حکیم اللہ
۸	شیخ مسیر الدین	۳۱	محمد جمال الدین
۹	محمد خلیل اختر حامدی	۳۲	جلال الدین احمد
۱۰	سید کاظم رضا مرحوم	۳۳	غلام مخدوم
۱۱	حدیث النساء	۳۴	زبیدہ خاتون
۱۲	مولانا منظور عالم	۳۵	مرحوم عبد الحمید صاحب
۱۳	مبشرین	۳۶	مرحوم محمد ریاض الدین بھاگلپور بانکا بہار
۱۴	رحمت اللہ	۳۷	نیاز احمد
۱۵	ریاست علی وجملہ مرحومین	۳۸	عدل النساء
۱۶	جملہ مومنین	۳۹	رشیدہ خاتون
۱۷	امرحوم محمد علی میاں	۴۰	شکیلہ بانو
۱۸	مرحومہ سفینہ خاتون	۴۱	مہر النساء
۱۹	حسب النساء	۴۲	شیخ طاہر
۲۰	حکیم الدین شیخ	۴۳	خاتون
۲۱	محمد الفت	۴۴	سمینہ خاتون
۲۲	انور علی	۴۵	حبیب میاں
۲۳	مولانا ساجد صاحب کے والدین وبھائی	۴۶	جملہ امت محمدیہ

(اسمائے اراکین)

(صدر اعلیٰ)

حضرت، علامہ، مولانا، الشاہ مفتی، ابوالفیض سید شمس الحق برکاتی، مصباحی، صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ مقام نرچھو اسیف، پوسٹ سہنا برگدہا تحصیل تلشی پور ضلع بلرامپور یوپی (الہند)

(سرپرست)

حضرت، علامہ، مولانا، الشاہ، الشاہ، مفتی منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ جوگشیوری ممبئی

(نائب سرپرست)

حضرت، مولانا، تاج محمد قادری، واحدی، صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمرو پورا ترولہ ضلع بلرام پور یوپی

(بانی گروپ)

حضرت، مولانا محمد وسیم فیضی رضوی صاحب قبلہ مقام رضا نگر ڈفلڈ ہوا پوسٹ دولت پور تحصیل منکاپور ضلع گونڈہ یوپی

(مرتب)

حضرت، حافظ وقاری، حکیم صبغت اللہ فیضی، نظامی، صاحب قبلہ بھالوکونی پوسٹ شکر پور ضلع سدھارتھ نگر

(ایڈیٹر)

حضرت، علامہ، مولانا، صہیب رضا رزمی صاحب قبلہ ضلع تھانہ تعلقہ کلیان ممبئی مہاراسٹرا (الہند)

(نگراں)

حضرت، مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی، قادری، رضوی صاحب قبلہ رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور

(نائب نگراں)

مولانا محمد معصوم رضا نوریؔ صاحب قبلہ مقام مہواڈھار نزد پیپر بازار پوسٹ مہدیہ تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور

اراکین سے رابطہ کرنے کے لئے سرخ رنگ پر کلک کریں

(اسمائے ممبران)

(۱) مولانا عبید الرضا قادری صاحب قبلہ مقام بھوانیا پور پوسٹ اسکا باز ار ضلع سدھارتھ نگر یو پی

(۲) مولانا محمد علی قادری واحدی صاحب قبلہ مقیم حال ہتھیا گڑھ ضلع گونڈہ یو پی (الہند)

(۳) مولانا محمد رجب علی قادری فیضی صاحب قبلہ مقام گدّی پور پوسٹ انٹئی رامپور تحصیل اترولہ بلرامپور یو پی

(۴) مولانا محمد عتیق اللہ صدیقی یارعلوی فیضی صاحب قبلہ مقام کھڑریا بزرگ پھلواپور پوسٹ گورا باز ار سدھارتھ نگر

(۵) مولانا محمد عمران قادری تنویری صاحب قبلہ مقام مجھریٹی پوسٹ سابر پور تحصیل منکاپور ضلع گونڈہ

(۶) حافظ وقاری محمد ابرار القادری صاحب قبلہ مقام گوکلا بزرگ پوسٹ سعد اللہ نگر تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یو پی

(۷) مولانا محمد انوار الدین برکاتی صاحب قبلہ مقام تکیہ نورعلی پوسٹ بانک باز ار تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یو پی

(۸) مولانا غلام محمد صدیقی فیضی صاحب قبلہ مقام کھڑریا بزرگ عرف پھلواپور پوسٹ گورا باز ار ضلع سدھارتھ نگر یو پی

(۹) مولانا محمد الطاف حسین قادری صاحب قبلہ مقام مونڈابزرگ تحصیل نگھاسن مقیم حال ڈانگا یو پی

(۱۰) مولانا قاری عبید اللہ قادری رضوی صاحب قبلہ مقام قصبہ دھونرہ ضلع بریلی شریف یو پی

(۱۱) مولانا محمد فرقان برکاتی امجدی صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ بلرام پور

(۱۳) مولانا ساجد رضا چشتی صاحب قبلہ ساکن مدناپور تحصیل وضلع شاہجہان پور یو پی (الہند)

(۱۴) مولانا محمد مدثر جاوید رضوی صاحب قبلہ مقام دھانگڑھا، وایہ بہادر گنج، ضلع کشن گنج بہار

(۱۵) حافظ وقاری محمد معراج رضوی صاحب قبلہ موضع براہی تحصیل وضلع سنبھل مراد آباد یو پی الہند

(اسمائے مجیبین)

(۱) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا، تاج محمد قادری، واحدی، صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمرو پور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی الہند (۷۸ فتوی۔ ۱/ رسالہ)

(۲) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی، قادری، رضوی، صاحب قبلہ رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی الہند (۵ فتوی)

(۳) خلیفۂ حضور تاج ملت، حضرت مولانا محمد اسامہ صاحب قبلہ پاکستان کراچی (۵ رفتوی)

(۴) خلیفۂ حضور تاج ملت، حضرت مولانا ابوکوثر محمد ارمان علی حنفی قادری جامعی واحدی صاحب قبلہ سیتامڑھی بہار الہند (ارفتوی)

(۸) حضرت مولانا قاری عبید اللہ قادری رضوی صاحب قبلہ مقام قصبہ دھونرہ بریلی شریف (۲۸)

(۷) خلیفۂ حضور ارشد ملت، وخلیفۂ حضور منظور ملت، حضرت مولانا محمد معصوم رضا نوریؔ صاحب قبلہ مقام مہواڈھارنزد پیپر باز ار پوسٹ مہدیہ تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی الہند (۳۷)

(۱۱) حضرت مولانا محمد علی قادری واحدی صاحب قبلہ مقیم حال ہتھیا گڑھ ضلع گونڈہ یوپی (۱۴ رفتوی)

(۱۳) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا محمد عتیق اللہ صدیقی یارعلوی، فیضی، صاحب قبلہ مقام کھڑ یا بزرگ پھلواپور پوسٹ گوراباز ار ضلع سدھارتھ نگر یوپی (۸ رفتوی)

(۹) حضرت مولانا محمد افسر خاں سعدی صاحب قبلہ مقام سرکارگڑھ تحصیل گولا ضلع لکھیم پورکھیری یوپی الہند (۸ رفتوی)

(۱۵) حضرت مولانا محمد فرقان برکاتی امجدی صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ چمرو پور اترولہ بلرام پور یوپی (۷ رفتوی)

(۱۰) خلیفۂ حضور ابراہیم ملت مولانا محمد مدثر جاوید رضوی صاحب قبلہ مقام دھانگڑھا، وایہ بہادر گنج، ضلع کشن گنج بہار (۶ رفتویٰ)

(۳۰) حضرت قاری محمد معراج رضوی صاحب قبلہ موضع براہی تحصیل وضلع سنبھل مراد آباد یوپی الہند (۶ رفتوی)

(۲۱) حضرت مولانا محمد چاند رضا اسمعیلی صاحب قبلہ دلانگی پوسٹ بنگرا کلاں، تھانہ برنی، ضلع گریڈی صوبہ جھارکھنڈ الہند (۶ رفتوی)

(۱۲) مولانا محمد الطاف حسین قادری صاحب قبلہ مقام مونڈا بزرگ تحصیل نگھاسن مقیم حال ڈانگا یوپی (۵ رفتوی)

(۱۹) حضرت مولانا محمد ریحان رضا رضوی صاحب قبلہ فرحا باڑی ٹیڑھا گاچھ وایہ بہادر گنج کشن گنج بہار (۴ رفتوی)

(۱۸) مولانا ساجد رضا چشتی صاحب قبلہ ساکن مدنا پور تحصیل وضلع شاہجہان پور یوپی الہند (۳ رفتوی)

(۱۴) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا، غلام محمد صدیقی، فیضی، صاحب قبلہ مقام کھڑریا بزرگ عرف پھلوا پور پوسٹ گوراباز ار ضلع سدھارتھ نگر یوپی (الہند) (۳ رفتوی)

(۱۶) حضرت مولانا کریم اللہ رضوی صاحب قبلہ خادم التدریس دار العلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری ممبئی ساکن علاءالدین پور گلر ہوا ضلع گونڈہ یوپی الہند (۳ رفتوی)

(۲۰) حضرت مولانا انیس الرحمن رضوی صاحب قبلہ مقام مولوی گاوں پوسٹ گوٹی تھانہ رسیا تحصیل نانپارہ موضع مہر تھا ضلع بہرائچ شریف یوپی الہند (۳ رفتوی)

(۱۷) حضرت مولانا محمد عمران قادری تنویری صاحب قبلہ مقام مجھریٹی پوسٹ سابر پور تحصیل منکا پور ضلع گونڈہ یوپی الہند (۲ رفتوی)

(۲۵) حضرت مولانا صہیب رضا رزمی صاحب قبلہ ضلع تھانہ تعلقہ کلیان ممبئی مہاراسٹرا (۲ رفتوی)

(۳۶) حضرت مولانا عسجد رضا صاحب قبلہ (۲ رفتوی)

(۲۲) حضرت مولانا محمد جواد القادری صاحب قبلہ مقام روسا پوسٹ کہمارہ ضلع لکھیم پور کھیری یوپی (ارفتوی)

(۲۸) حضرت مولانا سالک رضا حبیبی صاحب قبلہ اڑیسہ، جالیسر، پچھم باڑ، مدرس مدرسہ غریب نواز، گھاٹ شلہ، بگولہ، جھارکھنڈ (ارفتوی)

(۲۹) حضرت مولانا ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی صاحب قبلہ خطیب و امام نگینہ مسجد مہاراشٹر، الہند (ارفتوی)

(۲۷) حضرت مولانا غلام غوث اجملی صاحب قبلہ پورنوی بائسی پورنیہ بہار صدر المدرسین دار العلوم محمدیہ رحمانیہ قادریہ بلہا پنڈول مدھوبنی بہار (ارفتوی)

(۳۶) حضرت مولانا گل رضا صاحب قبلہ نیپال (ارفتوی)

(۳۶) حضرت مولانا محمد مدثر امجدی صاحب قبلہ (ارفتوی)

(اسمائے مصدقین)

(۱)

حضرت علامہ، مولانا، الشاہ، مفتی، ابوالفیض سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
مقام نرچھو اسیف، پوسٹ سہنا برگدہا تحصیل، تلشی پور، ضلع بلرامپور یوپی وقاضی شرع اسٹیٹ گووا

(۲)

حضرت علامہ م، مولانا مفتی محمد منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ
دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی (الہند)

(۳)

حضرت مولانا، تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ
مقام گائیڈ یہ پوسٹ چمرو پور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند)

(۴)

حضرت علامہ و مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی قادری رضوی صاحب قبلہ
رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی (الہند)

(۵)

حضرت علامہ و مولانا محمد اسامہ حسین صاحب قبلہ پاکستان

(۶)

حضرت علامہ و مولانا ابوکوثر محمد ارمان علی حنفی قادری جامعی صاحب قبلہ
بھگوتی پور کنھواں تھانہ بیلا ہریہار سیتامڑھی بہار

(عرض ناشر)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس دور میں ہر شخص کے پاس تقریباً سوشل میڈیا ہے اور سوشل میڈیا کا استعمال بھی کرتے ہیں بہت سارے اسلامی بھائی سوشل میڈیا کا استعمال غلط طریقے سے کرکے اپنی دنیا و آخرت دونوں برباد کر رہے ہیں مثلاً دیوبندیوں کے ویب سائٹ سے مسائل اخذ کرکے گمراہی ول لیتے ہیں تو ضروری ہوا کہ ایک گروپ بنایا جائے پھر مولانا وسیم فیضی صاحب نے ایک گروپ بنام مسائل شرعیہ بنا کر کئی ایک علمائے کرام کو جوڑتے رہیں حتی کہ اب علماء کی ایک جماعت موجود ہے جو سب مل کر دین و مسلک کا کام کررہے ہیں اور کیوں نہ ہو ارشاد باری تعالی ہے (وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا) اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا (کنزالایمان، سورہ آل عمران ۱۰۳)

انہیں عمائے کرام کی بدولت مسائل شرعیہ گروپ نے سوشل میڈیا کا استعمال کرنا سکھایا ہے جہاں ہم روزمرہ کے مسائل اپنے حل کرسکتے ہیں وہیں پر بقیہ اوقات میں موبائل کے ذریعے سے نیکیاں بھی کما سکتے ہیں بس گوگل پر جائیں اور مسائل شرعیہ لکھ کر تلاش کریں اس میں دو ہزار سے زائد مسائل اپلوڈ ہیں، انہیں تمام فتاوی کے مجموعہ کو تین جلد میں محب گرام مولانا تاج محمد واحدی صاحب مصدقین محببین اور منتظمین کی مدد سے پیش کرچکے ہیں چوتھی جلد کا انتظار ہمارے محببین کے ساتھ سائلین بھی بڑی بے تابی سے کر رہے تھے اور بار بار مطالبہ کر رہے تھے لیکن ہر عقل وفہم والا شخص جانتا ہے کہ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ہمارے مصدقین ومحببین اور منتظمین نے بے انتہا محنت کرکے فتاویٰ مسائل شرعیہ کی چوتھی جلد تیار کرکے قارئین کرام کے حوالے کئے جو کتاب الجنائز کے کئی ابواب پر مشتمل ہے۔

بار ہا پروف ریڈنگ تصحیح ونظر ثانی کے بعد مسائل شرعیہ کی جانب سے نشر کیا جارہا ہے امید ہے کہ قارئین کتاب ھذا سے کما حقہ فائدہ اٹھا کر اراکین کو دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

شکر گزار ہوں جملہ مصدقین مجیبین اراکین اور مرتب کا جنھوں نے رات و دن کی محنتوں کی بدولت ہمیں جلد چہارم عطا کیا مولیٰ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صاحب لولاک کے صدقے وطفیل میں جملہ مصدقین،مجیبین اور اراکین کے علم،عمر،اور رزق میں برکت عطا فرمائے۔آمین

حکیم صبغت اللہ فیضی نظامی

(نگاہ اولین)

الحمدللہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین
وعلی الہ الطیبین واصحابہ المطہرین اجمعین

اما بعد!

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے(كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ)یعنی ہر جان کو موت چکھنی ہے ۔اورموت وہ شیٔ ہے جس میں کسی فرقے کا کوئی اختلاف نہیں ہے یعنی ہر جاندارشیٔ کوموت ہر حال میں آنی ہے اگر چہ کوٹھریوں میں بند ہو جائیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے {اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ } یعنی وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرورتمہیں ملنی ہے ۔

(پارہ ۲۸ سورہ جمعہ آیت ۸)

اورفرماتا ہے {اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ}
تم جہاں کہیں ہوموت تمہیں آئے گی اگر چہ مضبوط قلعوں میں ہو۔(پارہ ۵ سورہ النساءآیت ۷۸)

اورفرماتا ہے {لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ} ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں ۔(پارہ ۱۱ سورہ یونس آیت ۴۷)

اورفرماتا ہے {وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا }اللہ تعالیٰ کسی جان کی موت کو ہر گز مؤخر نہیں فرمائیگا جب اس کاوقت آجائے گا۔(پارہ ۲۸ سورہ المنفقون آیت ۱۱)

خلاصہ یہ ہے کہ موت ہر حال میں آنی ہے کوئی بھی موت سے بچ نہیں سکتا اور جب موت سے بچ نہیں سکتے تو ہمیں چاہئے کہ موت کی تیاری کریں اورموت کی تیاری اسی وقت کر سکتے ہیں جب مسائل سے واقف ہوں ۔بحمد للہ کافی محنت ومشقت کے بعد جلد چہارم کتاب الجنائز آپ حضرات کے پیش نظر

ہے جو کئی ابواب پر مشتمل ہے مثلا بیماری کا بیان، عیادت کا بیان، موت آنے کا بیان، موت کا بیان، غسل و کفن کا بیان، جنازہ لے چلنے کا بیان، نماز جنازہ کا بیان، قبر و دفن کا بیان، سوال قبر و عذاب کا بیان، زیارت کا بیان، نوحہ کا بیان، ایصال ثواب کا بیان۔

فقیر نے کتاب الجنائز کو کئی ابواب پر اس لئے ترتیب دیا تاکہ قارئین کو پڑھنے اور مسائل کو اخذ کرنے میں آسانیاں پیدا ہوں، اور کم وقتوں میں اپنے مطلوبہ مسائل کو تلاش کرسکیں۔

ویسے تمام تصحیح شدہ فتاوی فقیر کے بلوگر پر اپلوڈ ہیں، بلوگر کے ذریعہ بھی بہت آسانی سے سرچ (تلاش) کر کے نکال سکتے ہیں، بلوگر کا لنک اور تلاشنے کا طریقہ ص نمبر ۳ / پر موجود ہے کلک کر کے حاصل کرسکتے ہیں۔

اس سے قبل تین جلدیں منظر عام پر بشکل پی ڈی ایف آچکی ہیں یعنی کتاب العقائد سے کتاب الصلوۃ تک تین جلدیں ہیں جو کئی ابواب پر مشتمل ہیں۔ اُن تمام فتاوی کو بھی بلوگر کے ذریعہ بآسانی حاصل کرسکتے ہیں۔

جس طرح نماز، روزہ، زکوۃ وفطرہ، حج وعمرہ وغیرہ کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے یونہی غسل وکفن دفن، جنازہ کے مسائل کا سیکھنا فرض ہے۔ پھر گئے دن کسی نا کسی کا انتقال ہوتا رہتا ہے ہم اکثر جنازوں میں شرکت کرتے ہیں پھر لوگوں کو دیکھنے کو ملتا ہے کہ طرح طرح کے خرافات انجام دیتے رہتے ہیں، بعض اوقات تو ماننے کے بجائے یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ہم باپ دادا سے یہی کرتے آئے ہیں۔

لہذا امت مسلمہ کو فقیر یہی کہنا چاہے گا کہ آپ خود پڑھیں اور اپنے دوستوں کو بھی شیئر کریں نیز جب جنازہ میں شرکت کریں تو قوم کی اصلاح کریں انہیں شریعت کے مطابق غسل، کفن، دفن، کا طریقہ بتائیں، اس موضوع پر فقیر کا ایک رسالہ ہے (بستر علالت سے قبر تک) کا بھی مطالعہ کریں ان شاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ نام پر کلک کر کے رسالہ حاصل کرسکتے ہیں۔

فقیر مصدقین،مجیبین وارا کین مسائل شرعیہ کا تہہ دل سے شکرگزار ہے کہ آپ حضرات نے میرا مکمل ساتھ دیا تصدیق و تصحیح میں فقیر کے معاون رہے جس کی وجہ سے جلد چہارم کو منظر عام پر لانے میں آسانی ہوئی ۔دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ سب کو شاد وآباد رکھے علم وعمر،رزق وعمل میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے ۔آفات وبلیات آسمانی وارضی سے محفوظ ومامون رکھے،جان ومال،عزت وآبرو کی حفاظت فرمائے،ظالموں کے ظلم سے،حاسدوں کی حسد سے،شیطان کی شرارتوں سے،اجنہ کی حرکتوں سے،محفوظ فرمائے خاتمہ ایمان پر فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔آمین یارب العلمین بجاہ نبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

دعا گو

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(تقریظ)

خلیفۂ حضور ارشد ملت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، مولانا محمد معصوم رضا نوری صاحب قبلہ

متوطن مہوا ڈھار نزد پیپر باز ار تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یو پی

باسمہ تعالیٰ

لك الحمد یا الله، والصلوٰة والسلام علیك یا رسول الله

اما بعد!

قال اللہ تعالیٰ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ، تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں ہے۔ (القرآن الکریم (۱۶/ ۴۳)

وقال النبی ﷺ مَن يُّرِدِ اللهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ" اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی گہری سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ (رواہ بخاری ومسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے سے ہی احکام شرعیہ لوگوں تک پہونچانے کا سلسلہ جاری وساری ہے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے سیکھا صحابہ کرام سے تابعین نے تابعین سے تبع تابعین یوں ہی علم دین سیکھنے سکھانے کا سلسلہ اب بھی جاری وہ ساری ہے، اور خدائے وحدہ لاشریک بڑا احسان عظیم ہے کہ اپنے جن بندوں سے چاہتا ہے دین کا کام لے لیتا ہے روز مرہ کے مسائل ہیں جیسے عقائد طہارت نماز روزہ زکوٰۃ طلاق نکاح وغیرہم کے مسائل جسے انسان کو ہماوقت ضرورت پڑتی ہے آئے دن سائلین پوچھتے رہتے ہیں اور علمائے کرام پانے جوابات سے نوازتے رہتے ہیں انہیں فتاوی کے مجموعہ بنام" فتاوی مسائل شرعیہ" کو محب گرامی خلیفۂ حضور ارشد ملت مولانا تاج محمد صاحب قبلہ نے کتابی شکل میں قوم کے حوالے کیا ہے یعنی اس سے قبل" فتاویٰ مسائل شرعیہ" کی تین جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں اور یہ چوتھی جلد ہے۔

فتاویٰ مسائل شرعیہ کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ سارے مسائل آپ گوگل پر بھی مسائل شرعیہ سیرچ

کر کے آسانی سے پڑھ سکتے ہیں، الحمدللہ فتاویٰ مسائل شرعیہ میں کچھ اس طرح کے نئے نئے مسائل ہیں جو بہت ہی اہم اور مشکل مسائل تھے مگر انھیں حل کر کے بہت آسان لفظوں میں فتاویٰ مسائل شرعیہ میں پیش کیا گیا ہے۔

فقیر نے پوری کتاب کا مطالعہ کیا قرآن واحادیث واقوال فقہا سے مزین پایا۔فتاویٰ مسائل شرعیہ کے مرتب محب گرامی حضرت علامہ تاج محمد واحدی صاحب قبلہ جو منکسر المزاج ہیں بہت قابل عالم دین ہیں فتاویٰ مسائل شرعیہ کے علاوہ ان کی کئی کتابیں پہلے سے منظر عام پر آچکی ہیں جس سے لوگ استفادہ کر رہے ہیں، پرور دگار عالم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ بانی گروپ مولانا وسیم رضا صاحب فیضی وجملہ ممبران اراکین منتظمین معاونین کو دن دونی رات چوگنی ترقیاں عطا فرمائے اور فتاویٰ مسائل شرعیہ کی تمام جلدیں جو آچکی ہیں یا جو آنے والی ہیں ان تمام کو عوام وخواص میں مقبول فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الامین الکریم ﷺ

دعا گو

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

مہواڈھارنز دپیپر بازار بلرام پور

29 / اکتوبر 2022ء

(تقریظ جمیل)

خلیفۂ حضور ارشد ملت وحضور منظور ملت، ومفکر ملت، حضرت علامہ، مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی، قادری، رضوی، صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ خطیب وامام غوثیہ مسجد بھیونڈی مہاراشٹر

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

زیر نظر مجموعہ فتاوی مسائل شرعیہ جلد چہارم باقی تین جلدوں کی طرح بالکل منفرد اور ممتاز ہے جسے ماہر فقہ وفتاویٰ علامہ تاج محمّد واحدی صاحب قبلہ نے ترتیب دیا ہے ترتیب کا ایک اچھوتا انداز فتاوی مسائل شرعیہ میں دیکھنے کو ملتا ہے جو دور حاضر کے دیگر مجموعہ فتاویٰ سے ممتاز اور بے مثال بنا دیتا ہے یقیناً علامہ واحدی صاحب کی محنتیں قابل رشک ہیں مسائل شرعیہ ایک واٹس ایپ گروپ ہے جو علماء کرام کی نگرانی میں ہزاروں لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے۔علمائے کرام کی ایک ٹیم ہے، ہر سوال کے جواب پر مکمل تصحیح وتصدیق کا اہتمام کیا جاتا ہے۔مجیبین حضرات کو ماہر مفتیان کرام کے ذریعہ فقہ و فتاویٰ کی تربیت دی جاتی ہے۔

الحمد للہ مسائل شرعیہ کے زیر اہتمام درجنوں علمائے کرام کو فقہ وفتاویٰ کی ایسی تربیت حاصل ہوئی ہے جو اپنے آپ میں بے مثال ہیں اور فقہ وفتاویٰ میں ایسی مہارت حاصل کر چکے ہیں کہ سائل کے طرز سوال کو سمجھنے کا عظیم ہنر دلائل و براہین سے جوابات کو مزین کرنے کا سلیقہ بدرجہ اتم ان میں موجود ہے الحمد للہ رب العالمین مسائل شرعیہ کو سوشل میڈیا پر جو خصوصیات حاصل ہیں وہ کسی اور گروپ کو نہیں مسائل شرعیہ سے تربیت یافتہ مجیبین کو دیگر گروپوں میں بحیثیت مصدق شامل کرنے کے لئے لوگ کوشاں رہتے ہیں مزید فتاویٰ مسائل شرعیہ سوال کے مطابق جواب مضبوط دلائل و براہین سے مزین ہے باقی تین جلدیں جو منظر عام پر آچکی ہیں وہ فتاوی مسائل شرعیہ کی مقبولیت کا بین ثبوت ہیں

فتاوی مسائل شرعیہ کی اہم خصوصیات میں سے ہے کہ آسان زبان کا استعمال کرنا تاکہ عوام آسانی سے سمجھ سکے مزید ماہر مفتیان کرام کے ذریعہ ایک ایک فتاوی کو تصدیق ہونے کے بعد ہی مسائل شرعیہ بلوگر میں شامل کیا گیا ہے اور شامل کتاب ہونے کے بعد بھی تصحیح وتصدیق کا مکمل اہتمام کیا گیا ہے پھر بھی بتقاضایے بشری غلطی کا امکان ہے تو اگر صاحب علم کو کہیں کچھ خامیاں نظر آئیں تو ذمہ داران مسائل شرعیہ سے رابطہ کریں تاکہ اسے درست کیا جاسکے نہ کہ عوام میں اپنی قابلیت پیش کریں جس سے کتاب کی کسر شان ہو اور یقینا علماء کرام کا یہی طریقہ ہونا چاہئے کہ خامیوں کو درست کرنے کے لئے وہی راہ اختیار کریں جس سے خامیاں دور ہوں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے طفیل فتاویٰ مسائل شرعیہ کو عوام وخواص میں مقبول فرمائے اور تمامی منتظمین مسائل شرعیہ اور مصدقین ومحبین کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس مجموعہ کے مرتب کو دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

فقط

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی ارشدی بلرامپوری

(تقریظ جلیل)

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا، ابوعبداللہ محمد ساجد چشتی شاہ جہاں پوری صاحب قبلہ
استاد مدرسہ دارارقم محمدیہ میر گنج بریلی شریف

لك الحمد یا اللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) بے حساب احسان اس ذات کے لیے جو وحدہ لاشریک ہے جس نے ہم کو عدم سے وجود بخشا اور "لقد کرمنا بنی آدم" کا تاج زریں سر رکھ کر اشرف المخلوقات کا جوڑا پہنایا اور عزت وتکریم سے نوازہ اور ہماری دنیا وآخرت کی بھلائی کے لئے انبیاء کی پاک جماعت کو مبعوث فرمایا ان نفوس قدسیہ نے اپنے جان ومال کی پرواہ کیے بغیر خدمت خلق کے وہ کارہائے نمایاں انجام دیے جن کو صفحہ قرطاس پر شمار کرانا میرے بس سے باہر ہے یوں ہی ان کے بعد ان کے نائبین نے علمائے ربانین نے اپنے اپنے ادوار میں امت کو راہ راست پر لانے کے لئے اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کیں اور اپنے محبوب وطنوں کو تک چھوڑنے میں بھی توقف نہیں کیا اور اپنا مسکن ووطن مقدر کے حوالے کرتے ہوئے دوسری جگہوں کو اپنا مسکن بنایا البتہ محبوبان خدا اس دین کی خدمت قیامت تک فضل مولی سے یوں ہی کرتے رہیں گے کیوں کہ اس دین کی حفاظت اللہ تعالی نے اپنے ذمہ کرم پر لی ہے اور وہ اپنے بندوں سے دین کی خدمت جس طرح چاہے گا لے گا۔

المختصر یہ کہ پیش نظر کتاب (فتاویٰ مسائل شرعیہ) جلد چہارم کتاب الجنائز جس کو میں نے بالاستعاب پڑھا ہے جس سے میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ اس کی تالیف میں علمائے حلقہ مسائل شرعیہ نے بڑی جانفشانی وعرق ریزی کے ساتھ مسائل مسلک حنفیہ کو آیات واحادیث اور فقہی جزئیات کی روشنی میں

مزین و مبرہن کر کے قوم کی خدمت میں پیش کرنے کی بے کراں کوشش کی ہے اور سونے پر سوہا گایہ ہے کہ پوری جلد ماشاء اللہ کتاب الجنائز کے بیان میں ہے جہاں تک میرا مطالعہ ہے میں نے کتاب الجنائز کے متعلق اتنے مسائل یکجا اپنے مطالعہ کی کتب میں نہیں پائے اور اس پر قابل رشک یہ کہ آج جو وقت کی ضرورت ہے اس کو علماء حلقہ نے پورا کرنے کی حتی المقدور کوشش اور نباض قوم کا حق ادا کیا یعنی انٹرنیٹ اور شوسل میڈیا کے پرفتن دور جس میں لوگوں کے لئے کتاب اٹھانا بڑا گراں اور موبائل کو ہر وقت اپنے دست و گریباں رکھنا فخر و سعادت سمجھا جاتا ہے اس ماحول میں جو کام علمائے حلقہ مسائل شرعیہ نے کیا اس کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، جس میں خصوصا حضرت علامہ سید شمس الحق برکاتی و حضرت علامہ مفتی منظور احمد علوی ظلهما العالی کی سرپرستی اور حضرت علامہ تاج محمد صاحب اور علامہ ابراہیم صاحب اور علامہ اسامہ صاحب اور علامہ ارمان علی قادری صاحب کی تصدیقات نے کتاب کو مقبول عام و خاص کر دیا، یقینا اس کتاب کو انٹرنیٹ پر لانے میں سبھی علمائے حلقہ مسائل شرعیہ کی عرق ریزیاں شامل ہیں لہذا اس اعتبار سے بھی یہ کتاب قوم مسلم کے نوجوانوں کے لیے بڑی سودمند ہے۔

لائق مبارکباد ہے علمائے حلقہ مسائل شرعیہ کہ جنہوں نے اس میدان میں کام کر کے قوم مسلم کے فرزندوں کو اسلامی مسائل سے روشناس کرانے کی بھرپور کوشش کی اللہ تعالی سب کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور قارئین و مؤلفین کے لئے دارین کی سعادتوں اور فلاح و بہبود کا ذریعہ بنائے۔

آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین

طالب دعا

حقیر ابو عبداللہ محمد ساجد چشتی شاہ جہاں پوری

(تأثرات ارشدیہ)

خلیفۂ اعظم فیض یافتگان خلفائے اعلیٰ حضرت، شمس الطریقہ، بدر الشریعہ، غیض الوہابیّہ، بے تاج بادشاہ، اسیر تحفظ ناموس رسالت مآب ﷺ، ارشد المشائخ، ارشد ملّت حضرت پیر ابو البرکات محمّد ارشد سبحانی مدظلہ العالی والنورانی (بانی وسر پرستِ اعلیٰ ماہنامہ ارشدیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُحبّ گرامی عالم نبیل فاضل جلیل سیف ارشدیہ قاطع وہابیہ ونجدیہ حضرت علامہ الشّاہ مفتی محمّد ابراہیم خان امجدی ارشدی زید مجدہٗ نے فتاوٰی مسائل شرعیہ جلد چہارم جسے فقیر کے نامور خلفاء کرام و دیگر علماء اہلسنّت کی ایک باصلاحیت ٹیم نے شائع کر کرنے کی سعادت حاصل فرمائی ہے حدیث پاک میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلّم ارشاد فرماتے ہیں : فَلَوۡلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِى ٱلدِّينِ ۔[۳]

ترجمہ : ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت نکلے تا کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں - حدیث نبوی ہے کہ : من یرد اللہ بہ خیرًا یفقہ فِی الدین ۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں، اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے یہ لفظ عربی گرائمر کے اعتبار سے باب فَقِہَ . فَقُہَ (سمع، کرم) کا مصدر ہے باب تَفَقَّہَ (تفعّل) بھی اسی معنٰی میں استعمال کیا جاتا ہے . فَقَّہَ . اَفۡقَہَ (تفعیل، افعال) یہ ابواب، سکھانا اور سمجھانا، کے معانی میں مستعمل ہیں لفظِ فقیہ ”علمِ فقہ جاننے والے اور بہت سمجھ دار شخص پر بولا جاتا ہے اس کی جمع "فُقَھَاءُ" مستعمل ہے ۔ یعنی فقہ کے حقیقی معنٰی کسی شئی کو کھولنا اور واضح کرنا ہے ۔ فقیہ اس عالم کو کہتے ہیں جو احکام شرعیہ کو واضح کرے اور ان کے حقائق کا سراغ لگائے او مغلق و پیچیدہ

مسائل کو واضح کرے۔فقہ کے لغوی معنیٰ کسی چیز کو جاننا ہے۔پھر یہ علم شریعت کے ساتھ خاص ہو گیا۔ فقه الشيئ فقها فهمه :فقه (ك) فقاهة : علم و كان فقيها : فقه (س) فقها : کسی چیز کا جاننا اور سمجھنا۔فقہ (ک) فقاھۃ:فقیہ ہونا علم میں غالب ہونا ہے جس کی ضرورت ہر زمانہ میں محسوس کی گئی ہے اور فقیہان اسلام نے ہر دور میں یہ کام انجام دیا۔

الحمد للہ اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہا فقہاء کرام اپنے اپنے ادوار میں یہ کام بڑے ہی متانت سے انجام دیتے رہے اور تاہنوز یہ سلسلہ جاری وساری ہے ماضی قریب میں فقہ وافتاء کو جو تقویّت میرے آقائے نعمت اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مُجدد اعظم دین وملّت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ نے بخشی ہے وہ اظہر من الشّمس ہے، نبیرہ اعلیٰ حضرت حضور حجۃ الاسلام علامہ الشّاہ مُفتی محمد حامد رضا خان نُوری مُحدّث بریلوی قدس سرہٗ العزیز کا فتاویٰ حامدیہ،سیّدی حضور مفتی اعظم ہند تاجدار اہلسنّت علامہ الشّاہ مفتی محمد مُصطفیٰ رضا خان نُوری میاں مُحدّث بریلوی علیہ الرحمہ کا فتاویٰ مُصطفویہ،میرے مُرشد اجازت وخلافت و استاذی المکرم کم وبیش پانچ (۵۰۰۰) ہزار کتب ورسائل کے مُصنّف اعظم شارح صحاح ستّہ حضور مُفسر اعظم پاکستان فیض ملّت علامہ پیر ابُو الصّالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی قادری مُحدّث بہاولپوری قدس سرہ العزیز کا فتاویٰ اُویسیہ، مُرشد اجازت وخلافت نیرُ العارفین برہانُ الواصلین سلطانُ المناظرین بیہقیٔ زماں مُفسر قرآن نیرُ الفقہاء اسیر دیار حبیب (ﷺ) نیر ملّت حضرت خواجہ الحاج الشّاہ پیر ابُو الرضا محمّد اللہ بخش نیر چشتی مُجددی رضوی قادری چراغ ہوتوی قدس سرہٗ العزیز (بانی وسرپرستِ اعلیٰ انجمن سپاہ مُصطفیٰ پاکستان) کا نیرُ الفتاویٰ اور عزیز گرامی صاحب تفسیر ارشدُ البیان منظور العلماء والمشائخ مُفسر قرآن منظور ملّت حضرت مفتی پیر منظور احمد یار علوی ارشدی زیدمجدہٗ کا فتاویٰ "الفيوض النبوية فی الفتاوی اليارعلوية" مُسمّی فتاویٰ یارعلویہ ودیگر مُفتیان اسلام کی خدمات جلیلہ لائق

صد تحسین ہیں۔

الحمدللہ تعالیٰ یہ سلسلہ تاقیامت جاری وساری رہے گا عہد رواں میں فاضلین اہلسنّت میں سے جن باخلوص مُفتیان کرام نے فقہ وافتاء پر کام کیا ہے ان میں راقم آثم فقیر ابُوالبرکات محمد ارشد سُبحانی عفی عنہ کے دیگر خلفاء ذی وقار کی طرح مُفتیان مسائل شرعیہ بھی انتہائی مستعدی کے ساتھ کاربند ہیں ان کی یہ کاوش مسائل شرعیہ جلد چہارم سے جانی اور پہچانی جاسکتی ہے اس سلسلہ میں عزیزی ومکرمی ماہرعلوم وفنون فخر ارشدیّت تاج ملّت حضرت علامہ الشّاہ تاج محمد واحدی ارشدی حنفی مدظلہ العالی کے عظیم کارنامے بھی ناقابل فراموش اور لائق صد تحسین ہیں۔

فقیر دُعاگو ہے مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلّم کے طفیل مذکورہ جملہ احباب وحضرات کی اس سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ جلیلہ میں قبول فرمائے اور اسے ان کے لئے نیز جملہ اہل سنن کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

فقط والسلام خیر ختام

مدینے پاک کا بھکاری

اسفل العباد احقر الناس

خاکپائے علمائے حق اہلسنت

خلیفۂ مجاز فیض یافتگان خلفائے اعلیٰ حضرت فقیر عبدالمصطفیٰ ابوالبرکات محمد ارشد سبحانی غفرلہ

خادم تلوکرانوالہ شریف فاضل ضلع بھکر

خاک نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف ضلع میانوالی پنجاب پاکستان

۲۴/رجب المرجب ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶/فروری ۲۰۲۳ء/یومُ الخمیس

(کلمات خیر)

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ، حضرت علامہ، مولانا الشاہ، مفتی، سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ
دامت برکاتہم العالیہ صدر اعلیٰ مسائل شرعیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! خدائے قدیر کا بے شمار احسان ہے کہ اس نے اپنے کچھ ذی علم بندوں کو خدماتِ شریعتِ مطہرہ کے لئے چن لیا ہے اور ان سے لگاتار تشنگانِ علومِ شریعتِ اسلامیہ کی سیرابی کا کام لے رہا ہے! اسی سلسلے میں آج فقیر کو فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد چہارم pdf کی زیارت کا شرف حاصل ہو رہا ہے! مسائل شرعیہ کے تربیتی گروپ" تربیتِ افتاء" کے بانی و منتظمین نیز مجیبین اور مصدقین و مربین کے کارواں کی محنتوں اور کوششوں کے نتیجے ہی میں یہ کام انجام پاسکا ہے، خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں مولانا تاج محمد واحدی صاحب قبلہ جنہوں نے اسے ترتیب وجمع کے مراحل سے گذار کر بڑی عرق ریزی سے پی ڈی ایف کی شکل میں مکمل جلد و کتاب بنا دیا ہے اور یہ کوئی پہلا کارنامہ نہیں ہے بلکہ انہوں نے تمام شائع شدہ جلدوں پر اسی طرح خدمت انجام دی ہے! تصحیح و پروف ریڈنگ کے مراحل سے اکابرِ حلقہ نے بحسن وخوبی گزارا ہے میں امید کرتا ہوں کہ یہ جلد بھی جلدوں کی طرح کافی حد تک بہتر ہوگی! پھر بھی بتقاضائے بشری فروگزاشت کا امکان باقی رہتا ہے، لہذا جو شخص کہیں خامی وقصور پر آگاہ ہو وہ منتظمین کو ضرور مطلع فرمائے! تاکہ اصلاح ہو سکے! اخیرً ادعا گو ہوں کہ مولی کریم اس پوری ٹیم کو سلامت رکھے اور مزید خدماتِ دینیہ کی توفیق بخشے! اور کتاب کو مفیدِ عوام وخواص بنائے۔ آمین آمین آمین یارب العالمین بجاہ نبیك سید المرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین برحمتك یاارحم الراحمین

العبد الاثیم ابوالفیض سید شمس الحق برکاتی مصباحی

15 رجب المرجب 1444 ھجری مطابق 7 فروری 2023 عیسوی بروزِ سہ شنبہ

(نظر ثانی)

صاحب فتاوی یارعلویہ وخلیفۂ نبیرۂ شعیب الاولیاء وارشد المشائخ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی منظور احمد یار علوی ارشدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ صدر شعبہ افتاء دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی

فقہ اسلامی قرآن وسنت کا عُصارہ ونچوڑ ہے، جو فقہائے کرام کی انتھک کوششوں اور بے پایاں محنتوں کا ثمرہ ہے، اور افتاء کا فقہ کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایک فقیہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لے کر قرآن وسنت میں غور کرکے پیش آمدہ مسائل کے احکام مستنبط کرتا ہے تو ان مسائل کے مجموعے کو ''فقہ'' کا نام دیا جاتا ہے اور جب کوئی سائل اس کے پاس آکر انہیں مسائل سے متعلق دریافت کرتا ہے تو فقیہ کے اس بیانیے کو ''فتویٰ'' اور ''افتاء'' کے خوبصورت الفاظ مل جاتے ہیں، لہٰذا فقہ وافتاء یا فقہ وفتویٰ دولازم وملزوم چیزیں ہیں۔ قرنِ اول میں فقہ کا ظہور ہوا تو افتاء کا سلسلہ بھی روزِ اول سے قائم ہوگیا۔ پیغمبر خدا۔

ایک فقیہ تھے اور امت کے اولین مفتی بھی تھے یہ دور چلتا رہا یہاں تک ائمہ اربعہ جن کے مذاہب اس وقت دنیا میں رائج ہیں، ان میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے علم وفضل اور سن وسال میں سب سے مقدم تھے اور بالواسطہ یا بلا واسطہ تمام ائمہ آپ کے فیض یافتہ تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ایک طرف تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے، جو بقیہ ائمہ میں سے کسی کو حاصل نہیں، دوسری طرف آپ عمر میں ان میں سب سے بڑے ہیں، ملا علی قاری رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب میں تحریر فرماتے ہیں: '' حاصل یہ ہے کہ تابعین کا درجہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے بعد امت میں سب سے بڑھا ہوا ہے، اسی وجہ سے ہمارا اعتقاد ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ائمہ مجتہدین میں سب سے اونچا ہے اور فقہاء علوم دینیہ میں آپ سب سے بلند واکمل ہیں، آپ کے بعد امام مالک رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے، جو تبع تابعین کی صف میں ہیں؛ پھر امام شافعی رحمہ اللہ کا اس لیے کہ آپ امام مالک بلکہ امام محمد رحمہما اللہ کے شاگرد ہیں؛ پھر امام احمد کا جو امام شافعی کے

شاگرد کے درجہ میں ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ جو فقہ کی تدوین میں شریک تھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جس طریقہ سے فقہ کی تدوین کا ارادہ کیا وہ نہایت وسیع اور پُرخطر کام تھا، اس لیے انہوں نے اتنے بڑے کام کو اپنی ذاتی رائے اور معلومات پر منحصر کرنا نہیں چاہا، اس غرض سے امام صاحب نے اپنے شاگردوں میں سے چند نامور اشخاص کا انتخاب کیا، جن میں سے اکثر خاص خاص فنون میں ماہر تھے، مثلاً یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، قاضی ابویوسف، داؤد الطائی، ابن حبان مندل، آپ کو حدیث اور آثار میں نہایت کمال تھا، امام صاحب نے ان لوگوں پر مشتمل ایک مجلس مرتب کی اور باقاعدہ طور پر فقہ کی تدوین شروع ہوئی، امام طحاوی نے بسند متصل اسد بن فرات سے روایت کی ہے کہ ابوحنیفہ کے تلامذہ جنھوں نے فقہ کی تدوین میں حصہ لیا تھا ان کی مجموعی تعداد چالیس تھی، جن میں یہ لوگ زیادہ ممتاز تھے: ابویوسف، زفر، داؤد طائی، اسد بن عمر، یوسف بن خالد التیمی، یحییٰ بن ابی زائدہ۔ امام طحاوی نے یہ بھی روایت کی ہے کہ لکھنے کی خدمت یحییٰ سے متعلق تھی، امام طحاوی نے جن لوگوں کے نام گنائے ہیں ان کے سوا عافیہ، ازی، ابوعلی، علی بن مسہر، قاسم بن معن، ابن مندل اس مجلس کے منبر رہے تھے۔ (شرح فقہ اکبر: ۱۴۶)

طریقۂ تدوین: ۔تدوین کا طریقہ یہ تھا کہ کسی خاص باب کا کوئی مسئلہ پیش کیا جاتا تھا؛ اگر اس کے جواب میں سب لوگ متفق الرائے ہوتے تھے تو اسی وقت قلمبند کرلیا جاتا؛ ورنہ نہایت آزادی سے بحثیں شروع ہوتیں، کبھی کبھی بہت دیر تک بحث قائم رہتی ۔- امام صاحب غور و تحمل کے ساتھ سب کے دلائل سنتے اور بالآخر ایسا جچا تلا فیصلہ کرتے کہ سب کو تسلیم کرنا پڑتا، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ امام صاحب کے فیصلہ کے بعد بھی آپ کے شاگردان اپنی اپنی آراء پر قائم رہتے اس وقت ان سب کے مختلف اقوال قلم بند کرلیے جاتے ۔(سیرۃ النعمان: ۱۲۹)

امام ابوحنیفہ اپنی رائے کو اپنے شاگردوں پر مسلط نہیں کرتے اور نہ بغیر تحقیق و مناقشہ کے اپنی آراء لکھواتے؛ بلکہ جدید مسائل کے بارے میں پوری تحقیق کی جاتی، مسائل کے مختلف پہلوؤں پر گہری

نظر ڈالی جاتی؛ پھر بحث ومباحثہ میں تلامذہ کو پوری آزادی رائے دیتے۔(سیرۃ النعمان:۱۳۰)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ اجتہاد کیا تھا؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا میں سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں؛ اگر اس میں مسئلہ نہیں ملتا ہے تو سنت رسول کی طرف رجوع ہوتا ہوں اور اگر اس میں بھی کوئی مسئلہ نہیں ملتا ہے تو پھر اقوال صحابہ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور جس صحابی کا قول کتاب وسنت سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے اسے اختیار کرلیتا ہوں؛ لیکن اقوال صحابہ کے دائرہ سے قدم باہر نہیں نکالتا؛ لیکن جب صحابہ کے بعد معاملہ ابراہیم، شعبی، ابن سیرین، حسن، عطاء اور سعید ابن مسیب وغیرہم تک جاتا ہے تو یہ وہ لوگ تھے جو اجتہاد کرتے تھے اور میں بھی ان کی طرح اجتہاد کرتا ہوں۔(مقدمہ فتاوی تاتارخانیہ:۱/ ۱۳۔المدخل:(۱۳۹)

اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہا فقہاء کرام اپنے اپنے ادوار میں یہ کام بڑے ہی متانت سے انجام دیتے رہے اور الحمدللہ تاہنوز یہ سلسلہ جاری وساری ہے ماضی قریب میں فقہ وافتاء کو جو تقویت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بخشی ہے وہ اظہر من الشمس ہے استاذ گرامی حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ کا فتاوی فیض الرسول فقیر راقم الحروف یارعلوی کا مجموعہ فتاوی" الفیوض النبویۃ فی الفتاوی الیارعلویۃ" ودیگر مفتیان اسلام کے خدمات جلیلہ لائق صد تحسین ہیں اور الحمد للہ یہ سلسلہ تاقیامت جاری وساری رہے گا عہدرواں میں فاضلین اہلسنت میں سے جن باخلوص مفتیان کرام نے فقہ وافتاء پر کام کیا ہے ان میں فقیہان مسائل شرعیہ کا نام تاباں ودرخشاں ہے برآمدہ ونوپید مسائل کا ایک"" مجموعہ فتاوی بنام" فتاوی مسائل شرعیہ (جلد چہارم) جسکا منہ بولتا ثبوت ہے جسے فقیر نے دیکھا الحمدللہ مثبت پایا اور دل سے یہ صدا بلند ہوئی کہ اپنے صحراء ابھی بہت سے آہو پوشیدہ ہیں اللہ تعالی اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس کاوش کو قبول فرما کر ہم سب کیلئے بالخصوص مفتیان کرام کیلئے اخروی نجات کا ذریعہ بنائے آمین یارب العلمین بجاہ سیدالمرسلین علیہ افضل التسلیم فقط والسلام

منظور احمد یارعلوی

خادم الافتاء والتدریس دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَاۤ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ (سورہ شوری 30)

اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرمادیتا ہے۔(کنزالایمان)

کتاب الجنائز

بیماری کابیان

۵/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(مصیبت کے وقت جزع فزع کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بیماری یا مصیبت مثلاً انتقال کے وقت جزع وفزع کرنا کیسا ہے؟ اور اگر کوئی صبر کرے تو اس کیسے لئے کیا اجر ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: ۔غیاث الدین عرب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیماری یا انتقال کے وقت جزع وفزع نہیں کرنی چاہئے بلکہ بندے کو اس وقت صبر کرنا چاہئے کیونکہ بیماری بھی اللہ رب العزت کی ایک بڑی نعمت ہے اسکے منافع بے شمار ہیں اگر چہ آدمی کو بظاہر اس سے تکلیف پہونچتی ہے مگر حقیقۃً راحت وآرام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے یہ ظاہری بیماری جس کو آدمی بار اور عیب سمجھتا ہے حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بہت بڑا زبردست علاج ہے حقیقی بیماری امراض روحانیہ ہیں کہ یہ بہت خوفناک چیز ہے اور اسکو مرض مہلک سمجھنا چاہئے۔

بہت موٹی سی بات ہے جو ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی کتنا ہی غافل ہو مگر جب مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو کس قدر خدا کو یاد کرتا ہے اور توبہ واستغفار کرتا ہے اور اللہ والوں کی شان تو یہ ہوا کرتی ہے کہ وہ تکلیف کا بھی اسی طرح استقبال کرتے ہیں جیسے راحت کا، مگر ہمیں تو کم از کم اتنا تو چاہئے کہ صبر واستقلال سے کام لیں اور جزع وفزع کر کے آئے ہوئے ثواب کو نہ جانے دیں۔اور اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ بے صبری سے آئی ہوئی مصیبت جاتی نہ رہے گی پھر اس بڑے ثواب سے محرومی دوہری مصیبت ہے۔بہت سے نادان بیماری میں نہایت بے جا کلمات بول پڑتے ہیں۔بلکہ بعض تو کفری کلمات بول جاتے ہیں

(معاذ اللہ) بعض لوگ اللہ عزوجل کی طرف ظلم کی نسبت کر کے خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ کے مصداق بن جاتے ہیں لہٰذا مصیبت کے وقت صبر کرنا چاہئے۔

صبر کے بہت فوائد ہیں ان میں سے کچھ درج ہیں۔

(۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب میرے بندوں میں سے کوئی بندہ بدن، مال، اور اولاد کی مصیبت میں مبتلا ہو اور صبر جمیل اختیار کرے تو اسکے اعمال تولنے اور نامہ اعمال کھول کر دیکھنے میں مجھے شرم آئے گی۔ (نزہتہ المجالس مترجم، جلداول صفحہ ۳۱۱)

(۲) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں روز قیامت صابرین کو پکارا جائے گا کہ وہ کھڑے ہو جائیں کچھ لوگ کھڑے ہوں گے تو انہیں ارشاد ہوگا جنت میں چلے جاؤ ان سے فرشتے پوچھیں گے کہاں جا رہے ہو وہ کہیں گے جنت میں۔ فرشتے کہیں گے حساب سے پہلے؟ صبر کرنے والے کہیں گے ہاں۔ ہم نے اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رکھا اور خواہشات نفسانیہ کو ٹھکرایا اور مصائب و آلام میں صبر کیا۔ فرشتے کہیں گے چونکہ تم لوگوں نے صبر و استقامت کو قائم رکھا تم پر سلام ہو تمہارے لئے عقبیٰ کا گھر اچھا ہے۔ (نذہتہ المجالس مترجم، جلداول صفحہ ۳۱۲)

(۳) حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا الٰہی! تجھے جنت کے منازل میں سب سے بڑھ کر کون سی منزل پیاری ہے؟ ارشاد ہوا خطیرہ قُدس، پھر پوچھا گیا اس میں کون رہیں گے؟ ارشاد ہوا مصیبت زدہ۔ عرض کیا مولیٰ! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ وہی لوگ ہیں جنھیں میں مصائب و آلام میں مبتلا کرتا ہوں تو وہ صبر کرتے ہیں جب انھیں کوئی نعمت دیتا ہوں تو وہ شکر بجالاتے ہیں اور جب ان پر ابتلاؤ آزمائش کا مرحلہ آجاتا ہے تو پکار اٹھتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيهِ راجِعُو ن۔ (نذہتہ المجالس مترجم، جلداول صفحہ ۳۱۴)

حدیث شریف میں ہے ''عَنْ مُحمدِ بْنِ خَالِدِنِ السُّلَمِيّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسو ل اللہ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللهِ مُنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ

اِبْتِلَا ہُ اللّٰہُ فِی جَسَدِہٖ اَوْ فِی مَا لِہٖ اَوْ فِی وَلَدِہٖ ثُمَّ صَبَّرَ ہٗ عَلٰی ذٰلِکَ حَتّٰی یُبَلِّغَہُ الْمَنْزِلَۃَ الَّتِی سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ'' روایت ہے حضرت محمد ابن خالد سُلمی سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے، راوی فرماتے ہیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کسی بندہ کے لئے کوئی درجہ رب کی طرف سے مقدر ہو چکا ہو جہاں تک وہ اپنے عمل سے نہیں پہونچ سکتا تو اللہ اس کے جسم یا مال یا اولاد کو آفت میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اسے اس پر صبر بھی دیتا ہے یہاں تک کہ وہ درجہ تک پہونچ جاتا ہے جو رب کی طرف سے اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے ۔(سنن ابی داود، کتاب الجنائز مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض الفصل الثانی ۱۳۷)

مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) کا بیٹا بیمار تھا ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) کہیں باہر تشریف لے گئے تو بچہ فوت ہوگیا جب ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) واپس آئے تو پوچھا میرے بیٹے کا کیا حال ہے ام سلیم نے کہا وہ پہلے سے افاقہ میں ہے پھر انہیں شام کا کھانا پیش کیا ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے کھانا کھایا پھر اپنی بیوی سے صحبت کی جب فارغ ہوئے تو ام سلیم نے کہا بچے کو دفن کر دو جب صبح ہوئی تو ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے رات کو صحبت بھی کی تو انہوں نے عرض کیا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ان دونوں کے لئے برکت عطا فرمایا چنانچہ ام سلیم کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے مجھے کہا کہ اسے اٹھا کر نبی ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ (حضرت) انس (رضی اللہ عنہ) اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لائے اور ام سلیم نے کچھ کھجوریں بھی ساتھ بھیج دیں نبی ﷺ نے بچہ کو لے کو فرمایا کیا اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ہے صحابہ نے عرض کیا جی ہاں کھجوریں ہیں آپ ﷺ نے انہیں لے کر چبایا پھر اس کے تالو سے لگایا اور ان کھجوروں کو بچہ کے منہ میں ڈال دیا۔(مسلم شریف حدیث نمبر ۵۶۱۳)

مسلم شریف کی حدیث سے معلوم ہوا کی حضرت ام سلیم نے جزع وفزع نہیں کیا بلکہ اپنے شوہر

کی اطاعت بجالا ئیں اور اللہ کی رضا پر راضی رہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر اولاد صالح عطا فرمایا یہ ہے صبر کا پھل لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی نعمت دے تو اس کا شکر بجالائیں اور اگر کوئی مصیبت آئے تو صبر سے کام لیں۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا دوا کرانا حدیث سے ثابت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے تو اس کے حق میں دوا بہتر ہے یا دعا بہتر ہے؟ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دوا بھی کرواتے تھے یا صرف حضور علیہ السلام سے دعا کرواتے تھے؟ **المستفتی:۔ساجد علی واحدی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

احادیث طیبہ میں دونوں کا ذکر ہے یعنی دعا اور دوا دونوں میں شفا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے" عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً" حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری نہیں پیدا کی جس کے لئے شفا یعنی دوا نہ اتاری ہو۔

(بخاری شریف جلد دوم کتاب الطب صفحہ ۸۴۸)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا {اِنَّ اللهَ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَتَدَاوَوْا بِحَرَامٍ} یعنی اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں کو پیدا فرمایا اور ہر بیماری کی دوا مقرر فرمائی ہے لہٰذا دوا کرو لیکن حرام چیزوں سے دوا نہ کرو۔(ابوداؤد جلد دوم صفحہ ۵۴۱،مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی صفحہ ۳۸۸)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا {لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَاِذَا اُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِاِذْنِ اللهِ} یعنی ہر بیماری کی دوا ہے جب بیمار کو (اس کی صحیح) دوا

دی جاتی ہے تو خدائے تعالی کے حکم سے بیمار اچھا ہو جاتا ہے۔(مسلم شریف جلد دوم باب لکل دواء صفحہ ۲۲۵)

بیشک صحابہ کرام دوا بھی کرواتے تھے اور دعا بھی جیسے بدر کے موقع پر ایک صحابی کا ہاتھ کٹ گیا تو حضور علیہ السلام کے پاس آئے اور ٹھیک ہو گیا۔حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ باہر آ گئی حضور نے ٹھیک کر دیا۔جنگ خیبر کے موقع پر مولی علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ دکھ رہی تھی حضور علیہ السلام نے ٹھیک کر دیا یونہی کتب احادیث میں بہت بے شمار واقعات ہیں کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے پاس آتے اور شفا پا کر واپس جاتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ دعا اور دوا دونوں کا ثبوت کتب احادیث میں موجود ہے اور دونوں سے علاج کرانا جائز ہے۔واللہ اعلم بالصواب

از قلم

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا عبادت سے بیماری آتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کافی دن سے بیمار ہے اس لئے کبھی کچھ کبھی کچھ کہتا رہتا ہے کہتا ہے میں عبادت بھی کرتا ہوں پھر بھی بیمار رہتا ہوں وغیرہ وغیرہ تو کیا ایسا ہے کہ عبادت کرنے سے بیماری آتی ہے؟ نیز بیماری کے وقت میں کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی:۔ زین العابدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیماری بھی اللہ رب العزت کی نعمت ہے کیونکہ اس سے بندے کے گناہ جھڑتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں اور اللہ تعالی اپنی نعمتوں کو اپنے جس بندے کو چاہتا عطا فرماتا ہے لہذا عبادت کرتے رہیں اور امید رکھیں کہ اللہ تعالی جلد شفاء عطا فرمائے گا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ بعض حضرات دوا کراتے ہیں اور جب ٹھیک نہیں ہوتے تو نہ جانے کتنے خرافات کلمات بول جاتے ہیں بعض حضرات کلمات کفر تک کہہ کر "خسر الدنیا والآخرہ" کے مصداق بن جاتے ہیں حالانکہ انہیں چاہئے کہ کتب احادیث کا مطالعہ کریں اور صبر سے کام لیں۔ حدیث میں ہے "عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اللہُ تَعَالٰی بِعَبْدِہٖ الْخَیْرَ عَجَّلَ لَہُ الْعُقُوْبَۃَ فِی الدُّنْیَا وَاِذَا اَرَادَ اللہُ تَعَالٰی بِعَبْدِہٖ الشَّرَّ اَمْسَکَ عَنْہُ بِذَنْبِہٖ حَتّٰی یُوَافِیَہٗ بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ" حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی کسی بندے کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے فوری طور پر دنیا میں سزا دیدیتا ہے اور جب کسی بندے کی برائی چاہتا ہے تو اس کی سزا مع

گناہوں کے محفوظ رکھتا ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن اسے پوری پوری دیگا۔(رواہ الترمذی،مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض وثواب المریض الفصل الثانی صفحہ ۱۳۶)

اورحضرت انس رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث مروی ہے ''عَنۡ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ عُظۡمَ الۡجَزَآءِ مَعَ عُظۡمِ الۡبَلَآءِ وَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا اَحَبَّ قَوۡمًا اِبۡتَلَاھُمۡ فَمَنۡ رَضِیَ فَلَہُ الرِّضَا وَمَنۡ سَخِطَ فَلَہُ السَّخَطُ ''روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا حضور ﷺ نے کہ جتنی بلا زیادہ اتنا ہی ثواب زیادہ اور اللہ رب العزت جب کسی قوم (یا انسان) کو محبوب رکھتا ہے تو اسے بلا میں مبتلا رکھتا ہے جو بلا سے راضی ہوا اس کے لئے اللہ کی رضا ہے اور جو اس بلا سے ناراض ہوا اسکے لئے اللہ کی ناراضگی ہے۔(ترمذی،ابن ماجہ،مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض الفصل الثانی صفحہ ۱۳۶)

بیماری کی حالت میں کوئی بھی دعا پڑھ سکتے ہیں حرج نہیں بلکہ قرآن کی آیت بطور وظیفہ یا بنیت دعا بھی پڑھ سکتے ہیں اگر چہ بندہ حالت ناپاکی میں ہو۔البتہ کچھ دعائیں کتب احادیث میں مذکور ہے اس کو پڑھیں تو زیادہ بہتر ہوگا جیسا کہ حاکم میں ہے کہ سید عالم نبی مکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول {لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ} کے بارے میں فرمایا جو مسلمان اسے بیماری کے عالم میں چالیس مرتبہ پڑھے اور اسی بیماری میں فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا اجر عطا فرمائے گا اور اگر صحت یاب ہو تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(نزہۃ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۳۲۲)

یونہی استغفار کثرت سے کریں اور اللہ رب العزت سے دعائیں مانگے کہ بیمار انسان کی دعا جلد قبول ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے ''عَنۡ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دَخَلۡتَ عَلٰی مَرِیۡضٍ فَمُرۡہُ یَدۡعُوۡا لَکَ فَاِنَّ دُعَآئَہٗ کَدُعَاءِ الۡمَلَآئِکَۃِ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ جب تو مریض کے پاس جائے تو اس سے کہہ کہ

تیرے لئے دعا کرے کہ اس کی دعا دعائے ملائکہ کے مانند ہے۔(ابن ماجہ صفحہ ۱۰۴، مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض فصل الثالث صفحہ ۱۳۸) واللہ اعلم بالصواب

ازقلم

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(بیمار کو طعنہ دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض حضرات ایسے ہیں کہ وہ تو بیمار نہیں ہوتے لیکن جب کوئی دوسرا بیمار ہوتا ہے تو اسے بولیاں سناتے ہیں کہ فلاں بہت گنہگار ہے اس لئے بیمار رہتا ہے اگر تیری عبادت قبول ہوتی، تجھ سے رب راضی ہوتا تو تو پریشان نہ رہتا بلکہ خوشحال رہتا پھر بعض لوگ عبادت کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو انکے لئے کیا حکم ہے جو طعنہ دیتے ہیں؟

المستفتی:۔سلمان رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس طرح کے لوگ مطلق جاہل گنوار ہیں انہیں نہیں معلوم کی بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتا حدیث شریف میں حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیماریوں کا ذکر کیا تو فرمایا کہ مومن کو جب بیماری پہنچتی ہے پھر اللہ اسے آرام دے دیتا ہے تو یہ گذشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور آئندہ کے لئے نصیحت۔اور منافق جب بیمار ہوتا ہے پھر آرام دیا جاتا ہے تو اس اونٹ کی طرح ہوتا ہے جسے اس کے مالک نے باندھ دیا پھر کھول دیا۔وہ نہیں جانتا کہ اسے کیوں باندھا اور کیوں کھولا۔تو ایک شخص بولا یارسول اللہ ﷺ! {وَمَا الْاَسْقَامُ وَاللّٰهِ مَا مَرِضْتُ قَطُّ فَقَالَ قُمْ عَنَّا فَلَسْتَ مِنَّا} یعنی بیماریاں کیا ہیں؟ قسم ہے رب کعبہ کی میں تو کبھی بیمار ہوا ہی نہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہمارے پاس سے اٹھ جا تو ہم میں سے نہیں۔(ابوداؤد،مشکوۃ،باب عیادۃ المریض وثواب المریض الفصل الثانی صفحہ ۱۳۷)

اس حدیث طیبہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیماری نعمت الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ بیماری اسے ہی دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے لہٰذا مصیبت کے وقت ہمیں صبر کرنا چاہئے کہ قرآن فرماتا ہے {اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ} یعنی بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (کنز الایمان پارہ ۲ / رکوع ۳)

اور جو لوگ طعنہ دیتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ بیماری بندے کے اختیار میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے طعنہ دینے والوں کو بیمار کر دیا تو پھر وہ کیا کر سکتے لہٰذا طعنہ دینے سے پرہیز کریں ورنہ دنیا میں ذلیل اور آخرت میں عذاب الٰہی کے مستحق ہونگے اور جو بیمار رہتا ہوا سے اللہ کی ذات پر توکل چاہئے کہ اللہ نے چاہا تو شفا دیگا ورنہ آخرت میں نعمت الٰہی سے سرفراز فرمائے گا حدیث شریف میں ہے ”عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَوَدُّ اَھْلُ الْعَافِیَۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حِیْنَ یُعْطٰی اَھْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ اَنَّ جُلُوْدَھُمْ کَانَتْ قُرِضَتْ فِی الدُّنْیَا بِالْمَقَارِیْضِ“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب اہل بلا (جو دنیا میں پریشان رہتے تھے ان) کو ثواب دیا جائے گا تو آرام والے (جو دنیا میں خوشحال رہتے تھے) تمنا کریں گے کاش انکی کھالیں دنیا میں قینچیوں سے کاٹی گئی ہوتیں۔ (ترمذی، مشکوۃ باب عیادۃ المریض وثواب المریض الفصل الثانی صفحہ ۱۳۷) واللہ اعلم بالصواب

از قلم

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ گناہ کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں آخر میں جہنم ہی جانا ہے تو آخر دنیا میں جو کچھ کرنا ہے کرلیں تو ایسے لوگوں پر کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔عین العابدین جموکشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنت وجہنم حق ہے مگر یہ کہنا کہ جہنم میں ہی جانا ہے تو دنیا میں جو کرنا ہے کرلیں یہ سراسر غلط ہے ایسے لوگوں پر توبہ لازم ہے انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حدیث قدسی ہے یعنی رب فرماتا ہے {اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ} میرا بندہ مجھ سے جیسا گمان رکھتا ہے میں اسی طرح اس کے ساتھ پیش آتا ہوں۔

اور حدیث شریف میں ہے "عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی شَابٍّ وَ ھُوَ فِی الْمَوْتِ فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَرْجُوْ اللہَ یَا رَسُوْلَ اللہِ وَاِنِّیْ اَخَافُ ذُنُوْبِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاہُ اللہُ مَا یَرْجُوْ وَ اٰمَنَہٗ مِمَّا یَخَافُ" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رحمت عالم ﷺ ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے جو قریب المرگ تھا حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے آپ کو کس حال میں پاتا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں خدائے تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔حضور ﷺ نے فرمایا یہ دونوں (یعنی خوف ورجا) اس موقع پر جس بندہ کے

دل میں ہونگے خدائے تعالیٰ وہ چیز دیگا جسکی وہ امید رکھتا ہے اور اس چیز سے محفوظ فرمائے گا جس سے وہ ڈرتا ہے۔(ترمذی جلد اول ابواب الجنائز صفحہ ۱۱۷،مشکوٰۃ باب تمنی الموت وذکرہ الفصل الثانی صفحہ ۱۴۰)

اگر دنیا ہی سب کچھ ہوتا اور آخرت کا معاملہ نہ ہوتا جو قرآن واحادیث میں جگہ جگہ نماز،روزہ زکوۃ ودیگر عبادت کا حکم نہ ہوتا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی مقامات پر یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ ،اور یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا یعنی اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو،تو کہیں اے لوگو! اللہ سے ڈرو،آیا ہے

ہر بندۂ مومن کو چاہئے کہ جہاں تک ہوسکے گناہوں سے بچے اور عبادت کرتے رہے ساتھ ہی اپنے رب کی ذات پر مکمل توکل کرے کہ ہم سب کا پروردگار غفور رحیم ہے وہ اپنے بندوں سے بے حد محبت کرتا ہے لہذا اس کی رحمت سے نہ امید نہ ہوں قرآن شریف میں ہے (اِنَّهٗ لَا یَایۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡكٰفِرُوۡنَ) اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔(کنزالایمان،سورہ یوسف ۸۷)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ اِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ یَشۡفِیۡنِ (سورہ شعراء 80)

اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ (کنزالایمان)

عیادت کا بیان

۳/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(عیادت کی فضیلت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بیمار کی عیادت کرنا یعنی دیکھنے جانا کیسا ہے؟ اس کی فضیلت کیاہے؟

المستفتی:۔ صادق علی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیمار کی عیادت کرنا سنت ہے اس کی فضیلت پر بے شمار احادیث طیبہ وارد ہے اس میں سے کچھ درج ہے ملاحظہ ہو"عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ"حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لئے صبح کو جائے تو شام تک اور شام کو جائے تو صبح تک ستّر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ ہوگا۔(ترمذی،باب ماجاء فی عیادۃ المریض جلد اول صفحہ ۱۱۶)

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ عَادَ مَرِيضًا نَادَىٰ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو آسمان سے منادی ندا کرتا ہے تو اچھا ہے تیرا چلنا اچھا ہے اور جنت کی ایک منزل کو تو نے ٹھکانا بنایا۔

(ابن ماجہ باب الجنائز جلد اول صفحہ ۱۰۴،مشکوۃ باب عیادۃ المریض الفصل الثالث صفحہ ۱۳۷)

’’عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَوَضَّاءَ فَاَحْسَنَ الْوَضُوْءَ وَعَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا یُوْعَدُ مِنْ جَھَنَّمَ مَسِیْرَۃَ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا‘‘ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو اچھی طرح وضو کرکے بغرض ثواب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جائے تو ستر برس کے فاصلہ پر دوزخ سے دور کر دیا جائے گا۔ (ابو داؤد کتاب الجنائز جلد دوم صفحہ ۴۴۱، مشکوۃ باب عیادۃ المریض الفصل الثانی صفحہ ۱۳۵)

یاد رہے کہ مذکورہ بالا فضیلت اس کے حق میں ہے جو عیادت صرف ثواب ہی کی نیت سے یعنی اللہ و رسول جل جلالہ و ﷺ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو نہ کہ دنیاوی فائدہ حاصل کرنا مقصد ہو ورنہ اس فضیلت سے محروم رہیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

از قلم

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(عیادت کا بہتر طریقہ کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب بیمار شخص کو دیکھنے جانا ہو تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے؟ اور عیادت کا بہتر طریقہ کیا ہے؟ **المستفتی**:۔محمد ہارون بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ و رسول جل جلالہ و ﷺ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے راستہ میں درود شریف تسبیح و تہلیل پڑھتے ہوئے جائیں اور سات بار یہ دعا پڑھیں { اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ} اگر موت کا وقت نہیں ہے تو ضرور شفا ملے گی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔"عَنْ اِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْ دُ مُسْلِمًا فَيَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّا تٍ اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ اِلَّا شُفِيَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُهٗ "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ پڑھے {اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ} اللہ بزرگ برتر سے دعا کرتا ہوں جو عرش اعظم کا مالک ہے کہ تجھے شفا بخشے (اگر موت کا وقت نہیں آگیا ہے تو اسے ضرور شفا ملے گی)۔(ابوداؤد، جلد اول صفحہ ۴۴۲ مشکوۃ باب عیادۃ المریض وثواب المریض فصل الثانی صفحہ ۱۳۵)

مریض کے پاس پہونچ کر سلام کرکے مریض کو تسلی دیں۔اور موت کے بارے میں اس کا رنج وغم دور کریں حالانکہ اس سے اس کی موت کا وقت نہیں ٹل سکتا لیکن اس کا دل خوش ہو جائے گا جیسا کہ

حدیث شریف میں ہے ”عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَی الْمَرِیْضِ فَنَفِّسُوْا لَہٗ فِی اَجَلِہٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَیَطِیْبُ بِنَفْسِہٖ“ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم بیمار کی مزاج پرسی کو جاؤ تو موت کے بارے میں اسکا رنج وغم دور کرو اگر چہ اس سے اسکی موت کا وقت نہیں ٹل سکتا لیکن اس کا دل خوش ہو جائے گا (ابن ماجہ جلد اول باب الجنائز صفحہ ۱۰۴ مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض وثواب المریض فصل الثانی صفحہ ۱۳۷)

اور اگر مریض بات کر سکتا ہے تو اس سے اپنے لئے دعا کراؤ جیسا کی حدیث شریف میں ہے ”عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی مَرِیْضٍ فَمُرْہُ یَدْعُوْا لَكَ فَاِنَّ دُعَآءَہٗ کَدُعَاءِ الْمَلَآئِكَةِ“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ جب تو مریض کے پاس جائے تو اس سے کہہ کہ تیرے لئے دعا کرے کہ اس کی دعا دعائے ملائکہ کے مانند ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۰۴ مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض فصل الثالث صفحہ ۱۳۸)

یاد رہے کہ مریض کے پاس اس وقت تک رہیں جب تک اسے اچھا لگے بعض لوگ الٹی سیدھی باتیں کر کے پریشان کر دیتے ہیں مثلا ہائے کتنا زخم ہو گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے اب ٹھیک نہیں ہو گا۔ بچ گیا تو قسمت ورنہ کوئی بھروسہ نہیں وغیرہ وغیرہ اس سے مریض کا دل خوش کرنے کے بجائے پریشان کر دیتے ہیں خاص کر عورتیں ملوث ہیں پھر ایسے وقت مریض سوچتا ہے کہ یہ ہمارے پاس سے چلی جاتیں تو بہتر ہوتا

لہٰذا جب عیادت کو جائیں تو فضول کی باتیں نہ کریں بلکہ مریض کے دل کو خوش کریں اور تسلی بخش باتیں کر کے فوراً اٹھ جائیں حدیث میں ہے ”عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ الْعِیَادَةِ سُرْعَةُ الْقِیَامِ“ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی مرسل روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہترین عیادت یہ ہے کہ مزاج پرسی کے بعد فوراً اٹھ جائے۔ (رواہ بیہقی مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض الفصل الثالث صفحہ ۱۳۸) واللہ اعلم بالصواب

از قلم

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(بدمذہب کی عیادت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عیادت کی جو فضیلت کتب احادیث میں آئی ہے کیا بدمذہب کی عیادت کرنے پر بھی ہے جب کہ پڑوسی ہو؟ **المستفتی:**۔جلال الدین ناگپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عیادت صرف اور صرف سنی صحیح العقیدہ مسلمان کی کریں اور کتب احادیث میں جو فضیلت وارد ہے وہ سنی صحیح العقیدہ ہی کے بارے میں ہے بدمذہب، دیوبندی، وہابی کی عیادت جائز نہیں خواہ وہ اپنے قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔

ارشاد ربانی ہے(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِؕ-وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ)اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔(کنزالایمان،سورہ توبہ ۲۳)

نیز فرماتا ہے:(وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُۙ-وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ)اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے۔(کنزالایمان سورہ ھود:۱۱۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ" ان سے الگ رہو، انہیں اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ

تمہیں بہکا نہ دیں، وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (مسلم، باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء والاحتیاط فی تحمّلھا، ص۹، الحدیث: ۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا "اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْھَدُوْھُمْ" اگر یہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرنا اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شامل نہ ہونا۔ (ابو داؤد، کتاب السنّۃ، ۴ / ۲۹۴، الحدیث: ۴۶۹۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا "وَاِنْ لَقِیْتُمُوْھُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْھِمْ" اور اگر تم ان سے ملو تو انہیں سلام نہ کرو!۔ (ابن ماجہ، کتاب السنّۃ، باب فی القدر، ۱ / ۷۰، الحدیث: ۹۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے میرے صحابہ کو منتخب فرمایا ہے، انہیں میرا ساتھی اور قریبی عزیز بنایا ہے۔ عنقریب کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی شان میں گستاخی کریں گے اور انہیں برا بھلا کہیں گے، اگر تم انہیں پاؤ تو ان کے ساتھ نکاح کرنا، نہ ان کے ساتھ کھانا پینا، ان کے ساتھ نماز پڑھنا اور نہ ان پر نماز پڑھنا۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابۃ وفضلھم رضی اللہ عنھم اجمعین، ۶/۲۴۶، الحدیث: ۳۲۵۲۵، الجزء الحادی عشر)

مذکورہ بالا آیت کریمہ واحادیث نبویہ سے ثابت ہوگیا کہ بدمذہب فرقۂ باطلہ کی عیادت نہ کی جائے کیونکہ عیادت میں انکی تعظیم ہے اور بدمذہب کی تعظیم حرام ہے حدیث شریف میں حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت میں ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا {مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَۃٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی ھَدْمِ الْاِسْلَامِ} یعنی جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم وتوقیر کی اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔ (مشکوٰۃ کتاب الاعتصام بالکتاب سنہ صفحہ ۳۱)

اور ایک دوسری حدیث میں بدمذہب کو جہنمی کتا کہا گیا ہے جیسا کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا {اَھْلُ الْبِدْعِ کِلَابُ اَھْلِ النَّارِ} یعنی بدمذہب دوزخ والوں کے کتے ہیں۔ (کنزالعمال جلد اول صفحہ ۳۸۸)

اس لئے بدمذہبوں کی نہ تعظیم کی جائے اور نہ ہی عیادت اگرچہ پڑوسی یا رشتہ دار ہو کیونکہ وہ اللہ رب العزت کے دشمن ہیں اور دشمن خدا کتنا بھی قریبی کیوں نہ ہو، ہمارا بھی دشمن ہونا چاہئے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا {اِذَا رَئَیْتُمْ صَاحِبَ بِدْعَۃٍ فَاکْفَھِرُّوْ فِیْ وَجْھِہٖ فَاِنَّ اللہَ یَبْغُضُ کُلَّ مُبْتَدِعٍ} یعنی جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترشروئی سے پیش آؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔

(کنزالعمال جلد اول صفحہ ۳۸۸)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ بدمذہب خواہ پڑوسی ہو یا رشتہ دار ان کی عیادت ناجائز ہے باعث عذاب سبب نار ہے اور جو کتب احادیث میں فضیلت ہے وہ سنی صحیح العقیدہ کے بارے میں ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ(سورہ نساء 78)

تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو (کنزالایمان)

موت آنے کا بیان

۶/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(موت کو کیسے یاد کریں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ موت کو کیسے یاد کیا جاتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔سلطان رضا بنگلور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دنیا گزشتنی اور گزاشتنی ہے یعنی موت برحق ہے ایک نہ ایک دن موت آنی ہے جب یہاں سے کوچ کرنا ہی ہے تو وہاں کی تیاری چاہیے جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور اس وقت کو پیش نظر رکھنا چاہیے حضور اقدس ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا دنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر بلکہ راہ چلتا۔

(ابن ماجہ جلد ۲ رصفحہ ۳۱۳ باب الذہد فی الدنیا)

تو مسافر جس طرح ایک اجنبی شخص ہوتا ہے اور راہ گیر راستہ کے کھیل تماشوں میں نہیں لگتا کہ راہ کھوٹی ہوگی اور منزل مقصود تک پہنچنے میں ناکامی ہوگی۔اسی طرح مسلمان کو چاہیئے کہ دنیا میں نہ پھنسے اور نہ ایسے تعلقات پیدا کرے کہ مقصود اصلی کے حاصل کرنے میں آڑ آئیں اس لئے موت کو کثرت سے یاد کرو کہ اسکی یاد دنیوی زندگی کی بیخ کنی کرتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَكْثِرُوا ذِكْرَهَا ذِمِ اللَّذَّاتِ (اَلْمَوْتِ)" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لذتوں کو توڑ دینے والی چیز (موت) کو کثرت سے یاد کرو۔(نسائی جلد اول باب تمنی الموت صفحہ ۲۰۲ مشکوۃ باب تمنی الموت و ذکرہ الفصل الثانی صفحہ ۱۴۰)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ موت کو یاد

کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل میں خدائے تعالی کا خوف وخشیت ہو اور اسی کے حکم کے مطابق عمل ہو نیز توبہ واستغفار کرے اور آخرت کے نفع کو (دنیا کے نفع پر) مقدم رکھے اور ترجیح دے ورنہ بغیر عمل کے صرف موت کا چرچا کرنا اور اس کو یاد رکھنا کوئی چیز نہیں بلکہ (ایسا کرنا) دل کی قساوت اور سختی کا سبب ہو سکتا ہے جیسے کہ بے عملی کے ساتھ خدائے تعالی کو (صرف زبانی طور پر) یاد کرنا (دل کو نڈر اور بے خوف کرنا ہے) (اشعۃ اللمعات جلد اول ۶۵۳ بحوالہ انوار الحدیث)

موت کس طرح طرح یاد کرنی چاہیئے اس سلسلہ میں چند حکایات نذہۃ المجالس سے درج کی جاتیں ہیں پڑھ کر عبرت حاصل کریں۔

(۱) بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب موت کو یاد کرتے تو آپ کے بدن سے خون جاری ہو جاتا۔ (نذہۃ المجالس مترجم اول صفحہ ۲۹۱)

(۲) حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ جب موت کو یاد کرتے تو کئی کئی دن تک کسی کام کے قابل نہیں رہتے جب آپ سے اس سلسلہ میں بات ہوئی تو کہتے مجھے کچھ علم نہیں کیا ہوا۔ (نذہۃ المجالس اردو جلد اول صفحہ ۲۹۱)

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک چرواہے کے پاس سے گزر ہوا جو اونٹ چرا رہا تھا آپ نے ایک موٹے تازے اونٹ کو دیکھا جو دوسرے اونٹوں کو اپنی طاقت کے نشہ میں کاٹے جا رہا تھا (کبھی کسی پر حملہ کرتا کبھی کسی پر) چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسکا کان پکڑا اور کہا اِنَّكَ مَيِّتٌ بیشک تو مرنے والا ہے جب چند دنوں کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام پھر وہاں سے گزرے تو دیکھا وہ اونٹ نہایت کمزور ہو چکا ہے اور کھانا پینا چھوڑ کر سب سے الگ تھلگ کھڑا ہے چرواہے سے اسکی کیفیت دریافت کی تو وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا اسے کیا ہوا ہے البتہ مجھے اتنی سی بات کا علم ہے کہ ایک دن یہاں سے ایک شخص کا گزر ہوا اور اس نے اسکا کان پکڑا اور کچھ کہا اس روز سے اسکی یہ حالت ہو چکی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ (نذہۃ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۲۹۱)

(۴) حضرت عیسی علیہ السلام ایک پہاڑ سے گزرے تو ایک بوڑھے شخص کو سخت گرمی اور سردی میں

مصروف عبادت پایا آپ نے فرمایا تم کوئی گھر وغیرہ تیار کر لیتے؟ تاکہ گرمی اور سردی سے محفوظ رہتے وہ عرض کرنے لگا اے روح اللہ! (علیہ السلام) آپ سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ تم سات سو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہو گے اس لئے میری عقل نے پسند نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر عمارت بنانے میں وقت ضائع کروں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی عمر سو سال سے زیادہ نہیں ہوگی لیکن پھر بھی وہ کوٹھیاں بنائیں گے۔

(نذہۃ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۳۱۱)

موت کو کیسے یاد کرنا چاہئے اس سلسلے میں آپ نے حکایات پڑھ لی لہٰذا موت کو یاد کرتے رہیں اس لئے کہ موت بھی ہمیں یاد کرتی ہے جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ملک الموت ایک دن میں ستر ۷۰/ مرتبہ لوگوں پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ (نذہۃ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۳۰۵)

نوٹ:۔ کسی مصیبت پر موت کی آرزو نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اس کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّأْتِيَهٗ اَنَّهٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ اَمَلُهٗ وَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُهٗ اِلَّا خَيْرًا"۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی موت کی آرزو نہ کرے نہ اسکے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیوں کہ جب وہ مر جائے گا تو اس کی امیدیں ختم ہو جائیں گی اور مومن کی عمر بھلائی ہی بڑھاتی ہے۔

(مشکوٰۃ باب تمنی الموت وذکرہ الفصل الاول صفحہ ۱۳۹)

بخاری شریف میں ہے "عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعْتِبَ"۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی

موت کی آرزو نہ کرے (اس لئے کہ) وہ یا تو نیکو کار ہوگا تو ممکن ہے اس کے نیک عمل میں زیادتی ہو جائے اور یا تو بدکار ہوگا تو ہو سکتا ہے کہ آئندہ توبہ کر کے خدائے تعالی کی خوشنودی حاصل کرلے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ''دنیاوی نقصان سے بیماری یا غریبی وغیرہ کی وجہ سے موت کی تمنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ بے صبری اور تقدیر الہی سے ناراضگی کی نشانی ہے لیکن خدائے تعالی کی محبت اور اس سے ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا کرنا نیز اس دنیا کی تنگی اور پریشانی سے چھٹکارا حاصل کرنے آخرت اور جنت میں پہنچنے کے لئے موت کی آرزو کرنا ایمان اور اس کے کمال کی نشانی ہے اسی طرح دینی ضرر کے خوف سے موت کی تمنا کرنا مکروہ نہیں ہے'' (اشعۃ اللمعات ج ا ص ۶۵۳ بحوالہ انوار الحدیث) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جانکنی کے وقت کیا کرنا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جانکنی کے وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی:۔صادق رضابہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب موت کاوقت قریب آئے اورعلامتیں پائی جائیں تومندرجہ ذیل باتوں کاخاص خیال رکھیں۔

(۱) کھاٹ کواتر دکھن کرکے سراترکو کردیں اورمریض کو داہنی کروٹ پرلٹا کرمنھ قبلہ کی طرف کردیں یا کھاٹ پورب پچھم کرکے پیرپچھم کو کرکے چت لٹادیں اورسرکو قدرے اونچا کردیں تواس طرح بھی منھ قبلہ کو ہوجائے گا۔اوراگر مریض کوتکلیف ہوتی ہو یادشوار ہوتو جس حالت میں ہے رہنے دیں۔(فتاوی عالمگیری جلداول،باب الجنائزفصل اول صفحہ ۱۵۷)

(۲) نزع میں نہایت سرد(ٹھنڈا) پانی ممکن ہوتوبرف کاپانی پلائیں۔(وصایاشریف)

(۳) گھرمیں فوٹو جاندارکی تصویریں یاجن کارڈ یالفافہ میں تصویرہو باہرکردیا جائے کتاوغیرہ کوہرگزنہ آنے دیا جائے۔(ایضا)

(۴) موت کے وقت حیض ونفاس والی عورتیں جاسکتی ہیں البتہ جس کاحیض ونفاس ختم ہوگیا ہواورغسل نہ کی ہواسکو اورجنب کو نہ جانا چاہئے۔(بہارشریعت ح ۴)

(۵) نزع کے وقت اپنے اوراسکے لئے دعائے خیرکریں مگرکوئی براکلمہ زبان سے نہ نکالیں کہ اس وقت جوکچھ کہا جاتا ہے فرشتے اس پرآمین کہتے ہیں۔(ایضا)

(۶) کوئی شخص آہ و بکا کر کے نہ روئے اور نہ رونے چلانے والے کو جانے دیں اور نہ بلند آواز میں بات کریں۔(ایضا)

(۷) وہاں پرہیزگار لوگ ہوں اور خوشبو ہونا مستحب ہے مثلاً لوبان اگربتی وغیرہ سلگا دیں۔
(فتاوی عالمگیری، باب الجنائز فصل اول صفحہ ۱۵۷)

(۸) سورہ یٰسین باآواز بلند پڑھا جائے جیسا کہ حدث شریف میں ہے "عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اِقْرَؤُا يٰسِيْنَ عَلٰى مَوْ تَاكُمْ"۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کے قریب سورہ یٰسین شریف پڑھو۔(ابو داؤد جلد دوم باب القرأت عندا لمیت صفحہ ۴۴۵ مشکوۃ باب مایقال عندمن حضرہ الموت الفصل الثانی صفحہ ۱۴۱)

حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس حدیث مبارکہ کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ "ظاہری مراد یہ ہے کہ موت کے وقت سورہ یٰسین پڑھی جائے اور اسی پر عمل بھی ہے اور ہوسکتا ہے یہ مراد ہو کہ موت کے بعد گھر میں پڑھی جائے یا قبر کے سرہانے پڑھی جائے"(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۶۶۲ بحوالہ انوار الحدیث)

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سکرات موت میں مبتلا شخص پر کوئی بھی مسلمان سورہ یٰسین تلاوت کرے تو رضوان جنت شراباً طہوراً سے اسے جب تک سیراب نہ کرے ملک الموت اسکی روح کو قبض نہیں کرتے بلکہ جب وہ خوب سیر ہو کر شراب جنت سے مستفیض ہو جائے گا پھر اس کی روح قبض کی جائے گی۔(نزہۃ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۳۰۱)

(۹) جانکنی کے حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آجائے اسے تلقین کریں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ وَاَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ"۔ حضرت ابو سعید و حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اپنے مرنے والے کو کلمہ کی تلقین کرو۔(مسلم جلد اول کتاب الجنائز صفحہ ۳۰۰ مشکوۃ باب مایقال عندمن حضرت الموت الفصل الاول صفحہ ۱۴۰)

اعلی حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دم نزع دو شیطان آدمی کے دونوں پہلو پر آ کر بیٹھتے ہیں ایک اسکے باپ کی شکل بنکر دوسرا ماں کی، ایک کہتا ہے وہ شخص یہودی ہو کر مرا تو یہودی ہو جا کہ یہود وہاں بڑے چین سے ہیں دوسرا کہتا ہے وہ نصرانی ہو کر مرا تو نصرانی ہو جا کہ نصاریٰ وہاں بڑے آرام سے ہیں علمائے کرام فرماتے ہیں کہ شیطان کے اغوا کے بچانے کے لئے حاضرین کو تلقین کلمہ کا حکم ہوا ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۴ کتاب الجنائز صفحہ ۱ / قدیم)

لہٰذا میت کے پاس تلقین کریں یعنی میت کے پاس بلند آواز سے پڑھیں "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" مگر میت کو پڑھنے کا حکم نہ دیں۔(فتاوی عالمگیری، جلد اول، باب الجنائز فصل اول صفحہ ۱۵۷)

(۱۰) جب کلمہ پڑھ لے تو تلقین موقوف کر دیں ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اسکا آخری کلام، کلمہ شریف ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ" حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کا آخری کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔(رواہ ابو داؤد، مشکوۃ باب مایقال عند من حضرت الموت فصل اول صفحہ ۱۴۱)

جانکنی کا وقت یعنی روح قبض ہونے کا وقت، بہت سخت، دقتوں کا وقت ہوتا ہے کہ اس پر سارے عمل کا دارومدار ہے بلکہ ایمان کے تمام نتائج واخروی فوائد خاتمہ بالخیر ہی پر مبنی ہیں۔ اور شیطان لعین ایمان چھیننے کی فکر میں لگا رہتا ہے جس کو اللہ تعالی اس کے مکر سے بچائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے سمجھ لو کہ وہ کامیاب ہوا اور مراد کو پہونچا۔ دعا ہے مولائے کریم ہر سنی صحیح العقیدہ مرد و عورت کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(موت کی آرزو کب کر سکتے ہیں اور کب نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اپنے لئے موت کی دعا کرنا کیسا؟

المستفتی:۔محمد سلمان اویسی جون پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

موت کی دعا و آرزو کرنا عند الشرع جائز نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لایتمنیٰ احدکم الموت امامحسنافلعله ان یّزداد خیرا واما مسیافلعله یستعتب" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی موت کی آرزو وتمنا نہ کرے اس لئے کہ وہ یا تو نیکو کار ہوگا تو ممکن ہے اس کے نیک عمل میں زیادتی ہو جائے اور یا بدکار ہوگا تو ہوسکتا ہے کہ آئندہ توبہ کرکے خدائے تعالیٰ کی رضا حاصل کرلے۔(بخاری شریف)

اس مبارک حدیث کی تشریح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو وجہ بیان کی ہیں یعنی موت کی آرزو کرنا منع ہے کہ ازروئے مرگ بجہت ضرر دنیا، مانند مرض یا فقر یا مانند آں مکروہ است زیرا کہ آں علامت بے صبری وبستوہ آمدن از تقدیر الٰہی وناراض بودن از آن ست" یعنی دنیاوی نقصان جیسے بیماری یا غریبی وغیرہ کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ بے صبری اور تقدیر الٰہی سے ملال وناراضگی کی نشانی ہے۔(اشعۃ اللمعات ج۱ صفحہ ٦٥٣)

اور ایک صورت ہے جسے فقہائے کرام نے موت کی آرزو تمنا کرنے کو جائز قرار دیا ہے" اما از جہت محبت وشوق بلقائے الہی تعالیٰ وخلاص از تنگنائے ایں سرائے و محنت آں ووصول بملک آخرت ونعیم آن نشان ایمان وکمال اوست وہم چنیں مکروہ نیست از جہت خوف ضرر دینی" خدائے تعالی کی محبت اور اس کی ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا کرنا نیز اس دنیا کی تنگی اور پریشانی سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ملک آخرت اور جنت میں پہنچنے کے لیے موت کی آرزو کرنا ایمان اور اس کے کمال کی نشانی ہے اسی طرح دینی ضرر (نقصان) سے کی تمنا کرنا مکروہ نہیں ہے۔ (ایضا)

یعنی اس طریقے سے دعا کرنا کہ یااللہ ہم تیرے ذکر سے نماز وروزہ زکوۃ وغیرہ سے غافل ہوں اس سے پہلے موت عطا فرما۔

اور ایک ضروری بات کی وضاحت ضروری ہے کہ موت کی تمنا نہ کرو لیکن موت کو ضرور یاد رکھو کہ حدیث شریف میں ہے "عن ابی هریره قال قال رسول اللهﷺ اکثروا ذکر هاذم اللذات الموت" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لذت کو ختم کرنے دینے والی چیز (موت) کو اکثر وبیشتر یاد کرو۔ (ترمذی ونسائی)

موت کی تمنا اس کا ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل میں خدا تعالیٰ کا خوف وخشیت ہو اور اسی کے حکم کے مطابق عمل ہو نیز توبہ واستغفار کرے اور آخرت کے نفع کو دنیا کے نفع پر مقدم رکھے اور ترجیح دے ورنہ بغیر عمل کے صرف موت کا چرچا کرنا اور اس کو یاد رکھنا کوئی شئ نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا دل کی شقاوت اور سختی کا سبب ہوسکتا ہے جیسا کہ غفلت اور بے عمل کے ساتھ خدائے تعالی کو صرف زبانی طور پر یاد کرنا سقاوت قلبی کا سبب ہے (بحوالہ انوار الحدیث صفحہ ۱۸۹ / تا ۱۹۰ / شبیر برادرز اردو بازار لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیا کوئی دعا تعویذ یا کسی اور طریقہ سے مار سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کوئی شخص دعا تعویذ کرا کر یا کسی اور طریقہ سے مار سکتا ہے؟ بینوا توجروا **المستفتی:**۔حافظ عبد الکریم رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر موت اسی بہانے لکھی ہے تو بیشک بندہ مرسکتا ہے اور اگر موت نہیں لکھی ہے تو کوئی کتنا ہی بڑا جادو سحر کرنے والا ہو کسی کو مار نہیں سکتا ہے اس سلسلہ میں چند واقعہ درج ہے ملاحظہ ہوں۔

(۲) کتب تواریخ میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عیسائیوں کے قلعہ کا محاصرہ کیا تو ان کا سب سے بوڑھا پادری آپ کے پاس آیا۔اس کے ہاتھ میں انتہائی تیز زہر کی ایک پڑیا تھی۔اس نے حضرت خالد بن ولید سے عرض کیا کہ آپ ہمارے قلعہ کا محاصرہ اٹھالیں، اگر تم نے دوسرے قلعے فتح کر لئے تو اس قلعہ کا قبضہ ہم بغیر لڑائی کے تم کو دے دیں گے۔حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ"نہیں،ہم پہلے اس قلعہ کو فتح کریں گے۔بعد میں کسی دوسرے قلعے کا رخ کریں گے۔یہ سن کر بوڑھا پادری بولا:اگر تم اس قلعے کا محاصرہ نہیں اٹھاؤ گے تو میں یہ زہر کھا کر خودکشی کرلوں گا اور میرا خون تمہاری گردن پر ہوگا۔حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے یہ ناممکن ہے کہ تیری موت نہ آئی ہو اور تو مرجائے۔

بوڑھا پادری بولا:اگر تمہارا یہ یقین ہے تو،لو پھر یہ زہر کھالو۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ زہر کی پڑیا پکڑی اور دعاء پڑھ کر وہ زہر پھانک لیا اور اوپر سے پانی پی لیا۔بوڑھے پادری

کو مکمل یقین تھا کہ یہ چند لمحوں میں موت کی وادی میں پہنچ جائیں گے مگر وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ چند منٹ آپ کے بدن پر پسینہ آیا اس کے علاوہ کچھ بھی نہ ہوا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پادری سے مخاطب ہو کر فرمایا دیکھا! اگر موت نہ آئی ہو تو زہر کچھ نہیں بگاڑتا۔ پادری کوئی جواب دیئے بغیر اٹھ کر بھاگ گیا اور قلعہ میں جا کر کہنے لگا۔" اے لوگو! میں ایسی قوم سے مل کر آیا ہوں خدا تعالیٰ کی قسم! اسے مرنا تو آتا ہی نہیں۔ وہ صرف مارنا ہی جانتے ہیں۔ جتنا زہر ان کے ایک آدمی نے کھالیا، اگر اتنا پانی میں ملا کر ہم تمام اہل قلعہ کھاتے تو یقیناً مر جاتے مگر اس آدمی کا مرنا تو درکنار، وہ بے ہوش بھی نہیں ہوا۔ میری مانو تو قلعہ اس کے حوالے کر دو اور ان سے لڑائی نہ کرو۔ چنانچہ وہ قلعہ بغیر لڑائی کے صرف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت ایمانی سے فتح ہو گیا۔ (حاشیہ رہبر زندگی)

فضائل صحابہ میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقع پر میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں. جب ان کے سامنے زہر لایا گیا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو بتایا گیا کہ زہر ہے تو آپ نے بسم اللہ پڑھی اور زہر پی لیا. (فضائل الصحابۃ لابن حنبل ج:٢ص:٨١٦)

(٢) بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ذُوالنُّون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ دریا کے کنارے کپڑا دھلنے کو گئے تو ایک عظیم الجُثّہ بچھو دیکھا جو دریا کے کنارے جا رہا تھا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اسے دیکھ کر خدا کی پناہ طلب کرنے لگے اور اسکے پیچھے ہو لئے وہ بچھو دریا کے کنارے پہونچا تو دریا سے ایک بڑا مینڈک باہر آیا اور بچھو فوراً اسکی پیٹھ پر سوار ہو گیا اور مینڈک اسے لیکر دریا عبور کرنے لگا حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ یہ منظر دیکھ کر واقعہ معلوم کرنے کے لئے خود بھی دریا میں کود پڑے اور بچھو و مینڈک کے پیچھے یہ بھی دوسرے کنارے پر جا پہونچے دوسرے کنارے پر جا کر بچھو مینڈک کی پیٹھ سے اترا اور آگے بڑھا حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا وہاں ایک درخت کے نیچے ایک آدمی سو رہا تھا جو شراب کے نشہ میں مخمور تھا درخت بڑا گھنا تھا بچھو اسی نوجوان کی طرف بڑھ رہا

تھا اس درخت پر سے ایک خوفناک اژدہا (بہت بڑا سانپ) بھی اسی نوجوان کی تاک میں اتر رہا تھا اژدہا درخت سے اتر کر اس سوئے ہوئے نوجوان پر حملہ کرنے ہی کو تھا کہ بچھو فوراً پہونچ گیا اور اس اژدہا کو کاٹ لیا جس سے اژدہا فوراً مر گیا اور بچھو واپس آگیا گویا اس مرد گنہگار کے لئے خدا نے اتنی دور سے اسی بچھو کو بھیجا تھا حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ نے اس موقع پر ایک رباعی پڑھی جسکا مفہوم یہ ہے اے سونے والے! تو سو رہا ہے اور اندھیریوں میں رب جلیل تیری حفاظت فرماتا ہے اس بادشاہ سے آنکھیں کیسے بند رہتی ہیں جس سے تجھے ہزار ہا فائدے پہونچتے ہیں وہ نوجوان جب جاگا تو حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ نے سارا واقعہ اس سے کہا وہ اس قدر متاثر ہوا کہ جملہ گناہوں سے سچے دل سے توبہ کر کے چیخا اور وہیں جان دیدی۔ (عجائب الحیوانات صفحہ ۷۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(ملک الموت روح کس طرح نکالتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ملک الموت روح کس طرح نکالتے ہیں؟ انکے ساتھ اور کوئی فرشتہ رہتا ہے یا اکیلے آتے ہیں؟ نیز مومن اور کافر کے روح نکالنے میں فرق ہے یا ایک طرح سب کی روح نکالتے ہیں؟ بینوا توجروا **المستفتی:۔اسلام علی راجستھان**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام روح نکالنے کے لئے آتے ہیں اور اس وقت مرنے والے کو دائیں بائیں جہاں تک نظر جاتی ہے فرشتے ہی فرشتے دکھائی دیتے ہیں مسلمان کے پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی بندے پر اللہ تعالیٰ اپنی رضا و خوشنودی کا اظہار کرنا چاہتا ہے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ فُلا ں بندے کے پاس جاؤ اور اسکی روح کو میرے پاس لاؤ تاکہ عمل کرنے کی تکلیف سے آرام دوں میں نے اس کا امتحان لے لیا جیسا کہ میری مرضی تھی، میں نے اسے ویسا ہی پایا جیسے میں چاہتا تھا ملک الموت پانچ سو فرشتوں کے جلوس کے ساتھ اس شان سے آتے ہیں کہ ہر ایک کے پاس گلاب چنبیلی کے پھول کی شاخیں اور زعفران کی جڑیں ہوتی ہیں جو فضا کو خوشبو سے مہکاتی ہیں اور ان میں سے ہر فرشتہ تازہ بہ تازہ بشارت سے نوازتا ہے جب شیطان انہیں دیکھتا ہے تو اپنا سر پھوڑتا ہے چیختا چلاتا ہے اس وقت اس کے لشکری کہتے ہیں ارے ہمارے سردار! تجھ پر کیا مصیبت پڑی؟ وہ جواب دیتا ہے کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ اس بندہ کو اللہ کی بارگاہ سے کتنی کرا

مت وعنایات سے نوازا جارہا ہے۔شیطانو! تم کہاں چلے گئے تھے کہ اسکی خبر نہ لے سکے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو انتہائی کوشش کی، کہ گرفت میں آجائے مگر وہ محفوظ رہا۔(نذہتہ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۲۹۰)

اور کافر کے پاس عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں۔اس وقت کافر کو بھی اسلام کے سچے ہونے کا یقین ہوجاتا ہے۔لیکن اس وقت کا ایمان معتبر نہیں کیوں کہ ایمان تو اللہ ورسول کی بتائی باتوں پر بے دیکھے یقین کرنے کا نام ہے اور اب تو فرشتوں کو دیکھ کر ایمان لا تا ہے اس لئے ایسے ایمان لا نے سے مسلمان نہ ہوگا۔مسلمان کی روح آسانی سے نکالی جاتی ہے اور اس کو رحمت کے فرشتے عزت کے ساتھ لے جاتے ہیں اور کافر کی روح بڑی سختی سے نکالی جاتی ہے اس کو عذاب کے فرشتے بڑی ذلت سے لے جاتے ہیں۔(بہار شریعت حصہ اول)

حضرت علامہ نسفی علیہ الرحمہ زہرۃ الریاض میں نقل کرتے ہیں کہ بندہ کے موت کے وقت چار فرشتے اسکے پاس آ کر یکے بعد دیگرے کہتے ہیں۔پہلا اس طرح مخاطب کرتا ہے اے بندہ خدا! تجھ پر سلام ہو میں نے مشرق ومغرب تک ساری زمین چھان ماری مگر تیرے لئے ایک قدم کی جگہ بھی نہ پا سکا۔پھر دوسرا فرشتہ خطاب کرتا ہے اے بندہ خدا! تجھے سلام ہو میں تمام دنیا کے دریاؤں سمندروں میں دیکھا مگر تیرے لئے ایک گھونٹ پانی کی گنجائش نہ پائی۔پھر تیسرا اسی طرح کہتا ہے اور پکارتا ہے اے بندہ خدا! میں نے مشرق ومغرب تک روئے زمین میں دیکھا مگر تیرے مقدر کا ایک لقمہ میں نے نہ دیکھ پایا۔پھر چوتھا فرشتہ بعد از سلام کہتا ہے اے بندہ خدا! میں مشرق ومغرب تک روئے زمین میں گھوما مگر تیرے لئے ایک سانس بھی مجھے میسر نہ ہوئی تاکہ تو مزید ایک ساعت دم لے سکے۔(نذہتہ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۲۹۵)

اور احمد ونسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن کی موت آتی ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشم لے کر آتے ہیں کہتے ہیں نکل تو راضی تجھ سے رب راضی، اللہ کی طرف سے راحت، روحانی، رزق اور راضی رب کی طرف چل تو وہ بہترین مشک کی

خوشبو کی طرح نکلتی ہے حتی کی بعض فرشتے بعض کو وہ روح دیتے ہیں اسے آسمان کے دروازوں تک لاتے ہیں آسمان والے کہتے ہیں کیا اچھی خوشبو ہے جو زمین سے تمہیں آئی پھر اسے مسلمانوں کی روحوں کے پاس لاتے ہیں مؤمنین اس کی وجہ سے زیادہ خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کوئی گم شدہ آدمی کے آجانے سے خوش ہو،اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں کیا کرتا ہے؟ فلاں کیا کرتا ہے؟ پھر کہتے ہیں اسے چھوڑ دو یہ دنیا کے غم میں تھا یہ کہتا ہے کہ وہ مرگیا،کیا تمہارے پاس نہ آیا؟ وہ کہتے ہیں کہ اسے ام ہاویہ میں پہنچادیا گیا ہے۔

اور کافر کی موت جب آتی ہے تو اس کے پاس عذاب کے فرشتے ٹاٹ لے کر آتے ہیں کہتے ہیں نکل تو رب سے ناراض تجھ پر رب ناراض اللہ کے عذاب کی طرف چل تو وہ مردار کی سخت بدبو کی طرح نکلتی ہے حتی کہ اسے زمین کے دروازہ تک لاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ کیسی سخت بدبو ہے یہاں تک کہ اسے کفار کی روحوں میں پہنچادیتے ہیں۔(مشکوٰۃ باب ما یقال عند من حضرہ الموت الفصل الثالث صفحہ ۱۴۲)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا روح اور موت کو بھی موت آئے گی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا روح اور موت کو موت آئے گی؟

المستفتی:۔عبد القادر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روح کو موت نہیں بلکہ موت صرف جسم کو ہے اگر روح بھی مرجائے تو مزہ کون چکھے گا روح باقی ہے۔(تفسیر نعیمی پ ۴ ص ۳۹۱ بحوالہ روح المعانی)

اور موت کو موت آئے گی جب سب جنتی جنت میں داخل ہولیں گے اور جہنم میں وہی رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے اس وقت جنت و دوزخ کے درمیان موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لا یا جائیگا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے سامنے اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائیں گے اس کے بعد موت نہیں۔(بہار شریعت اول ص ۴۷ والملفوظ ح ۴ ص ۳۸۴ وشرح الصدور وغیرہ) واللہ اعلم بالصواب

ازقلم

حقیر محمد علی قادری واحدی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ(185)

ہر جان کو موت چکھنی ہے (کنزالایمان)

موت کا بیان

۲۴/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(کیا موت ٹل سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کوئی صورت ہے کہ بندہ موت سے بچ جائے یعنی اس وقت اس کی موت نہ آئے پھر بعد میں آئے؟ بینوا توجروا المستفتی :۔معصوم رضا واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہر جاندار شی کو موت آنی ہے اور جو وقت مقرر ہے اسی وقت آئے گی ارشاد باری ہے {كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ} یعنی ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے۔(پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۸۵)

اور دوسری جگہ فرماتا ہے {اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ} یعنی وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے۔(پارہ ۲۸ سورہ جمعہ آیت ۸)

اور فرماتا ہے {اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ} تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آئے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔(پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۷۸)

اور فرماتا ہے {لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ} ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں۔(پارہ ۱۱ سورہ یونس آیت ۴۷)

اور فرماتا ہے {وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا} اللہ تعالیٰ کسی جان کی موت کو ہرگز مؤخر نہیں فرمائیگا جب اس کا وقت آجائے گا۔(پارہ ۲۸ سورہ المنفقون آیت ۱۱)

حدیث شریف میں ہے:وَعَنْ مَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »إِذَا قَضَى اللَّهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَمُوتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً«. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيّ) حضرت مطر بن عکامس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:” جب اللہ کسی بندے کے متعلق فیصلہ فرماتا ہے کہ اسے فلاں جگہ موت آجائے تو وہ اس شخص کے لیے اس جگہ کوئی ضرورت پیدا کر دیتا ہے۔(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان،تقدیر پر ایمان لانے کا بیان حدیث نمبر:۱۱۰)

ان آیات مقدسہ سے اور حدیث شریف سے ثابت ہوگیا کہ کوئی بھی نفس موت سے بچ نہیں سکتی امیر ہو یا غریب راجا ہو یا پرجہ مسلم ہو یا کافر الغرض ہر شخص کی عمر مقرر ہے نہ اس سے گھٹ سکتی ہے نہ بڑھ سکتی ہے اور جس جگہ موت لکھی ہے نہ وہ ٹل سکتی ہے اگر چہ بہت حیلے کر لئے جائیں اس سلسلے میں چند واقعات ذیل میں درج ہیں بغور پڑھیں اور عبرت حاصل کریں۔

(۱) تاریخ یافعی میں لکھا ہے کہ ۵۰۹ھ کا یہ واقعہ ہے کہ ایک بادشاہ کو بعض نجومیوں نے بتایا کہ وہ فلاں سنہ کے فُلاں مہینے اور اس مہینے کے فلاں دن اور اس دن کے فلاں وقت ایک بچھو کے کاٹنے سے مرجائے گا بادشاہ یہ سنکر بہت گھبرایا اور جب وہ خاص دن آیا تو اس دن بڑے احتیاط وفکر سے اپنے سب کپڑے اتار ڈالے بجز ایک لنگوٹ کے جو ستر ڈھانپ سکے اور پھر ایک گھوڑے کو نہلا دھلا کر اور صاف ستھرا کر کے فوراً اس پر سوار ہو کر ایک دریا میں کود پڑا تا کہ کسی طرف سے بچھو آنے کا احتمال ہی نہ رہے۔اور وہ وقت دریا ہی میں گزر جائے چنانچہ دریا میں جانے کے بعد وہ وقت آگیا تو گھوڑے کو ایک چھینک آئی اور اسکی ناک سے ایک بچھو نکلا جو بادشاہ کو وہیں کاٹ لیا اور وہ مر گیا{فَمَآ أَغْنَاهُ الْحَذَرِ عَنِ الْقَدرِ} یعنی اسکی بچاؤ کی تدبیر اسے تقدیر سے نہ بچا سکی۔(عجائب الحیوانات صفحہ ۷۶)

(۲) بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور حکم دیا کہ قوم کو بت پرستی سے منع کرو اور اللہ کی عبادت کی طرف بلاؤ حضرت حنظلہ علیہ السلام نے انہیں اللہ تعالی کا پیغام سنایا، عذاب الٰہی سے ڈرایا مگر قوم نہ مانی بلکہ حضرت حنظلہ علیہ السلام کو مار ڈالنے کی تدبیر ڈھونڈھتی رہی حضر

ت حنظلہ علیہ السلام نے فرمایا اچانک موت آئے گی اور تم سب مر جاؤ گے ورنہ بت پرستی چھوڑ دو۔ چونکہ وہ موت سے بے خبر تھے کہ موت کیا چیز ہے اسلئے کہ سات سو سال تک ان میں سے کوئی نہیں مرا تھا اسلئے حضرت حنظلہ علیہ السلام کی بات کا اثر نہ ہوا۔ دوسرے دن جب دوپہر کا وقت آیا تو عذاب الٰہی نے ہزاروں کو واصل جہنم کیا بقیہ جو بچے سب بھاگتے ہوئے بادشاہ طیفور بن طغیانوس کے پاس گئے جب بادشاہ نے دیکھا کہ ہزاروں لوگ مر گئے تب اپنے بچاؤ کی تدبیر کی۔ اسطرح کہ ایک بلند کوٹھری بنوایا جسمیں بارہ ہزار برج تھے حکم دیا کہ ہر برج میں ایک غلام زرہ پوش ننگی تلوار ہاتھ میں لے کے رکھوالی کرے اور موت کو ہم تک نہ آنے دیں اور کوٹھری کے بیچ لوہے کا ایک گھر بنوایا پھر اسکے اندر جا بیٹھا کہنے لگا اب مجھکو موت کیا کر سکتی اس لوہے کی کوٹھری کے اندر کس طرح آئے گی اب تو راہ بند ہے اس گھمنڈ میں تھا کہ اچانک ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام نے اس مردود کی روح قبض کر کے اسے بھی واصل جہنم کر دیا۔

(۳) حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ایک شخص گھبرایا ہوا آیا اور کہنے لگا حضور! ہوا کو حکم دیجئے کہ مجھے سرزمین ہند پہونچا دے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہاں سے کیوں جانا چاہتے ہو؟ وہ کہنے لگا کہ ابھی ابھی میں نے ملک الموت کو دیکھا ہے جو مجھے گھور گھور کر دیکھ رہا تھا، حضور! میری خیر نہیں مجھے ابھی ہند پہونچا دیجئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا اس کو فوراً ہند چھوڑ آئی تھوڑی دیر کے بعد ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہ خدا کا مجھے حکم تھا کہ اس شخص کی جان سرزمین ہند میں قبض کرو میں حیران تھا کہ اس کی جان ہند میں قبض کرنے کو فرمایا گیا ہے اور یہ یہاں آپ کے پاس کھڑا ہے میں اسی حیرانی میں تھا کہ خود ہی اس نے ہند جانے کی تمنا ظاہر کر دی چنانچہ وہ جس وقت سرزمین ہند میں اترا اس کا وقت آچکا تھا اسی وقت میں نے وہاں اس کی جان قبض کر لی۔ (فیضان شریعت صفحہ ۱۰۳۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(روح نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ موت یعنی روح نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی:۔اظہار علی سلطان پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روح نکلنے کے بعد مندرجہ ذیل باتوں کا خاص خیال رکھیں۔

(۱)روح نکلتے ہی "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡن" پڑھیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی مومن بندہ کا بیٹا مرجاتا ہے تو خدائے تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندہ کے بیٹے کی روح قبض کرلی؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں ہاں، پھر خدائے تعالی فرماتا ہے کہ تم نے اسکے دل کے میوہ کو توڑلیا؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں ہاں، پھر خدائے تعالی فرماتا ہے (اس مصیبت پر) میرے بندے نے کیا کہا؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیری تعریف کی اور { اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡن} پڑھا،تو خدائے تعالی فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

(ترمذی جلد اول ابواب الجنائز صفحہ ۱۹۸،مشکوۃ باب البکاء علی المیت الفصل الثانی صفحہ ۱۵۱)

(۲)بِسۡمِ اللّٰہِ وَ عَلٰی مِلَّتِ رَسُوۡلِ اللّٰہ ۔ کہہ کر نرم ہاتھوں سے کسی کپڑے کو جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر باندھ دئے جائیں تا کہ منھ کھلنے نہ پائے اور یہی دعاء پڑھ کر انگلیاں اور ہاتھ پیر سیدھے کر دئے جائیں (وصایا اعلی حضرت)

(۳) موت کے بعد پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا اور کوئی بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھولنے نہ پائے مگر ضرورت سے زیادہ وزنی نہ ہو کہ باعث تکلیف ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۳۱)

مگر میرا خیال یہ ہے کہ جبڑے کی طرح پیٹ کو بھی کسی کپڑے سے باندھ دیا جائے کہ یہ مٹی یا وزنی چیز رکھنے سے بہتر ہوگا۔ (واحدی)

(۴) میت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں اور اس کو چار پائی یا تخت وغیرہ اونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ پہونچے۔ (عالمگیری جلد اول باب الجنائز فصل اول صفحہ ۱۵۷)

(۵) میت کے ذمہ قرض ہو یا جس قسم کے دَین ہو جلد سے جلد ادا کر دیا جائے، حدیث شریف میں ہے کہ اس کی روح معلق (لٹکی) رہتی ہے جب تک دَین نہ ادا کیا جائے۔

(۶) میت کے پاس قرآن شریف کی تلاوت کریں جبکہ میت کے تمام بدن کپڑے سے چھپے ہوں۔

(۷) اگر مردے میں کوئی عیب دیکھیں تو پردہ پوشی کریں، اور اگر کوئی اچھی چیز دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر کریں۔ حدیث شریف میں ہے: "عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَسَاوِيْهِمْ"۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کی نیکیوں کا چرچا کرو اور ان کی برائیوں سے چشم پوشی کرو۔ (ابو داؤد، ترمذی جلد اول ابواب الجنائز صفحہ ۱۲۱ / مشکوۃ باب مشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الثانی صفحہ ۱۴۷)

(۸) غسل وکفن دفن میں جلدی کریں۔

حدیث شریف میں ہے: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَاَسْرِعُوْا اِلٰى قَبْرِهٖ" حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب کوئی مر جائے تو اسے روک نہ رکھو اس کی قبر تک جلدی پہونچاؤ۔ (مشکوۃ باب دفن المیت الفصل الثالث صفحہ ۱۴۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا کافر مرنے کے بعد شیطان بن جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض مسلمانوں میں یہ مشہور ہے کہ جب ہندو مرتے ہیں یا کوئی مسلمان حرام موت مرتا ہے تو وہ بھوت، چڑیل، شیطان، بن جاتا ہے پھر عام لوگوں کو ستا تا ہے اور لوگوں کا دودھ دہی کھاتا ہے یہ خیال شرعا کیسا ہے؟ **المستفتی:۔** ظہیر الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسلمانوں کی یہ غلط فہمی اور جہالت ہے کافر ہو یا مسلمان شیطان نہیں بن سکتا کیونکہ اگر گنہگار ہے یا کافر ہے تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گا نہ کہ لوگوں کو پریشان کرے گا کہ انکی روحیں قید رہتی ہیں وہ کہیں آجا نہیں سکتی۔جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ خیال ہندوؤں کے ہیں کہ بھوت آتے جاتے ہیں محض غلط ہے وہ اپنے عذاب میں محبوس ہوتے ہیں انہیں اس پر قدرت کہاں البتہ جن اور شیاطین بعض وقت آدمی پر دخل کرتے ہیں کبھی بے ہوش کرتے ہیں اور کبھی اس کی زبان سے بولتے ہیں اور طرح،طرح کے حرکات کرتے ہیں۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱/صفحہ ۱۹) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا بچپن میں فوت ہونے والے بچے والدین کی شفاعت کریں گے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو لڑکے یا لڑکیاں بچپن میں انتقال کر جاتے ہیں کیا وہ والدین کی شفاعت کرائیں گے؟ **المستفتی**:۔آفتاب عالم منظری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک جو مومن لڑکے یا لڑکیاں بچپن میں انتقال کر جاتے ہیں وہ اپنے والدین کی شفاعت کرائیں گے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ’’جب قیامت برپا ہوگی‘‘، تو منادی پکارے گا اے اسلامی بچو! اپنی قبروں سے نکلو وہ اپنی اپنی قبروں سے باہر آئیں گے پھر انہیں کہا جائے گا تم تمام جنت میں چلے جاؤ وہ عرض گزار ہونگے الہی ہمارے والدین کو بھی ہمارے ساتھ کردے؟ ایسے تین بار تکرار ہوگی چوتھی مرتبہ اجازت ملے گی جائیں تمہارے والدین بھی تمہارے ساتھ۔اس ندا پر بچے اچھلتے کودتے اظہار مسرت کرتے ہوئے اپنے اپنے والدین کے پاس پہنچیں گے اور انہیں اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے۔وہ بچے اس دن اپنے والدین کو ان بچوں کی نسبت زیادہ پہچانتے ہونگے جو ان کے ساتھ گھروں میں رہتے تھے۔(نزہۃ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۳۲۵)

اور ایک دوسری حدیث میں ہے ’’وعن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من مسلمين يتوفى لهما ثلاثة إلا أدخلهما الله الجنة بفضل رحمته إياهما . فقالوا: يا رسول الله أو اثنان؟ قال: أو اثنان قالوا: أو واحد؟ قال: أو واحد. ثم قال: والذي نفسي بيده إن السقط ليجر أمه بسرره إلى الجنة إذا احتسبته . رواه أحمد وروى ابن ماجه من قوله: والذي نفسي

بیں ھ'' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جن دو مسلمانوں کے (یعنی ماں اور باپ کے) تین بچے مرجائیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ان دونوں یعنی ماں باپ کو جنت میں داخل کرے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ بھی فرمادیجیے کہ یا جن کے دو بچے بھی مرگئے ہوں (ان کے لئے بھی یہ بشارت ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جن کے دو بچے بھی مرجائیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ بھی فرمادیجیے کہ یا ایک۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ایک بچہ (بھی اگر مرجائے تو اس کے والدین کے لئے بشارت ہے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کسی عورت کا کچا حمل بھی گرجائے تو وہ اپنی ماں کو اپنی آنول نال کے ذریعہ بہشت کی طرف کھینچے گا بشرطیکہ اس کی ماں صبر کرے اور اس کے مرنے کو (اپنے حق میں) ثواب شمار کرے۔ (احمد) ابن ماجہ نے اس روایت کو والذی نفسی بیدہ سے (آخر تک) نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح حدیث نمبر ۱۷۴۲)

البتہ جس نے استطاعت رکھنے کے باوجود اپنے بچے کا عقیقہ نہ کیا جبکہ عقیقہ کا وقت پایا ہو تو وہ بچوں کی شفاعت سے محروم رہے گا جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں ''جس بچے نے عقیقہ کا وقت پایا یعنی سات دن کا ہوگیا اور بلا عذر باوصف استطاعت اس کا عقیقہ نہ کیا اس کے لئے یہ آیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی شفاعت نہ کرنے پائے گا حدیث میں ہے ''الغلام مرتھن بعقیقتہ'' لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے۔ (الجامع الصغیر حدیث ۵۸۱۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۳۵۹)

تیسیر میں ہے ''یعنی اذالم یعق عنہ فمات طفلا لا یشفع فی ابویہ'' یعنی اگر بچے کا عقیقہ نہ کیا گیا ہو اور وہ بچپن میں مرگیا تو وہ اپنے والدین کی شفاعت نہیں کرے گا۔ (التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث مذکور کے تحت مکتبہ الامام الشافعی ریاض ۲/۱۶۵ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۲۰/ عقیقہ کا بیان)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(مرتے وقت کلمہ کفر کہا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان کا جب وفات کا وقت آیا تو انکی زبان سے کفریہ جملہ نکل گیا اور انکی موت ہوگئی تو انکے کے لئے ایصال ثواب کرنا کیسا ہے؟ مدلل جوابات عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ حقیر عبداللطیف پیکر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر موت کے وقت کسی سے کوئی کفریہ کلمہ نکل جائے تو اس پر حکم کفر نہیں ہوگا ہوسکتا ہے موت کی سختی کی وجہ سے نکل گیا ہو یا پھر اس نے کچھ اور کہا ہو اور پوری بات سمجھ میں نہ آئی ہو اس وجہ سے حکم کفر نہیں ہوگا جیسا کہ فقیہ اعظم ہند حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں مرتے وقت معاذ اللہ کسی زبان سے کلمہ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دیں گے کہ ممکن ہے موت کی سختی میں عقل جاتی رہی ہو اور بیہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا اور بہت ممکن ہے کہ اس کی بات پوری سمجھ میں نہ آئی کہ ایسی شدت کی حالت میں آدمی پوری بات صاف طور پر ادا کرلے دشوار ہوتا ہے۔ (درمختار کتاب الصلوۃ باب صلاۃ الجنازۃ جلد سوم صفحہ ۹۶ / بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم موت آنے کا بیان صفحہ ۸۱۳۰ قادری بک ڈپو)

تو معلوم ہوا کہ مرتے وقت اگر کسی کی زبان سے کلمہ کفر نکل جائے تو اس پر حکم کفر نہیں ہوگا بلکہ اس کیساتھ مسلمان کی طرح ہی برتاؤ کیا جائے گا یعنی اس کو غسل بھی دیا جائے گا کفن بھی اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائیگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(کیا کرونا وائرس انسان کے مرنے کے بعد باقی رہتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کرونا وائرس یا کوئی اور بھی وائرس انسان کے مرجانے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں؟ اگر زندہ رہتے ہیں تو اس صورت میں مسلمان مردے کو جلانا کیسا ہے؟ **المستفتی**:۔زبیر احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک انسان کے مرجانے کے بعد بھی کئی کئی دنوں بلکہ کئی کئی ہفتوں تک کچھ جراثیم زندہ رہتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بعد دفن یہ وائرس نکل کر کسی کو لگ سکتے ہیں اسلئے معاذ اللہ میت کو جلا دیا جائے بلکہ جسم سے جب جان نکل جاتی ہے اور خون کا بہاؤ رک جاتا ہے اور اکسیجن کا آنا جانا بند ہو جاتا ہے تو بہت سے وائرس کچھ منٹوں میں کچھ گھنٹوں میں اور کچھ دنوں میں مرجاتے ہیں اور اگر بعد دفن کوئی وائرس زندہ بھی رہا تو اسے دوسرے وائرس خود بخود مار دیں گے کیوں کہ بعد دفن کچھ دنوں کے بعد میں انسان کے جسم پر بہت سے خطرناک خطرناک وائرس پیدا ہو جاتے ہیں جو کہ اس کے بدن کو آہستہ آہستہ کھا جاتے ہیں تو یہ وائرس دوسرے وائرس کو خود بخود ختم کر دیں گے تو اس لئے لازم ہے کہ کرونا کے مریض کو نہ جلایا جائے اور نہ ہی کہیں پھینکا جائے بلکہ اسے دفن کر دیا جائے اس طرح سے کسی مسلمان کے مردہ جسم کو جلانا بھی حرام ہے اور سخت حرام ہے کہ جس طرح زندوں کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح مردوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور مسلمانوں کو ایذاء دینا جائز نہیں جیسا کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا من اذی مسلما فقد آذانی یعنی جس نے مسلمان کو تکلیف دی تو گویا اس نے مجھے تکلیف دی۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

صہیب رضا رزمی

(مردے کو فریجر میں رکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مردے کو فریجر بکس میں رکھنا کیسا ہے؟ جیسا کہ اکثر جگہ مردے کو ایک دو دن یا چند گھنٹوں کے لئے فریج والے بکس میں رکھتے ہیں۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ میت کو فریجر وغیرہ میں رکھنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد حسان نوری فیضی۔دولت پور گرانٹ ضلع گونڈہ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بلا وجہ میت کو سردخانے (مثلاً فریجر بکس وغیرہ) میں رکھنا ناجائز اور ممنوع ہے،اس سے میت کو شدید اذیت ہوتی ہے،کیونکہ جس چیز سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے اس سے میت کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور زندہ کا سردخانے میں اتنی دیر ٹھہرنا بہت مشکل ہے۔ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيّاً" یعنی مردے کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہی ہے جیسا زندہ کی ہڈی توڑنا۔(سنن ابوداؤد کتاب الجنائز)

اور ردالمحتار میں ہے "لان المیت یتأذی مما یتأذی به الحی"یعنی اس لیے کہ مردے کو اس سے ایذا ہوتی ہے جس سے زندہ کو ایذا ہوتی ہے۔(ردالمحتار، جلد ا،ص ۲۲۹، ادارۃ الطباعۃ المصریہ/ماخوذ از میت کے احکام،ص ۴۵)

لہذا بلا ضرورت مردے کو فریجر بکس میں نہ رکھا جائے،بلکہ جتنی جلد ہو دفن کر دیں کیونکہ تدفین میں جلدی کی شریعت میں بہت تاکید آئی ہے۔چنانچہ حدیث پاک میں ہے:حضرت ابوہریرہ رضی

اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "آسرِعوا بالجنازة فان تك صالحة فخير تقدمونها وان يك سوى ذالك فشرٌّ تضعونه عن رقابكم" (متفق عليه) جنازہ لے جانے میں جلدی کرو۔ اگر وہ نیک ہے تو بھلائی ہے جسے تم آگے بھیج رہے ہو اور اگر وہ اس کے کچھ اور ہے تو ایک بری چیز ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو (مشکوۃ شریف، باب المشی بالجنازۃ، ص ۱۴۴)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا "اذا مات احدكم فلا تحبسوا واسرعوا به الى قبره"۔ یعنی جب تم سے کوئی مرجائے تو اسے نہ روکو اور جلدی دفن کو لے جاؤ۔ (المعجم الکبیر، ج ۱۲، ص ۴۴۴)

البتہ ضرورت کے تحت رکھنے میں حرج نہیں جیسے: پوسٹ مارٹم وغیرہ کرنے کے لیے لے جاتے ہیں اس میں چیر پھاڑ کر کے نکالتے ہیں تو ایسی صورت میں اگر نہ رکھا جائے تو میت کے بدن سے بدبو آنے لگ جائی گی یا اسی طرح کی کوئی اور مجبوری شرعی طور پر ہو تو ایسی صورت میں ضرورت تک رکھ سکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد چاند رضا اسمعیلی

(حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وصال کیسے ہوا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کس تاریخ کو زخمی ہوئے اور کتنے دنوں بعد وصال فرمایا **المستفتی**:۔مکرم علی رامپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مختلف روایات میں ایک روایت یہ ہے کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ ۹؍رمضان کو زخمی ہو کر ۲۰؍رمضان ۴۰ھ کی تاریخ ختم فرما کر اکیسوی شب (رات) کے آغاز (شروع) میں عالم وصال (انتقال) ارتحال فرمایا۔(اوراق غم صفحہ ۱۷۸)

دوسری روایت کے مطابق ۱۸؍رمضان ۴۰؍ھ کو زخمی ہو کر تین رات گزارنے کے بعد وصال فرمایا۔(اسماء الرجال مشکوۃ صفحہ ۶۰۳؍)

تنبیہ:۔عوام اہلسنت کو نماز روزہ زکوۃ پاکی ناپاکی اپنے روزمرہ کے مسائل سے تعلق رکھنا چاہیے چونکہ میدان محشر میں انہیں کا مواخذہ ہوگا،سیدی سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں عوام کا مسائل ضروریات دین سے ہٹ کر اپنے مرتبے سے اونچی باتوں میں الجھنا کھچڑیاں پکانا ان کے لیے گمراہیت کا پھاٹک ہے۔(فتاوی رضویہ)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی تاریخ شہادت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کی اصل تاریخ کونسی ہے برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی:۔محمد ہاشمی قادری مبارک پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیدنا حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما کی تاریخ شہادت ۵ ربیع الاول تحریر فرمائی ہے، وقت وفات حضرت امام حسن نے فرمایا اے برادر عزیز (امام حسین) میں ایسے امر میں داخل ہونے والا ہوں کہ جس کی مثل میں اب تک نہیں داخل ہوا تھا اور میں اللہ کی مخلوق میں سے ایسی مخلوق دیکھ رہا ہوں جس کی مثل کبھی نہیں دیکھا ۴۵ سال چھ ماہ چند روز کی عمر میں بمقام مدینہ طیبہ ۵ ربیع الاول ۴۹ ہجری میں آپ نے وفات پائی اور جنت البقیع میں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنھا کے پہلو میں دفن ہوئے۔(خطبات محرم صفحہ ۲۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(مردے کو برا بھلا کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرے ہوئے شخص یعنی مردے کو برا بھلا کہنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ناصر علی قادری رضوی کوئٹہ بلوچستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مردہ ہو یا زندہ کسی کو برا بھلا کہنا جائز نہیں ہے بالخصوص مردوں کو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مُردوں کو گالی مت دو۔(بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب ماینہی من سب الاموات صفحہ ۱۸۷/مشکوۃ باب مشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الاول صفحہ ۱۴۵)

ایک دوسری حدیث ہے "عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ" حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کی نیکیوں کا چرچا کرو اور ان کی برائیوں سے چشم پوشی کرو۔(ابو داود، ترمذی جلد اول ابواب الجنائز صفحہ ۱۲۱/مشکوۃ باب مشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الثانی صفحہ ۱۴۷) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا مرنے کے بعد روح کا تعلق جسم سے باقی رہتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ انسان جب مرجاتا ہے تو اس کے روح کا تعلق اس کے جسم سے کچھ باقی رہتا ہے یا نہیں؟ یا روح کسی اور کے جسم میں ڈال دی جاتی ہے۔

المستفتی:۔ محمد زبیر احمد امبرناتھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بعد موت بھی روح کا تعلق جسم کے ساتھ باقی رہتا ہے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جُدا ہوگئی، مگر بدن پر جو گزرے گی رُوح ضرور اُس سے آگاہ و متأثر ہوگی، جس طرح حیاتِ دنیا میں ہوتی ہے، بلکہ اُس سے زائد۔ دنیا میں ٹھنڈا پانی، سرد ہَوا، نرم فرش، لذیذ کھانا، سب باتیں جسم پر وارِد ہوتی ہیں، مگر راحت ولذّت روح کو پہنچتی ہے اور ان کے عکس بھی جسم ہی پر وارِد ہوتے ہیں اور کُلفت واذیّت روح پاتی ہے، اور روح کے لئے خاص اپنی راحت واَلم کے الگ اسباب ہیں، جن سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے، بعینہٖ یہی سب حالتیں برزخ میں ہیں۔ مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسبِ مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے، بعض کی قبر پر، بعض کی چاہِ زمزم شریف میں، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان، بعض کی پہلے، دوسرے، ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند، اور بعض کی روحیں زیرِ عرش قندیلوں میں، اور بعض کی اعلیٰ عِلّیین میں مگر کہیں ہوں، اپنے جسم سے اُن کو تعلق بدستور رہتا ہے۔ جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتے، پہچانتے، اُس کی بات سنتے ہیں، بلکہ روح کا دیکھنا قُربِ قبر ہی

سے مخصوص نہیں، اِس کی مثال حدیث میں یہ فرمائی ہے، کہ "ایک طائر پہلے قفص میں بند تھا اور اب آزاد کر دیا گیا۔ ائمہ کرام فرماتے ہیں " إِنَّ النُّفُوْسَ الْقُدْسِيَّةَ إِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَا ئِقِ الْبَدَنِيَّةِ اتَّصَلَتْ بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَتَرٰى وَتَسْمَعُ الْكُلَّ كَالْمُشَاهِدِ " بیشک پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں، عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں حدیث میں فرمایا: إِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ يُخَلّٰى سَرْبُهٗ يَسْرَحُ حَيْثُ شَآءَ" جب مسلمان مرتا ہے اُس کی راہ کھول دی جاتی ہے، جہاں چاہے جائے۔

شاہ عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں روح را قُــرب و بُعــد مکانی یکساں است کافروں کی خبیث روحیں بعض کی اُن کے مرگھٹ، یا قبر پر رہتی ہیں، بعض کی چاہِ برہُوت میں کہ یمن میں ایک نالہ ہے، بعض کی پہلی، دوسری، ساتویں زمین تک، بعض کی اُس کے بھی نیچے سجّین میں، اور وہ کہیں بھی ہو، جو اُس کی قبر یا مرگھٹ پر گزرے اُسے دیکھتے، پہچانتے، بات سُنتے ہیں، مگر کہیں جانے آنے کا اختیار نہیں، کہ قید ہیں۔ (بہار شریعت حصہ اول)

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ روح اور کسی بدن میں چلی جاتی ہے کفر ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں" یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں، محض باطل اور اُس کا ماننا کفر ہے۔ موت کے معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہے، نہ یہ کہ روح مرجاتی ہو، جو روح کو فنا مانے، بد مذہب ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(اگر کوئی پھانسی لگا کر مر جائے تو کیا اسکی بخشش نہیں ہوگی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی پھانسی لگا کر مر جائے تو کیا اسکی بخشش نہیں ہوگی؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔** محمد شعبان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بخشش ومغفرت اس شخص کی نہیں ہوگی جس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہو تو خودکشی کرنا حرام ہے نہ کہ کفر ہے مسلم شریف کتاب الایمان کی ایک حدیث کی تشریح میں نے پڑھا ہے کہ خودکشی کرنے والا ایک طویل مدت تک جہنم رہے گا پھر پروردگار عالم اپنے فضل وکرم سے اس کو جہنم سے نکال کر جنت عطا فرمائے گا اور ہاں رب چاہے تو اس کو ایسے ہی بغیر سزا دئے ہوئے معاف فرما دے یہ اس کی رحمت سے بعید نہیں ان اللہ غفور الرحیم (القرآن)

درمختار باب صلاۃ الجنازہ میں ہے "من قتل نفسه ولو عمداً يغسل ويصلی عليه به يفتیٰ وان كان اعظم وزرا من قاتل غيره" اھ (جلد ۳ ص ۱۰۸)

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے اپنے آپ کو مار دیا یعنی خودکشی کرلی اس کو غسل بھی دیا جائے اور اس کی نماز پڑھی جائے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی فرمایا کہ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی مذکورہ عبارت سے واضح ہے کہ نماز جنازہ اسی بندے کی پڑھی جاتی ہے کہ جس کی مغفرت کی امید ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح کس نے قبض کی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مقررین کی زبانی یہ واقعہ سننے میں آتا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی روح کو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے نہیں نکالی بلکہ خدا نے اپنے دست قدرت سے روح نکالی۔کیا یہ واقعہ درست ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی

المستفتی:۔محمد نورالدین اسماعیل فیض آباد ایودھیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں یہ روایت درست ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کی روح مبارک خود رب العزت نے نکالی ان کی طرف کوئی فرشتہ نہیں بھیجا گیا۔(تفسیر نعیمی پارہ ہفتم صفحہ ۵۳۷)واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(مرنے کے بعد لوگوں کی روحیں کہاں رہتی ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرنے کے بعد مسلمان کی روحیں کہاں جاتی ہیں اور کافروں کی روحیں کہا جاتی ہیں اس کے بارے میں مجھے جانکاری چاہئے؟ جواب عنایت کریں آپ کی مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:** محمد ظفر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسلمان کے مرنے کے بعد انکی روحیں ان کے مراتب کے اعتبار سے کئی جگہوں پر رہتی ہیں مثلاً کسی کا زمین پر کسی کا آسمان پر اور کسی کی ان کی قبر اور اسی طرح ان کے مراتب کے اعتبار سے کئی جگہوں پر رہتی ہیں۔اور کافروں کی روحیں اس کے مرگھٹ پر یا اس کی قبر پر یا زمین کے نیچے اسی طرح کافروں کی روحیں بھی کئی جگہوں پہ رہتی ہیں مگر کافروں کی روحیں جہاں بھی رہتی ہیں پریشانی کے عالم میں ہی رہتی ہیں۔

فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے: مرنے کے بعد مسلمانوں کی روحیں ان کے مراتب کے اعتبار سے مختلف جگہوں پر رہتی ہیں بعض کی قبر پر بعض کی زمزم شریف کے کنواں میں بعض کی آسمان وزمین کے درمیان بعض کی پہلے دوسرے آسمان سے لے کر ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلندی پر بعض کی روحیں عرش کے نیچے قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں غرضیکہ روحیں جہاں بھی کہیں ہوں اپنے جسم سے ان کا تعلق بدستور باقی رہتا ہے جو بھی قبر کے پاس آتا ہے اسے دیکھتی اسے پہچانتی اور اس کی بات سنتی ہیں بلکہ روح کا دیکھنا قرب قبر ہی سے مخصوص نہیں اس کی مثال حدیث

شریف میں یوں فرمائی گئی ہے کہ ایک پرندہ پہلے پنجرہ میں بند تھا اور اب آزاد کر دیا گیا۔

ائمہ کرام فرماتے ہیں : " ان النفوس القدسیة اذا تجردت عن العلائق البدنیة اتصلت بالملاء الاعلیٰ وتریٰ وتسمع الکل کالمشاھد " بیشک پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں

اور حدیث پاک میں ہے: " اذا مات المؤمن یخلی سربہ یسرح حیث شاء " جب مسلمان مرتا ہے تو اس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جائے اور کافروں کی خبیث روحیں بعض کی ان کے مرگھٹ یا قبر پر رہتی ہیں بعض کی برہوت میں جو یمن میں ایک نالا ہے بعض کی پہلی دوسری سے لے کر ساتویں زمین تک بعض کی اس سے بھی نیچے سجین میں اور وہ بھی کہیں ہوں جو اس کی قبر یا مرگھٹ پر آتا ہے اسے دیکھتی پہچانتی بات سنتی ہیں مگر کہیں جانے آنے کا اختیار نہیں کیونکہ مقید ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول صفحہ ٦٦) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی ارشدی عفی عنہ

(کیا میت کو بوسہ دے سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کو بوسہ دے سکتے ہیں یا نہیں جیسے کی عورت عورت کو اور مرد مرد کو؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد انور خان رضوی علیمی پتہ شراوستی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت کو غسل دینے سے پہلے اور غسل دینے کے بعد بوسہ دینا جائز ہے،البتہ مرد کا نامحرم مردہ خاتون کو یا عورت کا نامحرم مردہ مرد کو بوسہ دینا جائز نہیں ہے بلکہ مرد کے لیے مرد میت کو اور عورت کے لیے عورت میت کو بوسہ دینا جائز ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:" عن عائشة رضی الله عنها قالت رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقبل عثمان بن مظعون و هو میت حتّی رایت الدّموع تسیل "اھ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حضرت عثمان بن مظعون کو بوسہ دے رہے تھے جبکہ وہ وفات پاچکے تھے۔(سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۲۰۱ رقم ۳۱۶۳:دارالفکر بیروت/سنن ترمذی ج ۳ ص ۳۱۴ رقم ۹۸۹:داراحیاء التراث العربی بیروت/سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۴۶۸ رقم ۱۴۵۶:دارالفکر بیروت)

اور ایک روایت میں ہے کہ:" عن عائشة و ابن عباس انّ ابا بکر قبّل النبی صلی الله علیه وسلم بعد موته " حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کو بوسہ دیا تھا۔(صحیح البخاری ج ۴ ص ۱۶۱۸ رقم ۴۱۸۸: دار ابن کثیر الیمامۃ بیروت/مسند احمد بن حنبل ج ا ص ۲۲۹ رقم ۲۰۲۶: موسسۃ قرطبۃ مصر)

اور حاشیۃ الطحاوي علیٰ مراقي الفلاح میں ہے کہ " و لا بأس بتقبيل الميت" للمحبة و التبرك توديعا خالصة عن محظور۔ فإن تقبيله صلى الله عليه وسلم عثمان للمحبة و تقبيل أبي بكر الرسول الأكرم صلى الله عليه وسلم لهما معا قوله: " خالصة عن محظور" هذا قيد في الجواز أما إذا كانت لشهوة فحرام و لو زوجة فيما يظهر لقولهم أن النكاح انقطع بموتها لذهاب محله "(حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح ج۱ ص ۵۷۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(عدت میں کس طرح بیٹھا جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میرے بھائی کا انتقال ہوگیا اور بھابھی عدت میں نہیں بیٹھنا چاہتی ہیں تو کیا ہم زبردستی بٹھا سکتے ہیں؟ عدت میں کیا کیا کرنا ہوگا؟ کس کس سے پردہ کرنا ہوگا؟ اور کتنے دن تک یہ عدت ہوگی؟ **المستفتی:۔ثناء اللہ بہار**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب کوئی بندہ انتقال کر جاتا ہے تو اس کے انتقال پر اہل خانہ کو غم ہوتا ہے اس غم کو سوگ بھی کہتے ہیں یہ دیگر لوگوں کے لئے تین دن ہے اور بیوی کے لئے اللہ جل جلالہ و رسول ﷺ نے چار ماہ دس دن سوگ کا حکم دیا ہے۔چونکہ سوگ کا معنیٰ ہوتا ہے زینت کو چھوڑنا اس لئے بیوی پر لازم ہوتا ہے کہ چار ماہ دس دن تک زینت نہ اختیار کرے یعنی ہر قسم کے زیورات مثلاً چاندی سونا جواہر وغیرہ کے استعمال سے پرہیز کرے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے نہ پہنے خوشبو بدن یا کپڑے میں نہ لگائے اور نہ تیل استعمال کرے چاہے تیل بے مہک ہو (جیسے زیتون کا تیل) اور نہ کنگھا کرے اور نہ کالا سرمہ لگائے ۔یونہی سفید خوشبودار سرمہ لگانا، مہندی لگانا، اور زعفران یا کسم یا گیرو کا رنگا ہوا کپڑا یا سرخ رنگ کا کپڑہ پہننا منع ہے اور ان سب چیزوں کا چھوڑنا واجب ہے ۔یونہی گلابی رنگ، دھانی چمپئی، اور طرح طرح کے رنگ جسمیں تزئین ہوتا ہے سب کو چھوڑ دے۔

ہاں جس کپڑے کا رنگ پرانا ہوگیا ہو کہ اب اس کا پہننا زینت نہیں اسے پہن سکتی ہے۔عذر یعنی مجبوری کی وجہ سے ان چیزوں کا استعمال کر سکتی ہے مگر اس حالت میں اس کا استعمال زینت کے ارادے سے نہ ہو جیسے دردسر کی وجہ سے سر میں تیل لگا سکتی ہے، آنکھ کی درد میں سرمہ لگا سکتی ہے مگر

سیاہ سرمہ اس وقت لگا سکتی ہے جبکہ سفید سرمہ سے کام نہ چلتا ہو (یا نہ ملتا ہو) اور اگر رات کا لگانا کافی ہو تو دن میں نہ لگائے (دور حاضر میں دوائیاں موجود ہیں لہذا سرمہ سے پرہیز کریں)

چونکہ ہمارے معاشرے میں عدت گزارنے کا مطلب یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ عورت کو گھر کے ایک کونا یا ایک کوٹھری میں چھپا دیا جائے، پھر لوگوں سے ملنے نہ دیا جائے، گھر سے نکلنے نہ دیا جائے وغیرہ وغیرہ، اس لئے عورتیں بالخصوص نئی عمر کی عورتیں گھبرا جاتی ہیں کیونکہ عدت کو ہم نے بہت دشوار کر دیا ہے جب کی شریعت میں ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ شوہر کی زندگی میں عورت کو جس سے ملنا جائز ہے عدت میں اس سے مل سکتی ہے اور شوہر کی زندگی میں جس سے ملنا جائز نہیں ہے وہ عدت ہو یا بعد عدت ناجائز ہی رہے گا یعنی عدت کا معنی پردہ کرنا نہیں ہے بلکہ زینت نہ کرنا شادی نہ کرنا حتی کی شادی کا پیغام بھی دینا جائز نہیں ہے، گھر کو چھوڑ کر کہیں اور نہ جانا چاہئے جب تک عدت نہ گزر جائے شوہر کے گھر رہے ہاں اگر گھر سے باہر جانے کی ضرورت ہو کہ عورت کے پاس گزر کے لائق مال نہیں اور باہر جا کر محنت مزدوری کر کے لائے گی تب کام چلے گا تو اسے باہر جانے کی اجازت ہے، کہ دن میں اور رات کے کچھ حصہ میں باہر جائے اور رات کا زیادہ حصہ اپنے مکان میں گزارے مگر حاجت سے زیادہ باہر ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور اگر کام چلانے کے لائق خرچ موجود ہے تو باہر نکلنا مطلقاً منع ہے اور اگر خرچ موجود ہے مگر باہر نہ جائے گی تو کوئی نقصان پہونچے گا جیسے کھیتی کا کوئی دیکھنے بھالنے والا نہیں اور کوئی ایسا نہیں جسے اس کام پر مقرر کرے تو اسکے لئے بھی جا سکتی ہے۔ موت یا فرقت کے وقت جس مکان میں عورت رہتی تھی اسی مکان میں عدت پوری کرے اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں بھی نہیں رہ سکتی مگر جب کوئی مجبوری ہو تو اسے بدل سکتی ہے عورت اپنے میکے گئی تھی یا کسی کام کے لئے کہیں اور گئی تھی اس وقت شوہر نے طلاق دی یا مر گیا تو فوراً بلا توقف وہاں سے واپس آئے شوہر کے گھر عدت گزارے ایسا ہی بہار شریعت و دیگر کتب فقہ میں تحریر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا مرتے وقت ایمان لانا شرع شریف میں مقبول ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا مرتے وقت ایمان لانا شرع شریف میں مقبول ہے؟ مدلّل جواب ارسال فرمائیں **المستفتی:۔** محمد عمران رضا قادری ضلع مالدہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مرتے وقت ایمان لانا غیر مقبول ہے اس کو ایمان بالجبر کہتے ہیں، ایمان البأس غیر مقبول" بأس معنی خوف، عذاب ۔(مصباح اللغات ص ۴۷)

مفہوم، باس دراصل شدت اور عذاب کو کہتے ہیں یہاں مراد وہ عذاب ہے جو سکرات موت اور معائنہ احوال آخرت سے پیدا ہوں احادیث میں تواتر کے ساتھ یہ بات آئی ہے کہ موت کے وقت ہر شخص کو اپنا اپنا مال (لوٹنے کی جگہ مقبرہ وغیرہ) نظر آتا ہے مومن اپنی آنکھوں سے بہشت اور کافر دوزخ کو دیکھ لیتا ہے اگر کافر ایسی حالت میں ایمان لائے گا تو قابل اعتماد و اعتبار نہ ہوگا کیونکہ ایمان تو انسان کے غیب اور اختیار سے لانا چاہئے انسان کے قصد اس کی استمثال امر، اور اطاعت فرمان الہی کا بڑا دخل ہے مگر ایسی حالت میں ایمان لانا ایمان بالغیب نہیں کہلاتا ہے بلکہ اضطراری حالت میں ہوتا ہے تمام اہل حق اس مسئلہ پر اتفاق رائے رکھتے ہیں کہ ایمانِ باس مقبول نہیں ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:"فَلَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗ وَ كَفَرۡنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشۡرِكِيۡنَ فَلَمۡ يَكُ يَنۡفَعُهُمۡ اِيۡمَانُهُمۡ لَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا ۔سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ قَدۡ خَلَتۡ فِىۡ عِبَادِهٖ‌ۚ-وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الۡكٰفِرُوۡنَ" پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا بولے ہم

ایک اللہ پر ایمان لائے اور جو اس کے شریک کرتے تھے ان سے منکر ہوئے تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا اور وہاں کافر گھاٹے میں رہے۔(کنزالایمان، سورہ المؤمن، آیت ۸۵)

حضرت علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ان آیات مقدسہ کے تحت تحریر فرماتے ہیں: جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا اور جب وہ ان پر واقع ہوا اس لیے کہ اس وقت ان کی قبولیت ایمان ممتنع ہوگیا تھا اور یہ امتناع عادی کہلاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا سنت اللہ الخ اس لیے کہ معائنہ عذاب کے وقت تکلیف ختم ہو جاتی ہے اس لئے کہ ایمان تکلیف کا قابل قبول ہے نہ کہ بوقت یاس نا امیدی کے ان کے لیے انتہائی قبولیت اس لئے ہوگیا کہ انہوں نے مامور بہ کے وقت کو ضائع کر دیا اس لیے لم یک معنیٰ لم یصح و لم یستقم کیا گیا ہے اور یہ لم ینفعھم سے زیادہ بلیغ ہے اس کا آمنو پر عطف ہے اب معنیٰ یہ ہوا کہ وہ ایمان لائے لیکن انہیں ایمان نے نفع نہ دیا کیونکہ ان کا یہ ایمان اضطراری تھا اور بارگاہ حق میں اختیاری ایمان قابل قبول ہے ایمان اختیاری انسان کی اپنی قدرت اور اختیار سے ہوتا ہے جب اس نے عذاب کو دیکھا تو اب اس کا اختیار باقی جملہ امور سے مسلوب ہوگیا تو اب اسے سوائے ایمان کے اور کوئی اختیار نہیں رہا اور ایسا ایمان نا قابل قبول ہے جب اسے ایمان نے دنیا میں فائدہ نہ دیا تو آخرت میں بھی کوئی فائدہ نہ دے گا۔(تفسیر روح البیان، جلد ۱۲، سورہ مؤمن، صفحہ ۳۹۴ تا ۳۹۵ رضوی کتاب گھر دہلی)

اور یہ سبھی جانتے ہیں کہ فرعون نے دریا میں غرق ہوتے وقت کہا تھا آمنت برب موسیٰ وھارون یعنی میں ایمان لایا موسی اور ہارون کے رب پر، تو اسکا مرتے وقت ایمان لانا بارگاہ رب العلمین میں مقبول نہیں ہوا

اور حدیث شریف میں ہے:"عن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن اللہ عز وجل یقبل توبۃ العبد ما لم

یغرغر " حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک غرغرہ کی نوبت نہ آجائے۔

غرغرہ موت کی حالت، سکرات کی شدت اور روح کا حلق میں سختی بر پیدا ہونا۔ حاشیہ نمبر ۱ مالم یغرغر ای مالم یبلغ روحہ الی الحلقوم ۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، ص ۳۱۴ مکتبہ تھانوی دیوبند) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ حنفی بریلوی

(ایک من گڑھت واقعہ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تقاریر کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ یوم وصال النبی ﷺ حضرت عزرائیل علیہ السلام روح پاک قبض کرنے کے لئے حجرۂ رسول میں آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے انکار کیا پھر ایک طویل گفتگو ہوتی ہے یہ روایت کیسی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔محمد فاروق رضا نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بخاری شریف کی حدیث کی رو سے یہ روایت صحیح نہیں ہے اس لئے کہ وصال کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا تھی۔(ج ۲ کتاب المغازی ص ۶۴۰)

اور صاحب تفسیر نعیمی حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بعض واعظین بیان کرتے ہیں کہ ملک الموت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بوقت وصال طویل گفتگو ہوئی کہ ملک الموت علیہ السلام نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ نے اندر آنے سے انکار کیا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ یہ تیرے گھر کا ادب ہے یہ ملک الموت ہیں جو اجازت مانگ رہے ہیں یہ کسی سے اجازت نہیں مانگا کرتے، یہ سب غلط ہے کہ حضور ﷺ اس وقت نہ تو حضرت فاطمہ کے گھر میں تھے اور نہ ہی حضرت فاطمہ وہاں موجود تھیں اس روایت کا کہیں ثبوت نہیں ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح ج ۸ ص ۳۱۰) واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم باالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کافر کے مرنے پر مرحوم کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کسی کافر کی موت پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے اس کی تصویر یعنی اسٹیٹس پر لگا کر (RIP) لکھے اس شخص پر کیا حکم شرع ہے؟

المستفتی: محمد عتیق الرحمن بجنور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک العزیز الوہاب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

الفاظ RIP کا فل فارم ہے (rest in peace) جس کا معنی ہے امن وسلامتی میں رہو سکون سے آرام کرو جس کا مفہوم بنتا ہے مرحوم ومغفور اب اگر کوئی شخص RIP کا معنی ومفہوم کو جانتا اور سمجھتا ہے تو ایسا شخص کافر ہو جائے گا اور اگر معنی ومطالب کو نا ہی جانتا اور نا ہی سمجھتا ہے تو ایسے شخص پر توبہ لازم ہے اس لئے کہ کافر کے لیے دعاء مغفرت کرنا کفر ہے جس شخص نے کافر کے لئے دانستہ طور پر دعاء مغفرت کی تو وہ کافر ہو گیا ورنہ توبہ لازم ہے ہاں مسلمان کے لئے بول سکتے ہیں۔

حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کافر کے لئے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کفر خالص وتکذیب قرآن ہے (فتاوی رضویہ جلد ۲۱ صفحہ ۲۲۸ مکتبہ دعوت اسلامی)

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کافر کے لیے دعاء مغفرت کفر ہے۔ ردالمحتار میں ہے "الدعاء بالمغفرۃ للکافر کفر لطلبہ تکذیب اللہ تعالی فیما اخبر" کافر کے لیے دعاء مغفرت کفر ہے کیونکہ یہ خبر الٰہی کی تکذیب ہے۔ (فتاوی تاج الشریعہ جلد دوم صفحہ ۱۳۰ بحوالہ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۲۳۴ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو کسی کافر کے لیے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی مردہ مرتد کو مرحوم یا مغفور یا کسی مردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی (جنتی) کہے وہ خود کافر ہے۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ ۱۸۵ مکتبہ دعوت اسلامی)

لہٰذا اس شخص پر کہ جس نے RIP کا معنی و مفہوم سمجھتے ہوئے ایسا کیا تو اس شخص پر توبہ و تجدید ایمان فرض ہے اور اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معراج رضوی

(موت کی عدت کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس کے شوہر کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس عورت کو چار مہینہ دس دن عدت گزارنا ہوتا ہے اس کا کیا مطلب ہے پورے ۱۳۰ دن یا انتیس تیس کے حساب سے گنتی پورا کریں؟ رہنمائی فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔محمد مستجاب نعیمی پورنوی پالی راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شوہر کے انتقال کے بعد عورت کے لئے حکم شرع یہ ہے کہ چار ماہ دس دن عدت گزارے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے، وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۔ ترجمہ تم میں جو لوگ وفات پائیں اور بیبیاں چھوڑ کر جائیں ان کی عدت چار مہینے دس دن ہے۔(پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۲۳۴)

اور یہ چار ماہ دس دن اس وقت ہے جب شوہر کا انتقال چاند کی ایک تاریخ کو ہوا ہے ورنہ ایک سو تیس دن جیسا کہ سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر چاند کی پہلی تاریخ میں شوہر انتقال ہوا تو چاند کی تاریخ کے حساب سے چار مہینے دس دن اور اگر پہلی تاریخ کے علاوہ تاریخ میں انتقال ہوا تو ۱۳۰ دن عدت گزارے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۹۵) رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(روح انسانی کتنی بار جسم میں ڈالی جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روح انسانی کتنی بار انسانی جسم میں پڑتی ہے؟ برائے کرم مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی: ۔عبداللطیف قادری (رسوڈ) مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روح کا جسم میں پڑنا متعدد بار ہوگا جس میں اختلاف ہے بعض کے مطابق چھ مرتبہ اور بعض کے مطابق چار مرتبہ جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں خیال رہے کہ روح انسانی چار بار جسموں میں پڑتی ہے ایک میثاق کے دن دوسرے ماں کے پیٹ میں پھر موت کے وقت نکال لی جاتی ہے پھر قبر میں سوال وجواب کے لیے پھر محشر میں صور پھونکتے وقت جس کے بعد جنت دوزخ میں نہ نکالی جائے گی ہاں بعض گناہ گار مومن دوزخ میں مردہ کر دیے جائیں گے پھر نکال کر جنت میں بھیجے جائیں گے۔(تفسیر نعیمی پارہ۹ص ۳۲۵)

اور فتاوی حدیثیہ میں ہے کہ چھ بار روح جسم میں ڈالی نکالی جائے گی۔انسان کی موت و حیات کی چھ قسمیں ہیں۔

شارح کی خبر کے مطابق فرشتوں؛ جانوروں اور انسان کا موت وحیات کے ساتھ کئی بار واسطہ پڑتا ہے۔انسان کا موت وحیات کے ساتھ چھ مرتبہ واسطہ پڑتا ہے۔

(۱) الست بربکم۔کے دن جب انسانوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے چیونٹیوں کی طرح ظاہر کیا

گیا تھا ایک قول کے مطابق اس دن دو مرتبہ موت وحیات سے واسطہ پڑا ہے اور ایک قول کے مطابق اس دن انسانوں کی صرف ارواح سے یہ وعدہ لیا گیا تھا اور اجسام ان کے ساتھ نہ تھے اور اہل سنت کے نزدیک حق یہ ہے کہ اس دن ارواح اجسام کے ساتھ مرکب تھیں یعنی ارواح اور اجسام دونوں موجود تھے اس کا کچھ گروہوں نے انکار کیا ہے علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالی علیہ وغیرہ علماء پر تعجب ہے کہ انہوں نے بھی ان لوگوں سے اتفاق کیا ہے حالانکہ بعض ائمہ نے فرمایا ہے کہ اس کا انکار دین سے الحاد ہے۔

(۲) دنیاوی حیات جسے ہر کوئی جانتا ہے۔

(۳) قبر کی حیات جب قبر میں سوال کے لیے فرشتوں کی آمد ہوگی۔

(۴) احیائے ابراہیم یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر مکمل کی تو حدیث کے مطابق ان الفاظ کے ساتھ ندا دی "الا ان ربکم قد بنی بیتا فحجوہ" تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے پس تم اس کا حج کرو آپ کی اس نداء کے وقت انسانوں کو زندہ کیا گیا۔

(۵) احیاء محمدی حضرت قشیری رحمہ اللہ علیہ نے تحیر میں الوہاب کے ذکر کے تحت ذکر کیا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں عرض کی اے میرے رب میں تورات کے اندر ایسی قوم کو پاتا ہوں جن کی انجیلیں (قران کریم) ان کے سینوں میں محفوظ ہیں وہ کون سی امت ہے اللہ تعالی نے فرمایا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے اور اس کے بعد اللہ تعالی نے اس امت کی صفات جمیلہ بتائیں تو حضرت موسی علیہ السلام نے ان کے ساتھ ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو اللہ تعالی نے ان سے فرمایا تمہاری ان کے ساتھ ملاقات نہیں ہوسکتی لیکن اگر تم چاہتے ہو تو میں ان کی آوازیں تمھیں دیتا ہوں پس اللہ تعالی نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ندا دی حالانکہ وہ اپنے اباء کی پشتوں میں تھے اللہ تعالی کی ندا سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے عرض کی اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں اللہ تعالی نے فرمایا میں نے تمہیں عطا کر دیا ہے اس سے پہلے کہ تم مجھ سے سوال کرو اور میں نے تمہیں

بخش دیا ہے اس سے پہلے کہ تم مجھ سے اپنی بخشش طلب کرو احیاء کی اس قسم کو ذکر کرنے کے بعد حضرت قشیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس پر دلائل بھی دیے ہیں۔

(٦) احیاء ابدی کو جس کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے جب موت کو ذبح کیا جائے گا تو ندا دی جائے گی اے جنتیوں خلود بلا موت ہے یعنی جنت میں بغیر کسی موت کے ہمیشہ رہنا ہے اور اے دوزخیوں خلود بلا موت ہے دوزخ میں بغیر کسی موت کے ہمیشہ رہنا ہے اس حیات میں اجسام مکمل طور پر اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئیں گے جس پر وہ پہلے تھے فرشتوں کے لیے دو حیات اور ایک موت ہے یعنی دنیاوی حیات کے بعد موت اور اس کے بعد اخروی حیات ہے جانوروں کے لیے دو حیات اور دو موتیں ہیں ایک دنیاوی حیات ہے اور اس کے بعد موت ہے اور صحیح حدیث کے مطابق اس کے بعد پھر قیامت کے روز قصاص و بدلہ لینے کے لئے ان کو زندہ کیا جائے اور اس کے بعد ان کو کہا جائے گا مٹی بن جاؤ تو مر جائیں گے اور مٹی بن جائیں گے اور اس وقت کافر کہنے لگے گا کاش کہ میں مٹی ہوتا۔

(فتاویٰ حدیثیہ ص ٣٥٣ / ٣٥٤ مطبوعہ حضرت علی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوعبداللہ محمد ساجد چشتی

(خودکشی کرنے والے کی بخشش ہوگی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خودکشی کرنے والے کی بخشش کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔عبدالقادر ساکن شاہ جہاں پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہراس شخص کی مغفرت وبخشش ہوگی جسکا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے خواہ وہ کتنا ہی بڑا گنہگار وبدکارو سیاہ کار ہو یعنی جب تک دنیا میں رہا اعمال صالحہ سے غافل ہوکر بدکاریوں میں مصروف رہا مگر خاتمہ علی الخیر ہوا ہے تو اسکی ضرور مغفرت ہوگی! ہاں یہ ضرور ہے اسکے اعمال کی جزا ملے گی یعنی جہنم میں رہکر عذاب پائے گا جب تک اللہ چاہے گا بعدہ رب اسکو جہنم سے نکال کر اپنے فضل سے معافی دیکر جنت عطا فرمائے گا۔اور یہ بھی رحمت الہی سے بعید نہیں کہ اسکو بغیر سزا دئے معافی دیکر جنت عطا فرمادے۔

قرآن شریف میں ہے"اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا-اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیم وَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ"

خودکشی اگرچہ گناہ کبیرہ ہے اسکی سزا بھی سخت ہے مگر یہ کفر نہیں ہے اور اللہ نے اپنے بندوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں تمام گناہوں کو معاف کروں گا سوائے کفر وشرک کے،یعنی جس بندے نے کفر وشرک کیا اور بغیر توبہ کئے مرگیا تو اسکی تلافی نہیں ہے یہ شخص ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

حدیث شریف میں ہے "عن أنس بن مالك -رضى الله عنه- قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: »قال الله تعالى يا ابن آدم إنك ما

دعوتني ورجوتني غفرت لك على ما كان منك ولا أبالي يا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عَنان السماء ثم استغفرتني غفرت لك يا ابن آدم لو أتيتني بقُراب الأرض خطايا ثم لقيتني لا تشرك بي شيئاً لأتيتك بقُرابها مغفرة" حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے انسان! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا اور امید رکھتا رہے گا میں تیرے گناہ بخشتا رہوں گا چاہے تجھ میں کتنے ہی گناہ ہوں مجھے کوئی پروا نہیں اے انسان! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تو بخشش مانگے تو میں بخش دوں گا مجھے کوئی پروا نہیں اے انسان! اگر تو زمین بھر گناہ بھی میرے پاس لے کر آئے لیکن تو نے شرک نہ کیا ہو تو میں تمہیں اس کے برابر بخش دوں گا۔(جامع الترمذی المجلد الثانی کتاب الدعوات ص ۱۹۳/مجلس برکات مبارکپور)

خودکشی کی مذمت بیان کرتے ہوئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث میں جہاں ہمیشگی کا ذکر فرمایا یعنی خودکشی کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا یا اس پر جنت حرام ہے! تو وہاں ہمیشگی اور حرام سے مراد مدت طویل ہے یعنی لمبی سزا کاٹے گا۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" كَانَ بِرَجُلٍ جَرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ اللّٰهُ بَدَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" تم میں سے پہلے ایک آدمی کو زخم آگیا اس نے بے قرار ہو کر خود کو مار ڈالا اللہ تعالی نے فرمایا میرے بندے نے خود فیصلہ کرلیا کہ میرے حکم پر سبقت کی ہے اس لیے میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔(صحیح البخاری المجلد الاوّل کتاب الجنائز ص ۱۸۲/مجلس برکات مبارکپور)

مذکورہ حدیث پاک کی شرح میں شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں خودکشی حرام اور سخت حرام ہے حتیٰ کہ کئی احادیث میں فرمایا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا اگرچہ بر بنائے تحقیق یہ مدت کی درازی کو بتانے کے لئے فرمایا ہے یعنی لمبے عرصے تک جہنم میں رہے

گا۔(نزھۃ القاری شرح بخاری جلد ۴ ص ۱۲۶ / دائرۃ البرکات گھوسی مؤ)

خلاصہ کلام یہی ہے کہ خودکشی حرام سخت حرام ہے مگر کفر نہیں! لہذا یہ کہنا کہ خودکشی کرنے والے کی بخشش نہیں ہے یہ شریعت پر افتراء ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ حنفی بریلوی

(موت کی عدت کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جسکا شوہر کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس عورت کے لئے چار مہینہ دس عدت کے گزارنا ہوتا ہے اس کا کیا مطلب ہے پورے 130 دن یا انتیس تیس کے حساب سے گنتی پورا کریں رہنمائی فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ۔محمد مستجاب نعیمی پورنوی پالی راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شوہر کے انتقال کے بعد عورت کے لئے حکم شرع یہ ہے کہ چار ماہ دس دن عدت گزارے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے، وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۔ ترجمہ تم میں جو لوگ وفات پائیں اور بیبیاں چھوڑ کر جائیں ان کی عدت چار مہینے دس دن ہے- (پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت ۲۳۴)

اور یہ چار ماہ دس دن اس وقت ہے جب شوہر یا انتقال چاند کی ایک تاریخ کو ہوا ہے ورنہ ایک سوتیس دن جیسا کہ سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر چاند کی پہلی تاریخ میں شوہر انتقال ہوا تو چاند کی تاریخ کے حساب سے چار مہینے دس دن اور اگر پہلی تاریخ کے علاوہ تاریخ میں انتقال ہوا تو 130 دن عدت گزارے- (فتاوی رضویہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۹۵) رضا فاؤنڈیشن لاہور) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(اگر نابالغ لڑکی کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو کیا لڑکی عدت گزارے گی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی جس کی عمر ابھی آٹھ یا نو سال ہے نابالغ ہے چھوٹی عمر میں ہی اس کے والدین اس لڑکی کا نکاح کر دیتے ہیں بلوغت سے پہلے پہلے لڑکی کا شوہر سے نکاح ہوا اور وہ فوت ہو جاتا ہے کیا لڑکی عدت گزارے گی؟ **المستفتی**:۔عبد المصطفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں اس لڑکی پر عدت واجب ہے حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں: موت کی عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گذار لے بشرطیکہ نکاح صحیح ہو گا دخول ہوا ہو یا نہیں ہوا ہو دونوں کا ایک حکم ہے اگر چہ شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو۔(بہار شریعت، حصہ ہشتم، ص ۲۳۷ مکتبہ مدینہ دھلی)

اور فتاویٰ ھندیہ میں ہے:"عدة الحرة فی الوفاة أربعة اشهر و عشر ايام سواء كانت مدخولا بها او لا مسلمة أو كتابية تحت مسلم صغيرة أو كبيرة أو آيسة و زوجها حر أو عبد حاضت فی هذه المدة أولم تحض و لم يظهر حبلها كذا فی فتح القدير . هذه العدة لاتجب إلا فی نكاح صحيح فی السراج الوهاج ، المعتبر عشر ليال و عشرة أيام عند الجمهور كذا فی معراج الدراية"(المجلد الاول، باب العدۃ،ص ۵۵۵)(دار الکتب بیروت لبنان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ حنفی بریلوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(کَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ۔ وَ قِیۡلَ مَنۡ ۔ رَاقٍ۔ وَّ ظَنَّ اَنَّہُ الۡفِرَاقُ۔ وَ الۡتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ)

ہاں ہاں جب جان گلے کو پہنچ جائے گی۔ اور لوگ کہیں گے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرے۔ اور وہ سمجھ لے گا کہ یہ جدائی کی گھڑی ہے۔ اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی۔ (سورہ قیامہ 29)

غسل وکفن کا بیان

۲۰/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(میت کوکس طرح غسل دیا جائے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کو نہلانے کا طریقہ کیا ہے آسان لفظوں میں بیان کریں۔اللہ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ **المستفتی:**۔حافظ دلشاد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تخت یا چار پائی پر نہلانے کا ارادہ ہو پہلے اسکو طاق مرتبہ خوشبو کی دھونی دیں لے اس کا طریقہ یہ ہے کہ انگیٹھی کو ایک بار یا تین بار یا پانچ بار پھرایا جائے اس سے زیادہ نہیں۔(فتاوی عالمگیری، جلد اول باب الجنائز فصل ثانی صفحہ ۱۵۸)

پھر اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں پھر نہلانے والا اپنے داہنے ہاتھ پر کپڑہ لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کی طرح وضو کرائے یعنی پورا چہرہ دھوئیں پھر کہنیو ں سمیت دونوں ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑہ یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں ،مسوڑوں، ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں (بعض لوگ پہلے وضو نہیں کراتے بلکہ نہلانا شروع کر دیتے ہیں یہ انکی جہالت ہے) پھر سر کا اور اگر داڑھی ہو تو اسکے بال کو بھی گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابن سے یا بیسن یا کسی اور پاک چیز سے دھوئیں ورنہ خالی پانی کافی ہے پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہونچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں (اگر بیری سے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص نیم گرم پانی کافی ہے) پھر ٹیک لگا کر

بیٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے تو دھو ڈالیں وضو اور غسل کا اعادہ نہ کریں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں۔ (بہار شریعت حصہ ۴ ؍صفحہ ۱۳۳)

غسل کے وقت ان باتوں کا خاص خیال رکھیں۔

(۱) ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت لہذا سنت کے مطابق غسل دیں،

(۲) مرد ہو یا عورت پردہ سے نہلائیں نہلانے والا معتمد شخص ہو جو پوری طرح سنت کے مطابق غسل دے سکے۔ (فتاوی عالمگیری، باب الجنائز فصل ثانی صفحہ ۱۵۸)

(۳) اگر کوئی عیب میت میں دیکھے تو اس کو ظاہر نہ کرے اور اچھی بات دیکھے تو لوگوں میں ذکر کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اُذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ ''۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کی نیکیوں کا چرچا کرو اور ان کی برائیوں سے چشم پوشی کرو۔ (ترمذی جلد اول ابواب الجنائز صفحہ ۱۲۱، مشکوۃ باب مشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الثانی صفحہ ۱۴۷)

(۴) میت کو غسل دیتے وقت خوشبو سلگا لیں تاکہ کسی بدبو کے ظاہر ہونے کی وجہ سے نہلانے والا اور اس کا مددگار سست نہ ہو جائے۔ (فتاوی عالمگیری، جلد اول باب الجنائز فصل ثانی صفحہ ۱۵۸)

(۵) بقدر ضرورت اعضائے میت کی طرف نظر کریں بلا ضرورت کسی عضو کی طرف نہ دیکھیں۔

(۶) مرد کو مرد اور عورت کو عورت ہی غسل دیں البتہ چھوٹے بچہ کو عورت اور چھوٹی لڑکی کو مرد نہلا سکتا ہے۔ چھوٹے سے مراد یہ ہے کہ حد شہوت کو نہ پہونچے ہوں اس کا اندازہ لڑکوں میں ۱۲ ؍سال اور لڑکیوں میں ۹ ؍سال ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۴۰)

البتہ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جب کہ غسل دینے کا صحیح طریقہ جانتی ہو لیکن مرد اپنی عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔ (فتاوی عالمگیری جلد اول، باب الجنائز فصل ثانی صفحہ ۱۵۹)

(۷) میت کو غسل دینے کے لئے نیا گھڑا یا لٹی لانے کی ضرورت نہیں گھر کے استعمال کئے ہوئے برتن سے غسل دے سکتے ہیں بعض جگہ میت کو غسل دینے کے بعد برتن توڑ کر پھینک دیتے ہیں یہ ناجائز وحرام ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۳۸ وفتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۷۶/ قدیم)

(۸) غسل دینے میں ناک، منھ، میں پانی نہ ڈالا جائے اگرچہ حالت جنابت میں انتقال ہوا ہو۔ (فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۷/ قدیم) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کون کون لوگ غسل دے سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا مرد کو عورت یا عورت کو مرد غسل دے سکتا ہے؟ نیز نابالغ لڑکے یا لڑکیوں کو اور مخنث کو کون کون غسل دے سکتا ہے؟ **المستفتی:۔محمد کلیم**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مرد کو مرد اور عورت کو عورت ہی غسل دیں البتہ چھوٹے بچہ کو عورت اور چھوٹی لڑکی کو مرد نہلا سکتا ہے۔چھوٹے سے مراد یہ ہے کہ حد شہوت کو نہ پہونچے ہوں اس کا اندازہ لڑکوں میں ۱۲؍سال اور لڑکیوں میں ۹؍سال ہے ایسا ہی بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۴۰/ پر ہے؟

البتہ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جب کہ غسل دینے کا صحیح طریقہ جانتی ہو لیکن مرد اپنی عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔یونہی خنثیٰ مشکل (وہ ہجڑہ جو نہ مرد کی علامت رکھتا ہو نہ عورت کی اس) کا انتقال ہوا تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جائے اور اگر تیمم کرانے والا اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑہ لپیٹ لے اور کلائیوں پر نظر نہ کرے، یوں ہی خنثیٰ مشکل کسی مرد یا عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔جنب یا حیض والی عورت میت کو غسل نہ دے کہ مکروہ ہے اور بے وضو میت کو غسل دینے میں کوئی حرج نہیں۔ایسا ہی عالمگیری جلد اول فصل ثانی ص ۱۶۰/ پر ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(میت کی موئے زیر ناف صاف کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض جگہوں پر میت کے موے زیر ناف کو لوگ دور کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور کرتے بھی ہیں تو کیا شرعاً درست ہے؟ **المستفتی:۔** عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت کے موے زیر ناف کو دور کرنا ناجائز وگناہ ہے کہ بغیر ستر غلیظ کے دیکھے اور چھوے یہ کام ممکن نہیں اور بلا وجہ شرعی تو زندوں کے ستر غلیظ کو دیکھنا اور چھونا حرام ہے تو مردوں کے ستر غلیظ کو دیکھنا اور چھونا اور سخت حرام ہوگا۔

سرکار تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری بریلوی ازہری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں موے زیر ناف میت کے کاٹنا جائز نہیں کہ یہ کام ستر کو دیکھے یا چھوے بغیر ناممکن ہے اور بے ضرورت ستر چھونا حرام۔(فتاوی تاج الشریعہ،ج:۴ص:۴۶۱)واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ

محمد معراج احمد قادری

(میت کو غسل دینے کے لئے نیا بالٹی ہونا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کو غسل دینے کے لئے پرانے جگ اور بالٹی سے غسل دے سکتے ہیں یا نیا لانے کی ضرورت ہے؟ نیز بعد غسل اس برتن کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ شرافت علی جموکشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت کو غسل دینے کے لئے نیا گھڑا بالٹی لانے کی ضرورت نہیں گھر کے استعمال کئے ہوئے برتن سے غسل دے سکتے ہیں بعض جگہ میت کو غسل دینے کے بعد برتن توڑ کر پھینک دیتے ہیں یہ ناجائز وحرام ہے۔ایسا ہی بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۳۸ وفتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۷۶/ پر ہے۔

یونہی بعض لوگ میت کو غسل دینے کے بعد خود کو نجس سمجھتے ہیں یہ ان کی جہالت ہے کہ میت کو غسل دینے والے پر غسل واجب نہیں ہوتا۔ایسا ہی حبیب الفتاویٰ جلد اول کتاب الجنائز صفحہ ۵۴۳ / پر ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(خنثیٰ مشکل کو غسل کون دیگا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خنثیٰ مشکل کا انتقال ہوجائے تو اسے کون غسل دے مرد یا عورت؟ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی**:۔محمد دستگیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خنثیٰ مشکل (یعنی جس میں مرد اور عورت دونوں کی علامتیں پائیں جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت) کا انتقال ہوا تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جائے تو تیمم کرانے والا اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور کلائیوں پر نظر نہ کرے یونہی خنثیٰ مشکل کسی مرد یا عورت کو غسل نہیں دے سکتا ہے خنثیٰ مشکل چھوٹا بچہ ہو تو اسے مرد بھی نہلا سکتا ہے اور عورت بھی یونہی عکس۔

فتاوی عالمگیری میں ہے "والخنثی المشکل المراھق لا یغسل رجلا ولا امرأۃ ولم یغسلھا رجل ولا امرأۃ و یتمم وراء ثوب" یعنی بالغ خنثیٰ مشکل نہ کسی مرد کو غسل دے گا نہ عورت کو اور اسی طرح مرد اور عورت خنثیٰ مشکل کو غسل نہیں دے سکتے بلکہ کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائیں گے۔

(فتاوی عالمگیری جلد ا ص ۱۷۶، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، دار الکتب العلمیہ بیروت)

بہار شریعت میں ہے کہ خنثیٰ مشکل کا انتقال ہوا تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جائے، اور تیمم کرانے والا اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور کلائیوں پر نظر نہ کرے، یوہیں خنثیٰ مشکل کسی مرد یا عورت کو غسل نہیں دے سکتا، خنثیٰ مشکل چھوٹا بچہ ہو تو اسے مرد بھی نہلا سکتے ہیں اور عورت بھی یونہی برعکس۔(بہار شریعت، ج ا ص ۸۱۴ مطبوعہ دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمعیلی

(بیوی کو غسل وکفن دینے وجنازہ اٹھانے کا مسئلہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شوہر اپنے بیوی کو غسل دے سکتا جنازہ پڑھ سکتا قبر میں اتار سکتا کاندھا دے سکتا؟ پوسٹ ہو تو ارسال کریں مہربانی ہوگا۔

المستفتی:۔مولانا محمد ریحان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیوی اگر مرجائے تو شوہر اسے نہ نہلا سکتا ہے نہ اسکے بدن کو بلا حائل چھو سکتا ہے البتہ دیکھنے کی ممانعت نہیں عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منھ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے البتہ نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل (ہاتھ پر کپڑا وغیرہ بندھانہ ہو) ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے (بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۲ اسلامی ۸ھکذا فی فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۹۶) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(کفن پہنانے کا طریقہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کو کفن پہنانے کا طریقہ کیا ہے؟ آسان لفظوں میں بیان فرمائیں **المستفتی:۔** انجم القادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں پھر کفن یوں بچھائیں۔

مرد کو کفن پہنانے کا طریقہ: ۔یہ ہے کہ پہلے سب سے بڑی چادر یعنی لفافہ پھر اِزار یعنی تہبند پھر قمیص یعنی کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں۔پھر داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور ماتھے ناک ہاتھ گھٹنے اور قدم پر کافور لگائیں۔پھر سینہ پر داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے کلمہ شریف لکھیں اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں۔(بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اسکی وصیت کی تھی انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر کلمہ اور بسم اللہ شریف لکھ دیا گیا پھر کسی نے انھیں خواب میں دیکھا حال پوچھا کہا جب میں قبر میں رکھا گیا عذاب کے فرشتے آئے فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ لکھا دیکھا تو کہا کہ تو عذاب سے بچ گیا) پھر کفنی پہنائیں پھر ازار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے کہ داہنا اوپر رہے پھر لفافہ یعنی چادر لپیٹیں پہلے بائیں پھر داہنی جانب سے پھر سر اور پیر کی جانب باندھ دیں اور کمر پر بھی باندھ دیں تا کہ کھلنے کا اندیشہ نہ رہے۔

عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ: ۔یہ ہے کہ سب سے پہلے سینہ بند پھر بڑی چادر یعنی لفافہ پھر اِزار یعنی تہبند

پھر اوڑھنی، پھر قمیص یعنی کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں۔ پھر مرد کی طرح تمام بدن پر خوشبو ملیں اور ماتھے ناک ہاتھ گھٹنے اور قدم پر کافور لگائیں۔ پھر سینہ پر داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے کلمہ شریف لکھیں اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں، پھر قمیص پہنائیں، پھر اسکے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے او پر سینہ پر ڈالدیں ، پھر اوڑھنی نصف (آدھے) پشت (پیٹھ) کے نیچے سے سر پر لاکر منھ پر مثل نقاب ڈالدیں کہ سینہ تک رہے اوڑھنی کی لمبائی آدھے پیٹھ سے لیکر سینہ تک اور چوڑائی ایک کان کے لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے، پھر ازار پہنائیں پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف پھر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لاکر باندھ دیں۔

(بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۴۱، ۱۴۲)

نوٹ:۔(۱) اکثر جگہوں پر دیکھا گیا ہے کہ عورتوں کے لئے پہلے چادر بچھاتے ہیں پھر سینہ بند یہ بھی درست ہے۔

(۲) بعض لوگ میت کے سر میں یا داڑھی میں کنگھا کرتے ہیں، ناخن تراشتے ہیں یہ ناجائز ہے اور اگر ناخن یا بال تراش لئے ہوں تو کفن میں رکھدیں۔

(۳) میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کُفّار کا طریقہ ہے بعض جگہ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی منع ہے۔

(۴) بعض لوگ عورت کو اوڑھنی زندگی کی طرح اوڑھاتے ہیں یہ خلاف سنت ہے ۔

(۵) میت کی پیشانی یا سینہ پر روشنائی وغیرہ سے بسم اللہ یا کلمہ وغیرہ لکھنا منع ہے۔ ایسا ہی بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۳۸/ پر ہے۔

مسئلہ:۔ عورت کی پیشانی وسینہ پر بسم اللہ وکلمہ محارم میں سے کوئی لکھ سکے تو لکھے اجنبی کو نہ لکھنا چاہئے۔ ایسا ہی فتاویٰ امجدیہ جلد اول صفحہ ۳۶۷/ پر ہے۔

(۶) بعض لوگ مردے کو سرمہ لگاتے ہیں نہ لگائے کہ مردوں کو سرمہ لگانا منع ہے۔ ایسا ہی حبیب الفتا

وی جلد اول صفحہ ۵۴۵ / و مراۃ المناجیح جلد دوم صفحہ ۴۵۶ / پر ہے ۔

(۷) کپڑہ پہنانے کے بعد میت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے خواہ نماز جنازہ سے پہلے ہو یا بعد میں ۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کفن میں کتنا کپڑا سنت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرد و عورت کے کفن میں کتنا کپڑا ہونا چاہئے؟ اور سنت کپڑا کتنا ہے ہر ایک کپڑے کی تعریف کیا ہے؟ یعنی لمبائی چوڑائی کتنی ہونی چاہئے؟

المستفتی:۔محمد سہیل دیوریا یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کفن کے تین درجے ہیں (۱) ضرورت (۲) کفایت (۳) سنت۔

(۱) ضرورت: مرد و عورت دونوں کے لئے یہ کہ جو میسر آئے اور کم از کم اتنا تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے

(۲) کفن کفایت: مرد کے لئے دو کپڑے ہیں (۱) لفافہ (۲) ازار۔ اور عورت کے لئے تین کپڑے ہیں (۱) لفافہ (۲) ازار (۳) اوڑھنی یا لفافہ قمیص اوڑھنی۔

(۳) کفن سنت: مرد کے لئے تین کپڑے ہیں (۱) لفافہ (۲) اِزار (۳) قمیص۔ اور عورت کے لئے پانچ کپڑے ہیں (۱) لفافہ (۲) اِزار (۳) قمیص (۴) اوڑھنی (۵) سینہ بند۔

(۱) لفافہ: یعنی چادر جسکی لمبائی میت کے قد سے اتنا زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھا جا سکے۔

(۲) اِزار، یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جو بندش کے لئے زیادہ تھی۔

(۳) قمیص: یعنی کفنی گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک آگے پیچھے دونوں طرف برابر ہو (بعض لوگ پیچھے کم رکھتے ہیں یہ جہالت ہے) مرد کی کفنی مونڈھے کی طرف چیریں اور عورت کی سینہ کی طرف۔

(۴) اوڑھنی: تین ہاتھ یعنی ڈیڑھ گز (۵۴ چوّن اِنچ) کی ہونی چاہئے۔

(۵) سینہ: بند سینہ سے ناف تک ہو بہتر یہ ہے کہ ران (جانگھ) تک ہو۔

نوٹ:۔(۱) چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑہ اور لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں، اگر چہ ایک دن کا بچہ ہو۔(بہار شریعت ح ۴ ص ۱۴۰)

(۲) جو نابالغ حد شہوت کو پہونچ گیا ہو وہ بالغ کے حکم میں ہے حد شہوت لڑکوں میں یہ ہے کی اس کا دل عورتوں کی طرف رغبت کرے اور لڑکی میں یہ کہ اسے دیکھ کر مرد کو اس کی طرف میلان پیدا ہو۔ اور اس کا اندازہ لڑکوں میں ۱۲ رسال اور لڑکیوں میں ۹ رسال ہے۔(بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۴۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کفن کس رنگ کا اور کیسا ہونا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کفن کس رنگ کا ہونا چاہئے اور کس طرح؟ کیا پرانا کپڑا کفن میں دے سکتے ہیں؟ **المستفتی**:۔رجب علی کلکتہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو کپڑا زندگی میں پہننا جائز ہے اس کا کفن دینا بھی جائز ہے اور زندگی میں جس کا پہننا جائز نہیں اس کا کفن بھی جائز نہیں، نیا اور پرانا کپڑا دونوں کا حکم ایک ہے (بشرط کی پرانا کپڑا دھلا صاف ہو)

(فتاوی عالمگیری جلد اول باب الجنائز فصل ثالث صفحہ ۱۶۱)

لیکن افضل یہ ہے کہ کفن نیا اچھا اور سفید ہو، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے"عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحَسِنْ كَفَنَهُ"، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو چاہئے کہ اچھا کفن دے۔(مسلم، جلد اول کتاب الجنائز صفحہ ۳۰۶ مشکوۃ باب غسل المیت وتکفینہ الفصل الاول صفحہ ۱۴۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ مُردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے ہیں اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے ہیں یعنی خوش ہوتے ہیں "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَ كَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ"، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ تمہارے کپڑوں میں سے اچھا کپڑا ہے اور سفید کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفنایا

کرو۔(ترمذی جلداول ابواب الجنائزصفحہ ۱۱۸؍مشکوۃ باب غسل المیت وتکفینہ الفصل الثانی صفحہ ۱۴۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(میت کے سینہ یا پیشانی پر بسم اللہ یا دعا لکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کے سینہ یا پیشانی پر دعا لکھنا یا کسی پرچہ میں لکھ کر رکھنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔شیر علی حشمتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پیشانی یا سینہ پر انگلی سے بسم اللہ یا دعا لکھنا جائز ہے یونہی کسی پرچہ پر لکھ کر رکھنے میں بھی حرج نہیں ہے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں سینہ پر داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے کلمہ شریف لکھیں اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں۔(بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اسکی وصیت کی تھی انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر کلمہ اور بسم اللہ شریف لکھ دیا گیا پھر کسی نے انھیں خواب میں دیکھا حال پوچھا کہا جب میں قبر میں رکھا گیا عذاب کے فرشتے آئے فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ لکھا دیکھا تو کہا کہ تو عذاب سے بچ گیا۔(بہار شریعت ح ۴ /کفن کا بیان)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس دعا کو پرچہ پر لکھ کر میت کے سینے پر کفن کے نیچے رکھ دے اسے عذاب قبر نہ ہو نہ منکر نکیر نظر آئیں اور وہ دعا یہ ہے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ (فتاوی فقیہ ملت جلد اول کتاب الجنائز صفحہ ۲۸۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(عورت کوکفن پہنانے کا طریقہ کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کو کتنے کفن دئے جائیں گے نیز پہنانے کا طریقہ کیا ہے؟ **المستفتی:۔محمد رجب علی قادری فیضی اترولوی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت کے لئے پانچ کپڑے ہیں (۱) لفافہ (۲) ازار (۳) قمیص (۴) اوڑھنی (۵) سینہ بند۔

کفن پہنانے کا احسن طریقہ یہ ہے میت کو غسل دینے کے بعد بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک بار یا تین بار یا پانچ بار یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں پھر کفن یوں بچھائیں کہ سب سے پہلے سینہ بند پھر بڑی چادر یعنی لفافہ پھر ازار یعنی تہبند پھر اوڑھنی۔پھر قمیص یعنی کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں۔پھر مرد کی طرح تمام بدن پر خوشبو ملیں اور ماتھے ناک ہاتھ گھٹنے اور قدم پر کافور لگائیں پھر سینہ پر داہنے ہاتھ کی انگلی سے کلمہ شریف لکھیں اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں پھر قمیص پہنائیں پھر اس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں پھر اوڑھنی نصف (آدھے) پشت (پیٹھ) کے نیچے سے سر پر لا کر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ تک رہے اوڑھنی کی لمبائی آدھے پیٹھ سے لیکر سینہ تک اور چوڑائی ایک کان کی لو سے دوسرے کی لو تک ہے۔پھر ازار پہنائیں پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے پھر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھ دیں۔(بہار شریعت جلد اول۔حصہ چار صفحہ نمبر ۱۴۱/۱۴۲)

اکثر جگہوں پر دیکھا گیا ہے کہ عورتوں کے لئے پہلے چادر بچھاتے ہیں پھر سینہ بندیہ بھی درست ہے ۔(ماخوذ از بستر علالت سے قبر تک صفحہ نمبر ۵۱/۵۲)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(ایک دن کے بچے کا کفن کس طرح ہونا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر ایک دن کے لڑکے کا انتقال ہو جائے تو اس کے کفن میں کتنا کپڑا دیا جائے گا؟ **المستفتی**:۔اکرام رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ردالمحتار وغیرہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: کہ جو نابالغ حد شہوت کو پہنچ گیا وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو کفن میں جتنے کپڑے دئے جاتے ہیں اسے بھی دیے جائیں، اور اس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اور لڑکے کو بھی دو کپڑے دیے جائیں تو اچھا ہے، اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگر چہ ایک دن کا بچہ ہو۔(بہار شریعت حصہ ۴، صفحہ ۸۱۹ / دعوت اسلامی)

ایسا ہی امام عشق ومحبت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی کتاب بے مثال فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، صفحہ ۱۰۰، رضا فاؤنڈیشن، میں مرقوم ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمٰعیلی

(مردے کے سر میں کنگھا کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب کوئی انتقال ہو جاتا ہے اور اس کو غسل دینے کے بعد تجہیز وتکفین کے وقت مردے کے بالوں میں کنگھی کرنے لگتے ہیں یعنی میت کے سر میں کنگھی کرنے لگتے ہیں تو کیا یہ درست ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔محمد اسیر رضوی دیناچپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت کے سر میں کنگھی کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ میت کو بلا وجہ کی تکلیف دینا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنی میت کے سر میں کنگھی کر سکتے ہیں تو آپ ﷺ نے منع فرمایا اور فرمایا کہ کیوں اپنی میت کو تکلیف پہنچاتے ہو۔(ماخوذ از فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(سمندر میں انتقال ہو جائے تو غسل وکفن کس طرح دے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی پانی والے جہاز سے سفر کرے اور بیچ دریا میں کسی کا انتقال ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ یعنی کس طرح کفن وغیرہ دیں کیوں وہاں کفن نہیں رہتا اور اگر کوئی جنازہ پڑھانے والا نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ نیز غسل کس طرح دیا جائے یا پانی میں ڈالنے سے غسل ہو جائے گا؟ اور اگر کوئی نہ غسل دے نہ ہی کفن اور نہ ہی نماز جنازہ پڑھے بلکہ یونہی دریا میں ڈال دے تو اس پر کیا حکم ہے؟ **المستفتی:۔جعفر علی گجرات**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چونکہ میت کو غسل دینا، کفن پہنانا، نماز جنازہ پڑھنا، دفن کرنا فرض کفایہ ہے اس لئے وہاں بھی یہ عمل کیا جائے گا۔ ہاں اگر جہاز میں پانی نہ ہو یا سمندر سے پانی نکالنے کا برتن نہ ہو یا جہاز میں نہلانے کی جگہ نہ ہو تو غسل کی نیت سے میت کو دو تین حضرات پکڑ کے سمندر میں ڈال کر ہلا دیں غسل ہو جائے گا ۔پھر کفن پہنا دیں اگر سنت طریقہ سے میسر ہو تو ٹھیک ہے ورنہ ایک لباس جو سر سے لیکر پیر تک ڈھک جائے کافی ہے اگر چہ سفید نہ ہو بلکہ کلر میں ہو۔اور اگر اس قدر نہ ہو مثلا اتنا لمبا لباس نہیں ہے بلکہ تہبند وغیرہ ہے کہ اگر سر چھپایا جائے تو نیچے سے کھل جائے اور اگر کمر کے نیچے سے پہنا جائے تو سر کی طرف کھل جائے گا تو ایسی صورت میں ناف سے لیکر ٹخنوں چھپا دیں۔

پھر نماز جنازہ ادا کریں۔ چونکہ نماز جنازہ میں دو رکن ہیں اول قیام دوم چار تکبیریں۔اس لئے اتنا کوئی بھی کرسکتا یعنی اگر کسی کو مکمل طریقہ نہیں معلوم ہے تو نیت کر کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ ناف کے نیچے

باندھ لے اگر نیت بھی زبان سے نہیں کہہ سکتا تو نماز جنازہ کی نیت دل میں کرے اور اللہ اکبر کہکر ہاتھ باندھ لے۔ پھر ثناء پڑھے نہ یاد ہو تو ثناء کی نیت سے صرف الحمدللہ کہکر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے یعنی دوسری تکبیر۔ پھر جو بھی درود یاد ہو پڑھ لے یا صرف اللھم صلی علی محمد ﷺ کہکر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے یعنی تیسری تکبیر پھر دعا کی نیت سے اللھم غفرلی کہہ کر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر یعنی چوتھی تکبیر کہے پھر دونوں ہاتھ چھوڑ کر پہلے داہنے پھر بائیں سلام پھر دے۔

اور اگر اتنا بھی نہ ہو سکے تو اللہ اکبر کہکر نیت باندھ لے پھر تین تکبیر اور کہے کہ مکمل چار تکبیر ہو جائے اور ایک تکبیر سے دوسری تکبیر کے درمیان تین بار سبحان اللہ یا الحمد یا اللہ اکبر جو بھی چاہے پڑھ لے پھر سلام پھیر دے۔ چونکہ سمندر ہے اس لئے دفن کر نہیں سکتے اس لئے جس قدر ہو سکے آسانی سے اٹھا کر سمندر میں ڈال دیں۔ (ماخوذ از عامہ کتب فقہ)

اور اگر کسی نے ایسا نہ کیا یعنی نہ غسل دیا نہ ہی کفن اور نہ ہی نماز جنازہ ہوئی تو اس جہاز میں جتنے تھے سب کے سب گنہگار ہوئے ان سب پر توبہ لازم ہے اور ساتھ ہی ساتھ صدقات وخیرات کریں کہ نیکیاں قبول توبہ میں معاون ہیں۔ اور یہ خیال کرنا کہ ہم جاہل ہیں علم نہیں تھا اس لئے ایسا کئے یہ بروز حشر قابل قبول نہ ہوگا بلکہ اس کا گناہ الگ ہوگا کیونکہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے" قال النبی ﷺ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم "علم کا سیکھنا ہر مسلمان فرض ہے۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۳۴)

اسی صفحہ حاشہ نمبر ۱۱ پر ہے (قولہ) فریضۃ علیٰ کل مسلم ای ومسلمه کمافی الروایۃ والمراد بالعلم بوحدانیته ونبوۃ رسوله و کیفیۃ الصلوۃ فان تعلمه فرض عین یعنی علم سے مراد وہ علم ہے جو ہر مسلمان پر ہر وقت ضروری ہے اللہ تعالی کی ذات وصفات کو پہچاننا انبیاء کرام کی نبوت کو جاننا اور پھر احکام نماز روزہ زکوۃ وغیرہم کو جاننا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ بریلوی

(میت کے پیشانی پر کلمہ شریف لکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا مردے کی پیشانی پر پہلا کلمہ لکھنا چاہیئے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔** محمد جابر علی گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مردے کی پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھے اور سینے پر کلمہ طیبہ لکھے جس کی وجہ سے مردے کی مغفرت کی امید ہے جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ درمختار کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ درمختار میں کفن پر عہد نامہ لکھنے کو جائز کہا ہے اور فرمایا کہ اس سے مغفرت کی امید ہے اور میت کے سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا جائز ہے ایک شخص نے اس کی وصیت کی تھی انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھدی گئی پھر کسی نے انھیں خواب میں دیکھا حال پوچھا کہا جب میں رکھا گیا عذاب کے فرشتے آئے فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھی دیکھی کہا تو عذاب سے بچ گیا یوں بھی ہوسکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمہ طیبہ لکھیں مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۱۶۰)

اور اگر عورت کی پیشانی پر لکھنا ہو تو محارم میں سے کوئی لکھیں اجنبی مرد نہ لکھیں۔(بستر علالت سے قبر تک کفن پہنانے کا طریقہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(غسل کے بعد نجاست نکلی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مردہ کو غسل دیا اس کے بعد کفن پہنا دیا پھر نجاست نکل گئ اور صاف بھی نہ کی تو کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا **المستفتی۔** عبد اللہ قادری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت کے نہلانے کے بعد اگر کفن پہنانے سے پہلے نجاست نکلے تو دھو دیا جائے اور کفن پہنا دینے کے بعد اگر نجاست نکلے تو دھونے کی حاجت نہیں ۔میت کو پاک وصاف کفن دینے کا حکم ہے۔ پاک کفن دینے کا مطلب یہ ہے کہ میت کو پہنانے تک پاک صاف ہو اس کے بعد نجاست نکلے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ۔فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں بدن پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اُسے غسل دیا گیا ہو یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم کرایا گیا ہو اور کفن پہنانے سے پیشتر اُسکے بدن سے نجاست نکلی تو دھو ڈالی جائے اور بعد میں خارج ہوئی تو دھونے کی حاجت نہیں اور کفن پاک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ پاک کفن پہنایا جائے اور بعد میں اگر نجاست خارج ہوئی اور کفن آلودہ ہوا تو حرج نہیں ۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۸۳۲ المکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی) وھو سبحانہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

العبد ابو الفیضان محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(کیا بیوی شوہر کو غسل دے سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا کہنا ہے کہ اگر کسی کا شوہر کا انتقال ہو جائے تو اس کی بیوی غسل دے سکتی ہے اپنے شوہر کو اور بکر کا کہنا ہے کہ اس کی بیوی غسل نہیں دے سکتی ہے کیا صحیح ہے جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔** محمد نوازش علی سمستی پور بہار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بکر کا کہنا غلط ہے بعد وفات بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جب کہ کوئی وجہ مانع جواز غسل نہ ہو (مثلا بائن ہوگی ہو، یا شوہر کے لڑکے یا باپ کو شہوت سے چھوا یا بوسہ لیا، یا معاذ اللہ مرتد ہوگئی وغیرہ) حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں عورت جب تک عدت میں ہے شوہر مردہ کا بدن چھو سکتی ہے اسے غسل دے سکتی ہے جبکہ اس سے پہلے بائن نہ ہو چکی ہو لبقاء النکاح فی حقها بالعدۃ نص علی ذٰلك فی تنویر الابصار والدر المختار وغیرهما من معتمدات الاسفار اس لئے کہ عدت کی وجہ سے عورت کے حق میں اس کا نکاح باقی رہتا ہے چنانچہ تنویر الابصار اور درمختار اور ان کے علاوہ دیگر متعدد بڑی کتب میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ (فتاوی رضویہ جدید جلد،۲۲ ص ۲۳۴)

حضور صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جب کہ موت سے پہلے یا بعد کوئی ایسا امر نہ واقع ہوا ہو جس سے اس کے نکاح سے نکل جائے، مثلاً شوہر کے لڑکے یا باپ کو شہوت سے چھوا یا بوسہ لیا یا معاذ اللہ مرتد ہوگئی، اگر چہ غسل سے پہلے ہی پھر مسلمان ہوگئی کہ ان وجوہ سے

نکاح جاتا رہا اور اجنبیہ ہوگئی لہذا غسل نہیں دے سکتی (بہار شریعت حصہ چہارم، میت کے نہلانے کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عسجد رضا نظامی پورنوی عفی عنہ

(خاتون جنت کو غسل کس نے دیا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خاتون جنت کو غسل میت کس نے دیا تھا؟

المستفتی:۔غلام سمنانی گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایک قول کے مطابق سیدہ طیبہ طاہرہ خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کو وصال فرمانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی پیاری زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا جیسا کہ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ حضرت ابوبکر صدیق نے غسل دیا ان کے ساتھ مدد کے لئے حضرت بیبی سلمی موجود تھیں (مرآۃ المناجیح جلد ہشتم صفحہ ۳۹۳) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(کفن میں عمامہ دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کو کفن میں عمامہ دینا کیسا ہے؟ یعنی کفن میں عمامہ شریف میت کو باندھا تو سنت سے زائد کفن ہوا؟ **المستفتی:** غلام مرسلین ثقلین بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مرد میت کے لئے سنت کفن میں تین ہی کپڑے ہیں ازار قمیص لفافہ لیکن کفن میں عمامہ کی زیادتی کو فقہاء متاخرین نے سادات وعلماء ومشائخ عظام کے لیے جائز و مستحسن فرمایا ہے ہاں عوام کے لئے مکروہ ہے! مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں ہے مشائخ علماء صوفیاء کے کفن میں عمامہ دینا مستحب ہے۔(جلد دوم صفحہ ۴۵۵/مطبوعہ ادبی دنیا دھلی)

فتاوی ہندیہ میں ہے "وَلَيْسَ فِي الْكَفَنِ عِمَامَةٌ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَفِي الْفَتَاوَى اسْتَحْسَنَهَا الْمُتَأَخِّرُونَ لِمَنْ كَانَ عَالِمًا وَيُجْعَلُ ذَنَبُهَا عَلَى وَجْهِهِ بِخِلَافِ حَالِ الْحَيَاةِ كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ" ظاہر روایت کے بموجب کفن میں عمامہ نہیں اور فتاوی میں ہے متاخرین نے عالم کے واسطے عمامہ کو مستحسن کہا ہے اور برخلاف اس کی حالت حیات کے شملہ منہ پر رکھ دیں یہ جوہرہ میں لکھا ہے۔(فتاوی ھندیہ ج ۱ ص ۱۶۰/مطبوعہ مصر)

اور حضور صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں اور کفنی میں عمامہ ہونا علماء ومشائخ کیلئے جائز عوام کیلئے مکروہ ہے۔(فتاوی امجدیہ ۱/۳۶۷ مطبوعہ امجدیہ دھلی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معراج رضوی

(کفن پر سیاہی سے عہد نامہ لکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کفن پر سیاہی سے عہد نامہ لکھنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟ **المستفتی**:۔عبدالوحید عطاری، پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کفن پر کلمات مقدسات مثلاً کلمہ طیبہ، عہد نامہ، یا کوئی دعا وغیرہ لکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ بغیر روشنائی کے شہادت کی انگلی سے لکھا جائے۔ امام ابوعبداللہ محمد بن علی الحکیم الترمزی (المتوفی ۳۶۰ ہجری) نوارد الاصول میں نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "من کتب هذا الدعاء جعله بین صدر المیت و کفنه فی رقعة لم ینله عذاب القبر ولا یری منکرا و نکیرا وهو هذا لا إله إلا الله و الله اکبر لا اله الا الله وحده لا شریك له لا اله الا الله له الملك و له الحمد لا اله الا الله ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم"۔ یعنی جو یہ دعا کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ و کفن کے درمیان رکھ دے اسے عذاب نہ ہوگا اور نہ منکر نکیر نظر آئیں گے اور وہ دعا یہ ہے: لا اله الا الله والله اکبر لا اله الا الله وحده لا شریك له لا اله الا الله له الملك وله الحمد لا اله الا الله ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم (ماخوذ از میت کے احکام ص ۸۸)

نیز درمختار میں ہے: کتب علی جبهة المیت أو عمامته أو کفنه عهد نامه یرجی أن یغفر الله للمیت، أوصی بعضهم أن یکتب فی جبهته وصدره بسم الله

الرحمٰن الرحیم یعنی میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا گیا تو امید ہے کہ اللہ عزوجل میت کی بخشش فرمادے گا۔ بعض علماء نے اس کی وصیت فرمائی کہ ان کے سینے اور پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا جائے۔ (درمختار مع ردالمحتار، باب صلاۃ الجنازۃ ص ۱۲٤ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمٰعیلی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۔ حَتّٰی زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے ۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا ۔ (سورہ تکاثر ۲)

جنازہ لے چلنے کا بیان

۱۵/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(میت کو کاندھا دینے کی فضیلت؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کو کاندھا دینا سنت ہے یا فرض؟اور اس پر کیا اجروثواب ہے؟نیز کاندھا دینے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ **المستفتی:۔شاکر علی راجستھان**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنازہ کو اٹھانا یعنی کاندھا دینا عبادت ہے اور سنت رسول ہے۔سرکار دوعالم ﷺ نے بھی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کا جنازہ اٹھایا ہے۔جنازہ کے ساتھ چلنا ثواب ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے "عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهُ حَتّٰى يُصَلِّیْ عَلَیْهَا وَیَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهُ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ كُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰی عَلَیْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ بِقِیْرَاطٍ"،حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حصول ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اس کی نماز پڑھے اور اسکے دفن سے فارغ ہو تو وہ دو قیراط ثواب لے کر واپس لوٹا جس میں ہر قیراط احد (پہاڑ) کے برابر ہے،اور جو شخص جنازہ کی نماز پڑھ کر واپس آجائے اور دفن میں شریک نہ ہو تو ایک قیراط کا ثواب لے کر واپس ہوتا ہے۔(بخاری جلد اول صفحہ ۱۷۷،مشکوۃ باب المشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الاول صفحہ ۱۴۴)

ایک دوسری حدیث میں ہے:عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَّحَمَلَهَا ثَلٰثَ مِرَارٍ فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْهِ مِنْ حَقِّهَا "،حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے اور اسے تین مرتبہ کندھا دے تو اس نے میت کا حق ادا کیا جو اس پر تھا۔ (رواہ ترمذی، مشکوٰۃ باب المشی بالجنازۃ والصلوٰۃ علیہا الفصل الثانی صفحہ ۱۴۶)

اور حضرت بزار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ بندہ کو بعد از وصال جو سب سے پہلے، جزا ملتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جنازہ میں شرکت کرنے والے تمام مسلمانوں کو رب بخش دیتا ہے۔ (نذہتہ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۳۰۳)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی جنتی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے جنازہ میں شامل ہونے والے، ساتھ چلنے والے یا اس کے لئے دعائے مغفرت کرنے والوں کو عذاب دینے پر اللہ تعالیٰ شرم فرمائے گا۔ (نذہتہ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۳۰۳)

سنت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں پھر یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کاندھا دیں اور ہر بار دس دس قدم چلیں اس طرح کہ پہلے داہنا سرہانا پھر دایاں پائنتی پھر بایاں سرہانا پھر بایاں پائنتی دس دس قدم تو کل چالیس قدم ہوئے حدیث شریف میں ہے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے کے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دئے جائیں گے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے تو اللہ تعالیٰ اس کی حتمی (یقیناً) مغفرت فرمائے گا۔ (بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۴۴)

نوٹ:۔ (۱) نماز جنازہ پڑھ کر مٹی دینے سے پہلے واپس آنا چاہے تو صاحب میت سے اجازت لے کر آئے۔ (عالمگیری جلد اول باب الجنائز) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جنازہ کے ساتھ کس طرح چلنا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنازہ کے ساتھ چلیں تو کیا کرنا چاہئے یعنی کیا پڑھنا چاہئے؟ بعض لوگ مردے کی برائی بیان کرتے رہتے ہیں کہ یہ ایسا تھا، یہ کرتا تھا، تو کیا یہ درست ہے؟ بعض لوگ ہنسی مذاق کرتے رہتے ہیں تو ان پر کیا حکم ہے؟ **المستفتی:**۔ذاکر علی گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب جنازہ کے ساتھ چلیں تو کلمہ، درود نعتیہ کلام وغیرہ کثرت سے پڑھتے رہیں کہ یہ جائز ہے ایسا ہی فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۹۷/ مطبوعہ رضا اکیڈمی پر تحریر ہے۔

میت کی برائی بیان کرنا یا گالی دینا ہرگز جائز نہیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے "عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوا بِاُخْرٰى فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سے روایت ہے فرمایا کہ لوگ جنازہ لے کر گزرے جس کی لوگوں نے اچھی تعریف کی تو حضور ﷺ نے فرمایا واجب ہوگئی، پھر دوسرا جنازہ لیکر گزرے جس کی لوگوں نے برائی کی حضور ﷺ نے فرمایا واجب ہوگئی حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا چیز واجب ہوگئی؟ حضور ﷺ نے فرمایا جس کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی اس کے لئے جہنم واجب ہوگئی تم لوگ زمین پر

خدائے تعالی کے گواہ ہو۔ (رواہ مسلم، مشکوۃ باب مشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الاول صفحہ ۱۴۵)

بخاری شریف میں ہے "عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ اَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ اَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلٰثَةٌ قَالَ وَثَلٰثَةٌ قُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْاَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان کی نیکی کی چار آدمی گواہی دیں گے اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا ہم نے عرض کیا اور تین؟ فرمایا اور تین بھی ہم نے عرض کیا دو؟ فرمایا دو بھی، پھر ہم نے حضور سے ایک کے بارے میں نہ پوچھا۔ (رواہ بخاری، مشکوۃ باب مشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الاول صفحہ ۱۴۵)

بخاری کی ایک دوسری حدیث ہے "عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ"۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مُردوں کو گالی مت دو۔ (بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب ماینہی من سب الاموات صفحہ ۱۸۷، مشکوۃ باب مشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الاول صفحہ ۱۴۵)

ابوداؤد شریف میں ہے "عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ"۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کی نیکیوں کا چرچا کرو اور ان کی برائیوں سے چشم پوشی کرو۔

(ابوداؤد، ترمذی جلد اول ابواب الجنائز صفحہ ۱۲۱، مشکوۃ باب مشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الثانی صفحہ ۱۴۷)

یونہی جنازہ کے ساتھ دنیا کی فضول باتیں کرنا یا ہنسی مذاق کرنا جائز نہیں ہے بلکہ موت واحوال واہوال قبر کو پیش نظر رکھیں۔ حدیث شریف میں ہے " عن يزيد بن عبيد الله عن بعض أصحابه قال: رأى عبد الله بن مسعود رجلا يضحك في جنازة فقال: أتضحك وأنت مع جنازة؟ والله لا أكلمك أبدا."ھب" حضرت یزید بن عبید اللہ اپنے بعض ساتھیوں سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نے کسی شخص کو جنازہ میں ہنستے دیکھا فرمایا کیا جنازہ

کے ساتھ ہوتے ہوئے تم ہنستے ہو؟ اللہ کی قسم (تا دبیا) میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ (کنز العمال، حدیث نمبر ۴۲۹۰۰) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(گھر والوں کے لئے میت کو روکنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ میت کو کسی رشتہ دار یا گھر والوں کے انتظار میں روکے رکھتے ہیں تو کیا یہ درست ہے؟ **المستفتی**:۔صادق علی بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت کو کسی رشتہ دار یا گھر والوں کے انتظار میں روکے رکھنا جائز نہیں ہے حدیث شریف میں ہے۔عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَاَسْرِعُوْا اِلٰى قَبْرِهٖ۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب کوئی مر جائے تو اسے روک نہ رکھو اس کی قبر تک جلدی پہونچاؤ۔(مشکوۃ باب دفن المیت الفصل الثالث صفحہ ۱۴۹)

اسی لئے فقہا نے منزل دینے کو مکروہ لکھا ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری مع خانیہ صفحہ ۱۶۲/ پر ہے "یکرہ منزل المیت "یعنی میت کو منزل دینا مکروہ ہے۔لہٰذا میت کو کسی کے لئے نہیں روکنا چاہئے ہاں اگر میت کا ولی ہو اور کہیں دوسری جگہ جس کو پہونچنے میں دو چار گھنٹہ لگے گا جیسا کہ عموما ہمارے یہاں لوگ شہروں میں رہتے ہیں اور ایسے موقعوں پر ہوائی جہاز کا سفر کرتے ہیں جو زیادہ سے زیادہ چار پانچ گھنٹہ میں پہونچ جاتے ہیں تو حرج نہیں ہے کہ عموما قبر تیار کرنے میں اتنا وقت چلا جاتا ہے ہاں اگر جنازہ تیار ہے تو اب کسی کے لئے نہیں روکنا چاہئے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(میت کے اوپر کپڑا ڈالنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کو کھاٹ میں لٹانے کے بعد اوپر سے کپڑہ ڈالتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ نیز اس کپڑے کو قبر کے اوپر ڈالنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔جان محمد اشرفی کچھوچھہ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت کو کھاٹ میں لٹانے کے بعد اوپر سے کپڑہ ڈالنا مستحب ہے مگر مرد میں نہ ڈالنا چاہئے ،چنانچہ اعلی حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں سُوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جنازۂ زناں (عورتوں کے جنازہ) پر چھتری یا گھوارہ بنا کر غلاف و پردہ ڈالنا مستحب ہے وماثور ہے اور ایسا ہی چاہئے اور جنازہ مرداں میں نہ اس کی حاجت نہ سلف سے عادت ہاں بارش یا دھوپ وغیرہ کی شدت سے بچانے کو بنائیں تو حرج نہیں ۔پھر ایک سطر بعد فرماتے ہیں کہ دوشالہ وغیرہ بیش بہا کپڑے ڈالنے سے اگر تفاخر مقصود ہو تو حرام ہے نہ کہ خالص معالہ میت اور اگر زینت مراد ہو تو مکروہ ہے ہاں تصدق منظور ہو تو وہ بیشک محمود ہے ۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ کتاب الجنائز صفحہ ۱۲۰)

قبر کے اوپر یا قبر کے اندر چٹائی ،کپڑا وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے ۔ایسا ہی فتاوی امجدیہ جلد اول صفحہ ۲۶۳/ پر ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جنازہ دیکھ کر کیا پڑھنا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنازہ دیکھ کر کیا پڑھنا چاہئے ؟(اناللہ وانا الیہ رجعون) یا اور کوئی دعا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنازہ کو دیکھ کر (اناللہ وانا الیہ رجعون) بھی پڑھ سکتے ہیں مگر بہتر دعا یہ ہے {لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ}

بیان کیا جاتا ہے کہ امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے کسی نے خواب میں دریافت کیا بعد از وصال آپ سے اللہ تعالی نے کیا سلوک فرمایا؟ آپ نے فرمایا ایک کلمہ کی برکت سے نجات مل گئی اور وہ کلمہ یہ ہے جسے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ جنازہ دیکھتے تو پڑھا کرتے تھے۔ {لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ} (نزہۃ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۳۰۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا مردے کے رونے کو جانور سنتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ مردہ کو جب دفن کرنے لیکر جاتے تو وہ روتا چلاتا ہے؟ اور جانور اس کے رونے کو سنتے ہیں؟ **المستفتی:۔اکبر علی قادری**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہاں زید ٹھیک کہتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةٍ قَالَتْ قَدِّمُوْنِي وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ" حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے پھر اسے لوگ اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے (جلدی) لے چلو۔اور اگر بدکار ہو تو اپنے گھر والوں سے کہتا ہے ہائے اِسے کہاں لے جاتے ہو اس کی آواز انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے اگر انسان سنے تو بے ہوش ہو جائے۔(رواہ بخاری۔مشکوۃ باب المشی باالجنازۃ الفصل الاول صفحہ ۱۴۴)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(منزل دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اکثر علاقوں میں جنازہ لے جاتے وقت بیچ راستے میں ایک جگہ رک جاتے ہیں (منزل لیتے ہیں) کیا یہ درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ محمد نوازش علی سمستی پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

منزل دینا مکروہ ہے فتاوی عالمگیری مع خانیہ صفحہ ۱۶۲/ پر ہے ''یکرہ منزل المیت'' چونکہ منزل دینے میں تاخیر ہوگی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازہ کو لے جانے میں جلدی کیا کرو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكُ سِوَى ذَلِكَ، فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنازہ لے جانے میں جلدی کیا کرو کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو تم اسے نیکی کی طرف پہنچانے میں جلدی کرو گے اور اگر نیک نہیں ہے تو تم شر کو جلد اپنی گردنوں سے اتار پھینکو۔(ابوداؤد/۳۱۸۱) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا شوہر بیوی کے جنازے کو کندھا دے سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر بیوی کا انتقال ہو جائے تو کیا شوہر بیوی کے جنازے کو کندھا دے سکتا ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔وارث قادری، بلیا یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شوہر اپنی بیوی کے جنازے کو بلا شبہ کندھا دے سکتا ہے۔صرف نہلا نہیں سکتا اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ نہیں لگا سکتا جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی تحریر فرماتے ہیں کہ عورت مر جائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے، نہ قبر میں اتار سکتا ہے اور نہ منہ دیکھ سکتا ہے، یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔(بہار شریعت جلد اول ح ۴ ص ۸۱۳ دعوت اسلامی)

اور سیدا علی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں کہ: جنازے کو محض اجنبی ہاتھ لگاتے، کندھوں پر اٹھاتے، قبر تک لے جاتے ہیں۔شوہر نے کیا قصور کیا ہے۔یہ مسئلہ جاہلوں میں محض غلط مشہور ہے۔ہاں شوہر کو اپنی زن مردہ کا بدن چھونا جائز نہیں۔دیکھنے کی اجازت ہے۔اجنبی کو دیکھنے کی بھی اجازت نہیں۔محارم کو پیٹ، پیٹھ اور ناف سے زانو تک کے سوا چھونے کی بھی اجازت ہے۔(فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد ۴، صفحہ ۹۶) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمعیلی

(کیا جنازہ کو چالیس قدم لے کر چلنا احادیث کریمہ سے ثابت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کو غسل کے بعد دفن کرنے سے پہلے چہل قدم یعنی میت اُٹھا کر چالیس قدم گنتے ہیں اس کا ثبوت کیا شریعت میں ہے اس کا کیا حکم ہے غیر مقلدین دیوبندی لوگ کہتے ہیں کہ اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے برائے مہربانی قرآن وحدیث سے مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔سجاد احمد جموں وکشمیر ضلع۔رام بن تحصیل گول گاؤں اندھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں حدیث شریف میں چالیس قدموں کا ذکر ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ حدیث کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چار پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ ہے کہ پہلے دہنے سرہانے کندھا دے پھر داہنی پائتی (پیچھے) پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے حدیث میں ہے جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور ایک حدیث میں ہے جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ تعالی اس کی حتمی (مستقل ومضبوط) مغفرت فرما دے گا۔(الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز صفحہ ۱۳۹/ بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۸۲۲/ ۸۲۳)

مگر دور حاضر میں ایسا ہوتا ہے کہ عوام کی کثرت کی وجہ سے لوگ چالیس قدم تو کیا دس قدم نہیں چل پاتے ایک بندہ جیسے ہی چار پائی کے ہینڈل کو اپنے کاندھے پر لیتا ہے پس وہ دو تین قدم نہیں چل

پا تا دوسرا لے لیتا ہے تو ایسا نہیں ہے کہ بندہ احادیث کی برکتوں سے محروم ہو جائے کیونکہ اللہ تعالی نیتوں کو دیکھتا ہے لہٰذا جیسی نیت ہوگی ویسا ہی اس کو اجر ملے گا حدیث میں ہے انما الاعمال بالنیات (بخاری شریف ج ۱) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(جنازہ لیکر چلنے میں بھی کیا قبلے کا احترام ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنازہ جس وقت لے کر جاتے ہیں اس وقت میت کے پیر قبلہ کی طرف ہوجاتے ہیں کیونکہ ہمارے گاؤں کے قبرستان مشرق میں ہیں اور بستی سمت مغرب ہے اس وجہ سے میت کے پیر قبلہ کی طرف ہوجاتے ہیں تو کیا اس میں قبلہ کی بے ادبی نہیں جب کہ قبلہ کا احترام ضروری ہے؟ **المستفتی**: محمد افروز رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنازے کے سرہانے کو آگے لے کر چلنے میں قبلہ کی بے ادبی نہیں ہے بلکہ پہلے سے مسلمانوں میں یہ طریقہ رائج رہا ہے کہ جس وقت جنازہ لے کر چلتے ہیں اس وقت جنازے کا سرہانا آگے رہتا ہے اور یہی حکم شرع ہے اور اس کے برعکس خلاف شرع ہے حضرت علامہ مفتی محمد خلیل احمد خاں قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حکم شرعی یہ ہے کہ جنازہ لے چلنے میں سرہانا آگے ہونا چاہیے تمام دنیا میں مسلمانوں کا اس پر عمل ہے اس کے برخلاف پاؤں آگے رکھنا حکم شرعی کی خلاف ورزی ہے ہم ایسی رسم کیوں رواں رکھیں جس سے طریق مسلمین کا خلاف لازم آئے قبلہ کو ہم بدل نہیں سکتے تو اس کے لئے حکم شرعی کیوں بدلیں شرع ہر حال میں حاکم ہے اس کی سنیں۔(احسن الفتاوی المعروف فتاوی خلیلیہ جلد اوّل صفحہ ۴۳۹ مکتبہ امجدیہ مٹیا محل دھلی) واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معراج رضوی براہی سنبھل یوپی الہند

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِہٖ (سورہ توبہ 84)

اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا (کنزالایمان)

نماز جنازہ کا بیان

۵۴/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(نماز جنازہ کاطریقہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ ادا کرنے کا طریقہ مع نیت ارسال فرمائیں

المستفتی:۔زین العابدین مشاہدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنازہ کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت کرے۔

نماز جنازہ کی نیت۔ نیت کی میں نے اس جنازہ کی نماز پڑھنے کی مع چار تکبیروں کے ثناء واسطے اللہ تعالیٰ کے درود واسطے حضور ﷺ کے دعاء واسطے اس میت کے پیچھے اس امام کے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کان کی لو تک لے جائے اور ناف کے نیچے لاکر باندھ لے (امام یہ نہ کہے کہ پیچھے اس امام کے) پھر ثناء پڑھے۔

ثناء۔ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَائُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ) پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود شریف پڑھے۔

درود شریف۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد۔) پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور بالغ مرد اور عورت کے لئے یہ دعا پڑھے۔

دعائے میت ۔اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثٰنَا ۔ اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَان) پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اس کے بعد فوراً سلام پھیر دے پہلے دائیں پھر بائیں طرف منہ پھیر کر کہے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

اگر پاگل ہو (جو بالغ ہونے سے پہلے پاگل ہوا ہو) یا نابالغ لڑکے کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّ جَعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّ مُشَفَّعاً ۔ اور اگر نابالغ لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَّجَعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً ۔

نوٹ:۔(۱) بعض لوگ ایک طرف سلام پھیرتے ہیں ایک ہاتھ کھولتے ہیں اور جب دوسری طرف سلام پھیرتے ہیں تو دوسرا ہاتھ کھولتے ہیں ایسا نہ چاہئے بلکہ چوتھی تکبیر کے بعد دونوں ہاتھوں کو کھول کر سلام پھیرا جائے ایسا ہی فتاویٰ امجدیہ جلد اول صفحہ ۳۱۷ و فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۸۲ / پر ہے۔

(۲) اگر جگہ ناپاک ہو یعنی وہاں نجاست ہو تو اس حالت میں جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھیں ایسا ہی فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۸۸ / پر ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جنازہ میں فرض، واجب، سنت کیا کیا ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ فرض ہے یا واجب؟ نیز اس میں کتنے فرض ہیں اور کتنے واجب وسنن؟ **المستفتی:۔** حافظ اشتیاق احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے یعنی کسی ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو گئے ورنہ جس جس کو خبر پہونچی تھی اور نہ پڑھی تو سب گنہگار ہوئے۔اس میں دو چیزیں فرض ہیں (۱) چار بار اللہ اکبر کہنا (۲) قیام کرنا۔اور تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں (۱) رب کی ثنا (۲) حضور ﷺ پر درود (۳) اور میت کے لئے دعا۔اور واجب ایک بھی نہیں ہیں۔(عامۂ کتب فقہ وفتاوی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(نماز جنازہ کی دعا مقتدی پڑھ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ کی دعا مقتدیوں کو پڑھنی چاہئے یا صرف امام کو؟ نیز بلند آواز سے پڑھیں یا آہستہ؟ **المستفتی**:۔حافظ اشتیاق احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز جنازہ کی دعا امام اور مقتدی دونوں پڑھیں اس لئے کہ نماز جنازہ صرف ذکر و دعا ہے۔ایسا ہی فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۲۳،فتاوی ملک العلماء کتاب الصلاۃ صفحہ ۱۴۱/ پر ہے۔

تکبیر و سلام کو امام بلند آواز سے پڑھے بقیہ تمام دعائیں آہستہ پڑھی جائیں گی ایسا ہی بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۰۴/ پر ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(نماز جنازہ میں کتنی صف ہونی چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ میں کتنی صف بہتر ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ عبد السبحان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز جنازہ میں تین صف ہونا بہتر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَامِنْ مُسْلِمٍ يَّمُوْتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ ثَلٰثَةُ صُفُوْفٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا وَجَبَ" حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس مسلمان کی نماز جنازہ مسلمانوں کی تین صفوں نے پڑھی اس پر (شفاعت) واجب ہو جاتی ہے ۔(رواہ ابو داؤد،مشکوۃ باب المشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الثالث صفحہ ۱۴۷)

یاد رہے بعض لوگ امام کو جوڑ کر تین صف بناتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ امام کے علاوہ تین صف ہونا چاہئے،نیز جنازہ کی نماز میں پچھلی صف افضل ہے ۔(بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۵۴)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ شبیرعلی بلرام پوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔حدیث:۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ " حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میت پرنماز پڑھلو تو اس کے لئے خلوص دل سے دعا کرو۔(مشکوۃ باب المشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الثانی صفحہ ۱۴۶)

لیکن بہتر یہ ہے کہ صف توڑ کر دعا مانگی جائے۔ایساہی فتاوی امجدیہ جلد ا صفحہ ۳۱۹/ پر ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیرتاج محمدقادری واحدی

(جنازہ میں ۴۰/لوگ شریک ہوں تو میت کی مغفرت ہوجاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ اگر جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد سو ہو تو مردے کی بخشش ہوجاتی ہے اور بکر کہتا ہے کہ میں نے پڑھا ہے چالیس کی تعداد تو کس کا قول درست ہے؟ **المستفتی:۔مولانا شرافت علی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دونوں کا قول درست ہے کیونکہ کتب احادیث میں چالیس اور سو دونوں روایت مذکور ہے جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے "عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ إِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ" حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ کوئی ایسی میت نہیں جس پر مسلمانوں کی ایک جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو تک پہونچ جائے اور وہ اس کے لئے شفاعت کریں (تو اللہ تعالی) اس کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔

(رواہ مسلم مشکوۃ باب المشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الاول صفحہ ۱۴۵)

اور ایک دوسری حدیث میں حضرت کریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے فرزند ارجمند فوت ہوگئے تو آپ نے فرمایا اے کریب! دیکھو کتنے لوگ جمع ہوگئے ہیں؟ حضرت کریب فرماتے ہیں کہ میں گیا تو کچھ لوگ جمع ہوہی گئے تھے میں نے (حضرت عباس کو) خبر دی تو فرمایا کیا تم کہہ سکتے ہو کہ چالیس ہوں گے؟ میں

نے کہا ہاں، فرمایا میت لاؤ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے {مَا مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ} جب کوئی مسلمان مرجائے اور اس پر چالیس آدمی کھڑے ہوں جو اللہ کا کوئی شریک نہ بتاتے ہوں تو اللہ تعالی ان کی سفارش اس (میت) کے حق میں قبول فرماتا ہے۔(رواہ مسلم، مشکوۃ باب مشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الاول صفحہ ۱۴۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(شرابی یا بچہ پیدا ہو کر مرگیا تو جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بچہ پیدا ہو کر مرگیا یا شرابی تھا مرگیا یا ماں کافرہ تھی باپ مسلم یعنی زنا سے بچہ پیدا ہوا مرگیا تو ان لوگوں کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟ نیز انکے نام سے ایصال ثواب کرنا کیسا ہے؟ **المستفتی**:۔سلطان رضا بہادر پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بچہ مرا پیدا ہوا تو نہ نماز جنازہ پڑھی جائے، نہ غسل وکفن دیا جائے، بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے اور اگر پیدا ہوا پھر مرگیا تو اسکی نماز پڑھی جائے گی یوں ہی اکثر سے زیادہ نکلا تھا پھر مرا جب بھی نماز پڑھی جائے گی اور اگر اکثر سے کم نکلا تھا پھر مرگیا تو نماز نہیں پڑھی جائے گی۔اکثر سے مراد سر کی جانب سے پیدا ہوا تو سینے تک ہے اور پیر کی جانب سے پیدا ہوا تو کمر تک ہے (بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۵۹)

بچہ کا انتقال ہوا اور اسکے والدین میں کوئی ایک مسلم ہے مثلاً باپ کافر ہے ماں مسلمہ یا ماں کافرہ ہے باپ مسلم تو نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگر چہ زنا سے بچہ پیدا ہوا ہو۔(فتاوی افریقہ صفحہ ۲۴ مسئلہ ۷)

بچہ پیدا ہو کر مرا، والد الزنا، شراب خور، خودکشی کرنے والے، زہر کھا کر مرنے والے، ان سب کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اور ان سب کے نام سے ایصال ثواب کیا جائے گا۔ایسا ہی فتاوی افریقہ صفحہ ۵۲ ؍ ۷ ؍ ۱۰ مسئلہ ۳۹ ؍ ۲ ؍ ۷۲، فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴۴۸ / واحکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۲۱۸ / پر ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(والدہ ناراض ہے تو جنازہ کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید بیمار ہے اور زید کی والدہ زید سے ناراض ہے کیونکہ زید نے اپنی زندگی میں والدہ کو کبھی سکھ نہیں دیا ہے اور نہ ہی خرچہ وغیرہ دیتا تھا تو کیا زید کی والدہ کا ناراض ہونا درست ہے؟ اور اگر والدہ راضی نہ ہو اور زید کا انتقال ہو جائے تو جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟

المستفتی:۔سراج احمد پونہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید والدہ کی خدمت نہ کرنے کے سبب سخت گنہگار مستحق عذاب ہوا، اگر بات کرسکتا ہے تو زید کو سمجھائیں کہ والدہ سے معافی مانگ لے تاکہ اس کی آخرت نہ برباد ہو۔ یونہی زید کی والدہ کو سمجھایا جائے کہ وہ معاف کردے اور اپنے بیٹے سے راضی ہو جائے اگرچہ زید تکلیف پہونچایا مگر ہے تو بیٹا ہی، کیا یہ اپنے بیٹے کو جہنم کی آگ میں جلتے ہوئے دیکھنا پسند کرے گی؟ تو یقیناً یہی جواب ہوگا نہیں ہرگز نہیں لہذا وہ راضی ہو جائے تاکہ اولاد کی آخرت نہ خراب ہو۔

روایت میں ہے کہ ایک صاحب کی بوقت وصال (انتقال کے وقت) کلمہ شریف پڑھنے سے زبان بند ہوگئی نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کیا یہ روزہ اور نماز ادا نہیں کرتا تھا؟ عرض کیا گیا یہ تو نماز روزے کا پابند تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کیا یہ اپنی ماں کو تکلیف دیتا تھا؟ عرض کیا گیا ہاں۔ تو رسول پاک ﷺ نے فرمایا اسکی والدہ کو بلایا جائے اور اسے کہا جائے کہ معاف کردے اسکی والدہ آئی تو اسنے کہا کہ میں ہرگز اسے معاف نہیں کروں گی حضور ﷺ نے فرمایا لکڑیا

ل لاؤ اور اسے جلا دو جب لکڑیاں لائی گئیں اور آگ جلا دی گئی تو اس (کی ماں) نے عرض کیا یہ کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا آگ میں (تیرے بیٹے کو) جلا دیتے ہیں وہ (بڑھیا) عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے نو ماہ تک اسے پیٹ میں رکھا ہے اور دو برس تک دودھ پلایا ہے۔ یا رسول اللہ! ﷺ میں نے معاف کیا۔ یہ کہنا ہی تھا کہ اس آدمی کی زبان سے کلمہ شہادت کی آواز بلند ہوئی "اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ" پھر روح قفص عنصری سے پرواز کرگئی۔ (نذہۃ المجالس، حقوق والدین صفحہ ۳۶)

خلاصہ یہ ہے کہ اگر زید بات کرسکتا ہے تو والدہ سے معافی مانگ کر راضی کرے، اور اگر بات نہیں کرسکتا ہے تو دیگر احباب اس کی والدہ کو سمجھا کر راضی کریں، نذہۃ المجالس کی عبارت پڑھ کر سمجھانے کی کوشش کریں راضی ہوگئی تو ٹھیک ہے اور اگر راضی نہ ہوئی پھر اسی حال میں زید کا انتقال ہوگیا جب بھی نماز جنازہ پڑھی جائے گی کہ والدین کو ناراض کرنا کبیرہ گناہ ہے مگر کفر نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا کافر جنازہ کی نماز میں شرکت کرسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا کہ کافر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے اور مٹی بھی دے سکتا ہے کیا زید کا کہنا صحیح ہے؟ اگر صحیح ھے تو قرآن حدیث کے روشنی میں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی **المستفتی:۔** کلیم رضا بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃُ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز تمام عبادتوں میں اعلی عبادت ہے اور اسکے لئے طہارت شرط ہے خواہ وہ نماز فرض ہو یا نفلی نماز ہو یا جنازہ کی نماز ہو۔اور کفار نجس ہیں ارشاد ربانی ہے ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ“ اے ایمان والو مشرک نرے ناپاک ہیں۔(کنزالایمان سورہ توبہ ۲۸)

اگر چہ اس آیت میں کفار کو باطن طور پر نجس کہا گیا ہے مگر وہ ظاہری اعتبار سے بھی نجس ہوتے ہیں کیونکہ طہارت یعنی غسل میں تین فرض ہیں جس میں ایک ناک میں نرم ہڈی تک پانی پہونچانا ہے جو کفار سے نہیں ہو پاتا اگر چہ لاکھ بار نہائے پھر بھی طہارت نہ حاصل کرسکے گا۔یونہی نماز مسلمانوں کے لئے ہے نہ کہ کفار پر فرض ہے۔

لہٰذا انہیں نماز جنازہ سے روکا جائے چونکہ بعض لوگ کفار سے کاروبار کرتے ہیں اس لئے انہیں منع نہیں کرتے اس خیال سے کہ کہیں ہمارا کاروبار نہ بند ہو جائے میں کہتا ہوں کیا روزی دینا کفار کے اختیار میں ہے یا اللہ کے اختیار میں ہے؟ بے شک رزق رب دیتا ہے تو پھر اللہ کی ذات پر توکل کریں وہ وہاں سے روزی دیگا جہاں بندے کا گمان بھی نہ ہوگا۔

کفار مسجد حرام کے پاس تجارت کرتے تھے مگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین انہیں منع

نہیں کرتے تھے بلکہ یہ خیال کرتے وہ نہ آئیں گے تو ایسا نہ ہو کہ ہمارا نقصان ہو کیونکہ تجارت انہیں کفار ہی سے کرتے تھے مگر اللہ رب العزت نے صاف طور پر ارشاد فرمادیا ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَاۚ-وَ اِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَؕ-اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ“ اے ایمان والو! مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے عنقریب اللہ تمہیں دولت مند کردے گا اپنے فضل سے اگر چاہے بیشک اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان سورہ توبہ ۲۸)

چنانچہ ہوا بھی ایسا کہ اس سال خوب بارش ہوئی جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے باغوں میں کثرت سے پھل آئے جیسا کہ تفسیر صراط الجنان میں ہے کہ حضرت عکرمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے انہیں غنی کردیا، بارشیں خوب ہوئیں اور پیداوار کثرت سے ہوئی۔ مقاتل نے کہا کہ یمن کے لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے اہلِ مکہ پر اپنی کثیر دولتیں خرچ کیں۔ (خازن التوبۃ تحت الآیۃ ۲۸, ۲, ۲۲۹)

اور مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں یعنی یہ نہ سمجھو کہ اگر حج میں کفار شریک نہ ہوئے تو تمہاری تجارتیں نہ چلیں گی (بلکہ) اللہ (عَزَّوَجَلَّ) مسلمانوں کی جماعت میں اتنی برکت دے گا کہ مسلمان حاجیوں سے اہلِ مکہ کے تمام کاروبار چلیں گے۔ رب (عَزَّوَجَلَّ) نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا جو آج تک دیکھا جارہا ہے۔ (نور العرفان، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۲۸، ص ۳۰۴)

پس معلوم ہوا کہ کفار کو نماز جنازہ میں نہ شرکت کرنے دیا جائے۔ ورنہ کل وہ اپنے مرگھٹ پر بھی مسلمانوں کو جانے پر مجبور کریں گے اور یہ شرعاً جائز نہیں ہے۔ یونہی مٹی بھی دینے سے منع کیا جائے ہاں اگر نہ مانیں اور بعد میں جا کر مٹی دے دیں تو اس میں مسلمانوں کا کیا قصور مگر انہیں اس کے لئے بلایا نہ جائے۔ ھذا ما ظھری عندی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔محمد غوث العمران رضا باندہ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

احناف کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ناجائز اور گناہ ہے۔ائمہ مساجد کے پڑھانے سے جائز نہ ہوگا بلکہ ناجائز ہی رہے گا یہاں تک کہ پڑھنے والوں کو اس صورت میں ثواب بھی نہیں ملتا۔حدیث شریف اور فقہ کی معتبر کتابوں سے یہی ثابت ہے جیسا کہ ہدایہ اولین صفحہ ۱۶۱رمیں ہے"لا یصلی علی میت فی مسجد جماعۃ لقولہ علیہ السلام من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا اجر لہ"یعنی جماعت کی مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد میں نماز جنازہ پڑھے اس کے لئے کوئی ثواب نہیں۔اور بحرالرائق جلد دوم صفحہ ۱۸۶رمیں ہے" ولا فی المسجد لحدیث ابی داؤد مرفوعاً من صلی علی میت فی المسجد فلا اجر لہ وفی روایۃ فلا شئ لہ۔یعنی مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اس لئے کہ ابوداؤد شریف کی حدیث مرفوع ہے کہ جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی ثواب نہیں۔اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے لئے کچھ نہیں۔

اور فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۵۵رمیں ہے: صلوٰۃ الجنازۃ فی المسجد الذی تقام فیہ الجماعۃ مکروھۃ"یعنی جس مسجد میں جماعت قائم کی جاتی ہے اس میں نماز

جنازہ مکروہ ہے۔

اور عنایہ مع فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۹۰ ر میں ہے: لا یصلی علی میت فی مسجد جماعة اذکانت الجنازة فی المسجد فالصلوة علیہا مکروھة باتفاق اصحابنا" یعنی جماعت کی مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے جبکہ نماز جنازہ مسجد میں ہوتو نماز مکروہ۔ یہ ہمارے اصحاب کا متفقہ مسئلہ ہے۔

اور شامی جلد اول صفحہ ۵۹۳ ر میں ہے: کما تکرہ الصلاة علیہا فی المسجد یکرہ ادخالھا فیہ" یعنی جیسا کہ نماز جنازہ مسجد میں مکروہ ہے جنازہ کا مسجد میں داخل کرنا بھی مکروہ ہے۔

اسی طرح فتاوی قاضی خان، فتاوی صغری، فتاوی بزازیہ، فتح القدیر، شرح وقایہ عمدة الرعایہ، مراقی الفلاح، طحطاوی علی مراقی اور درمختار وغیرہ تمام کتب معتبر میں تصریح ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں مکروہ و منع ہے اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے۔ اور مکروہ تحریمی کا گناہ مثل حرام کے ہے جیسا کہ درمختار میں ہے: کل مکروہ ای کراھة تحریمة حرام ای کالحرام فی العقوبة بالنار" یعنی مکروہ تحریمی استحقاق جہنم کا سبب ہونے میں حرام کے مثل ہے۔

اعلی حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے نماز جنازہ کے مسجد میں مکروہ تحریمی ہونے کی تصریح فرمائی ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۵۷ ر میں ہے کہ جنازہ مسجد میں رکھکر اس پر نماز مذہب حنفی میں مکروہ تحریمی ہے۔

اور صدر الشریعہ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی مکروہ تحریمی لکھا ہے جیسا کہ بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۵۸ ر میں ہے۔ مسجد میں نماز جنازہ مطلقا مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض کہ احادیث میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی ہے ان تمام کتب معتبرہ کے حوالے سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو حرام کے مثل ہے۔

لہذا بغیر شرعی عذر کے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا ہرگز جائز نہیں ۔اور سخت سردی اور تیز دھوپ کے سبب بھی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا حکم نہ دیا جائے گا کہ جس طرح سردی اور دھوپ میں لوگ اپنے کاموں کیلئے نکلتے ہیں جنازہ کے لئے بھی تھوڑی دیر سردی اور دھوپ برداشت کرسکتے ہیں ۔اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں نماز جنازہ بہت ہلکی اور جلد ہونے والی چیز ہے اتنی دیر دھوپ کی تکلیف ایسی نہیں کہ اس کے لئے مکروہ تحریمی گوارہ کیا جائے اور مسجد کی بے حرمتی روا رکھیں ۔(فتاوی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۵۷ رقدیم)

رہی تیز بارش تو جس طرح بارش میں جنازہ گھر سے لے کر مسجد اور مسجد سے قبرستان تک جائیں گے اسی طرح بارش میں مسجد کے باہر جنازہ بھی پڑھ سکتے ہیں ۔اور اگر بارش میں جنازہ لے کر نکلنا اور دفن کرنا تو ممکن ہو مگر نماز جنازہ پڑھنا کسی طرح ممکن نہ ہو تو اس صورت میں ضرور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی رخصت دیدی جائے گی بشرطیکہ شہر میں کہیں مدرسہ مسافر خانہ اور جماعت خانہ وغیرہ میں پڑھنا ممکن نہ ہو ۔لہذا نماز جنازہ پڑھنے کی اگر کوئی بھی سبیل ممکن ہو تو مسجد میں پڑھنے کی اجازت ہرگز ہرگز نہ دی جائے گی اور جو لوگ اپنے سہل پسندی کے لئے عذر کا حیلہ کرتے ہیں ان کے نزدیک حکم شرع کوئی وقعت نہیں رکھتا ۔(العیاذ باللہ) ایسے لوگوں کی بات ہرگز نہ مانیں ۔(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴۴۶/۴۴۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(دیوبندی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک بستی میں دیوبندیوں کا مرکز ہے جنازے وغیرہ وہاں ہوتے ہیں جگہ وسیع ہے تو کیا باقی سنی ائمہ وہاں جا کر اس کے پیچھے جنازہ پڑھ سکتے ہیں نہ پڑھیں تو اہل علاقہ شکوہ کرتے ہیں کہ یہ امام ہمارے دکھ سکھ میں شریک نہیں ہوتے باقی وہ دیوبندی امام اپنی مسجد میں کسی کو جنازہ و بیان وغیرہ نہیں کرنے دیتے نعت خوانی نہیں کرنے دیتا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کہ سنی ائمہ گنہگار تو نہیں ہونگے اہل علاقہ کو کیا جواب دینا چاہئے کہ جس سے عزت بھی برقرار رہے اور دل میں رنجش وغیرہ نہ رہے امام ومقتدی کے درمیان بحوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔شبیر بخاری پنجاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وہابیہ دیابنہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے اور عقائدِ باطلہ کی بنا پر اسلام سے نکلے ہوئے ہیں لہٰذا اہل سنت و جماعت کی نماز ان کے پیچھے نہیں ہوگی چاہے پنج وقتہ نماز ہو یا تراویح و جمعہ وعیدین وجنازہ کی ہو حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: دیوبندیوں (وغیرہم) پر عرب وعجم کے علماء نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور کفر کرنے والے کے پیچھے اہل سنت و جماعت کی نماز نہیں ہوتی۔

عالمگیری میں ہے: وان کان صاحب ھوی لا یکفر بہ تجوز الصلوۃ خلفہ مع الکراھۃ والا فلا آپ کوئی نماز بھی ان کے پیچھے نہیں پڑھ سکتے نہ پنج وقتہ نہ تراویح نہ جمعہ نہ

عید۔(فتاوی بحرالعلوم جلد اول صفحہ ۳۸۹ کتاب الصلاۃ)

نیز فرماتے ہیں کہ: اگر وہابی عقیدہ پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان سمجھ کر ان کے پیچھے نماز پڑھی اور دوسرے مسلمانوں کو ترغیب دلائی تو خود دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا اس پر توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے جو شخص تمام کام اسلام کا کرتا ہو مگر ایک بات بھی اس میں کفر کی پائی گئی تو کافر ہوگیا لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الدین وان کان من اھل القبلۃ المواظب علی الطاعات کما فی شرح التحریر (در مختار) درمختار میں کتاب شرح تحریر کے حوالے سے ہے کہ: ضروریات دین میں اختلاف کرنے والا بالاتفاق کافر ہے گو اہل قبلہ میں سے ہو اور تمام نیکیوں کو ہمیشہ ادا کرتا ہو (المرجع السابق صفحہ ۴۰۶ رکتاب الصلاۃ)

صورت مسئولہ میں کسی عام سنی یا سنی ائمہ کی کوئی بھی نماز بدمذہبوں کے پیچھے نہیں ہوگی اس لئے سنی ائمہ کا ان کے پیچھے جنازے کی نماز پڑھنا جائز نہیں جو شخص ان کے عقائد سے واقفیت کے باوجود ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے علمائے حرمین شریفین نے فرمایا من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر (حسام الحرمین) رہا یہ کہ ان کی خاطر داری میں اقتداء کرنے کا سوال تو ہمارے پیارے آقا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم ان مرضوا فلاتعودوھم وان ماتوا فلاتشھدوھم وان لقیتموھم فلاتسلموا علیھم ولاتجالسوھم ولاتشاربوھم ولاتواکلوھم ولاتناکحوھم ولاتصلوا علیھم ولاتصلوا معھم (مسلم ابوداؤد ابن ماجہ عقیلی ابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بد مذہب سے دور رہو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو ان سے

ملاقات ہوتو انہیں سلام نہ کروان کے پاس نہ بیٹھوان کے ساتھ پانی نہ پیوان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کروان کے جنازے کی نماز نہ پڑھواور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو(انوارالحدیث صفحہ ۴۸ مطبوعہ مکتبہ فقیہ ملت دہلی)

اس حدیث پاک میں صاف صاف بدمذہبوں کے ساتھ کسی طرح کے گھال میل سے مکمل دور رہنے کی تاکید ہے ایک سمجھدار امتی کے لئے بدمذہبوں سے دور رہنے کے واسطے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم کافی ہے اب رہا یہ کہ: بدمذہبوں کے یہاں وسیع جگہ میں میت کو لے جاکر نماز جنازہ ان سے پڑھوانا اور نہ پڑھوانے کی صورت میں کسی قسم کی تکلیف کا سوال تو اس بابت حضرت بحرالعلوم مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: اگر ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنے میں ان کی ایذارسانی کا ڈر ہوتو اس جگہ کو چھوڑ کر ایسی جگہ چلا جائے جہاں اس قسم کا ماحول نہ ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا (سورۃ النساء ۹۷)

کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہیں کہ وہاں ہجرت کرجاؤ جو اللہ کے لئے اپنی بستی چھوڑے اور ہجرت کرے وہ زمین میں زیادہ روزی پائے گا۔(فتاویٰ بحرالعلوم جلد دوم صفحہ ۶۶ رکتاب الجنائز)

اگر اس وسیع جگہ میں ان کے پیچھے نہ پڑھنے میں ایذارسانی یا کسی اور پریشانی کا سبب بننے کا اندیشہ ہوتو سنیوں پر ضروری ہے کہ وہ کسی دوسری جگہ کا انتظام کرلیں اور اس جگہ پر سنی صحیح العقیدہ امام کے پیچھے اپنے مردوں کی نماز جنازہ پڑھیں۔الحاصل: کسی سنی کے جنازہ کی نماز بدمذہبوں سے پڑھوانا جائز نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان قادری رضوی غفرلہ

(وہابی دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہابی دیوبندی کی نماز جناز پڑھنے والے پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ **المستفتی:۔** محمد ابراہیم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وہابی دیوبندی کافر ومرتد بددین منافق ہیں ہرگز ہرگز مسلمان نہیں ہیں اور کافر ومرتد ومنافق کی نماز جنازہ اور انکے دفن میں شرکت کسی سنی مسلمان کیلئے ہرگز جائز نہیں ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے" وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَمَاتُوۡا وَهُمۡ فٰسِقُوۡنَ "اوران میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک اللہ ورسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مرگئے۔(پ۱۰ رسورۂ توبہ آیت ۸۴)

یہ وہ آیت کریمہ ہے جس سے استدلال کیا گیا ہے کہ کافر کی نماز جنازہ کسی حال میں بھی جائز نہیں اس کے شان نزول میں منقول ہے کہ جب ابن ابی مرگیا تو اس کا بیٹا (جو مسلمان تھا اس) نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ آپ میرے باپ کو اپنی قمیص کا کفن پہنائیں اور اس کی نماز جنازہ بھی ادا فرمائیں آپ نے قمیص عنایت فرمادی جس کا اسے کفن پہنایا گیا اور نماز جنازہ بھی ادا فرمائی اس پر حضرت عمر نے اپنا عریضہ آپ کی بارگاہ میں پیش کیا جسے سن کر حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا اس کا اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا امید رکھتا ہوں کہ اسکی وجہ سے اس قوم کی لگ بھگ ایک ہزار آدمی مشرف با اسلام ہونگے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور قوم خزرج کے ایک ہزار آدمی ایمان لے آئے یہ تفسیر مدارک کی

روایت ہے۔(تفسیرات احمدیہ ص۶۳۹)

اور تفسیر خزائن العرفان میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں ہے کہ یہاں فسق سے مراد کفر ہے اور اس میں سید عالم ﷺ کو منافق کے جنازہ کی نماز اور ان کے دفن میں شرکت کرنے سے منع کیا گیا اس سے ثابت ہوا کہ کافر کی جنازہ کی نماز کسی بھی حال میں جائز نہیں اور کافر کی قبر پر دفن وزیارت کے لئے کھڑے ہونا بھی ممنوع ہے۔

اور سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہابی ،رافضی ،قادیانی ،وغیرہم کفار و مرتدین کے جنازہ کی نماز انھیں مسلمان جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔(الملفوظ ج۱ص ۹۸)

اور جو شخص کسی کے دباؤ یا چاپلوسی میں وہابی ،دیوبندی کے جنازہ کی صف میں کھڑا ہو جائے لیکن نماز کی نیت نہ کرے تو اسکا توبہ کرنا ضروری ہے اور جو مسلمان سمجھ کر اس کی نماز پڑھی تو اس پر تجدید ایمان ،تجدید نکاح ضروری ہے۔(ایمان افروز فتاویٰ)

لہٰذا سنیوں پر لازم ہے کہ وہابیوں ،دیوبندیوں ،کافروں ،کی جنازہ میں شریک نہ ہوں انکا سختی سے بائی کاٹ کریں اور ناجائز حرکتوں سے پرہیز کریں۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(طوائف کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ طوائف (رنڈی) کی نماز جنازہ پڑھنا شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی:۔ عبدالجبار دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

طوائف (رنڈی) کی نماز جنازہ مسلمانوں پر پڑھنا فرض ہے اگر چہ وہ سیاہ کار، بدکار ہے، سخت سزاؤں کی سزاوار ہے مگر وہ کافرہ نہیں ہے حضور صدر الشریعہ فقیہ اعظم ہند علامہ الشاہ مفتی محمد امجد علی علیہ الرحمۃ و رضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ''نماز جنازہ ہر مسلمان کی پڑھنا فرض کفایہ ہے اگر چہ وہ کتنا ہی گنہ گار ہو صرف بعض کا فقہا نے استثنا فرمایا ہے اور زانی وزانیہ ان میں سے نہیں ہیں ہاں اگر خواص نہ پڑھیں کہ دوسروں کو عبرت ہو تو کوئی حرج نہیں'' (فتاوی امجدیہ ج ۱ رباب الجنائز ص ۳۶۵)

بہر حال اس کی جنازہ پڑھی جائے گی کہ اگر چہ اس نے برا کام کیا ہے اپنی شامت اعمال کی وجہ سے وہ سخت گنہ گار ہے اس کا مطالبہ اس پر ہے مسلمانوں کو کیا پڑی ہے کہ اپنا فرض چھوڑ دیں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(بے نمازی کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک ایسے شخص کا انتقال ہوا جو نماز عیدین کے سوا کبھی نماز پڑھتا ہی نہیں تھا بعض مصلیان کا کہنا ہے کہ ہم لوگ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے اس لئے کہ بے نمازی شخص کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔ محمد شکیل خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین وائمہ حنبلیہ کے نزدیک تارک صلاۃ کافر ہے اور اس کے کفر کی تائید میں بہت سی صحیح حدیثیں ہیں لیکن ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بے نمازی کافر نہیں ہے البتہ فاسق و فاجر مستحق عذاب نار سخت سزاؤں کا سزاوار ہے مگر مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے کہ اس کو غسل و کفن دیں اور نماز جنازہ پڑھ کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں۔جیسا کہ ماحی بدعت مصلح اعظم سیدنا اعلی حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ”بیشک بے نمازی کی نماز جنازہ فرض ہے اور بیشک اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کریں گے۔

اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا ”اَلصَّلَاۃُ وَاجِبَۃٌ عَلَیۡکُمۡ عَلٰی کُلِّ مُسۡلِمٍ یَّمُوۡتُ بَراً کَانَ اَوۡ فَاجِراً وَّاِنۡ ھُوَ عَمِلَ الۡکَبَائِرَ “ ہر مسلمان کی نماز جنازہ تم پر فرض ہے چاہے نیک ہو یا بد اگر چہ اس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں۔(ابو داؤد وابویعلی والبیہقی رفتاوی افریقہ ص ۱۱ر وفتاوی رضویہ ج ۴ رص ۸۶ر قدیم)

اور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ بے نمازی کی نماز جنازہ فرض ہے اگر کوئی نہ پڑھے گا تو سب کے سب گنہگار ہونگے اور نماز کا ترک گناہ بہت بڑا گناہ ہے مگر کفر نہیں۔

(فتاوی مصطفویہ باب الجنائز ص ۲۷۱)

لہٰذا جو لوگ کہتے ہیں کہ نہیں پڑھنا چاہیئے وہ لوگ غلط مسئلہ بیان کرنے کے سبب توبہ کریں اور آئندہ غلط مسئلہ نہ بیان کرنے کا وعدہ کریں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ نہیں ہوئی تھی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک واعظ نے دوران وعظ کہا کہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالی عنہا کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی ہے بلکہ بغیر جنازہ کی نماز پڑھے دفن کردیا گیا ہے شرعاً ایسا کہنا کیسا ہے؟ **المستفتی:۔** محمد فرقان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

واعظ صاحب نے صحیح بیان کیا ہے چونکہ نماز جنازہ کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہوئی مگر جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کا انتقال ہوا تو اس وقت اس امت میں نماز جنازہ کا حکم نازل نہ ہوا تھا اس لئے حضور ﷺ نے آپ کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھائی اسلام میں نماز جنازہ کی مشروعیت مدینہ منورہ میں ہجرت کے تقریباً ۹ رنویں مہینہ میں ہوئی اور اسلام میں سب سے پہلے جنازہ کی نماز حضرت اسعد بن زرارہ کی خود حضور ﷺ نے پڑھائی ہے اس لئے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالی عنہا کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی جیسا کہ سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ فی الواقع کتب سیر میں علماء نے یہی لکھا ہے کہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے جنازہ مبارکہ کی نماز نہ ہوئی کہ اس وقت یہ نماز نہ تھی اس کے بعد حکم ہوا ہے ۔(فتاویٰ رضویہ ج ۴ رص ۵۶ بحوالہ زرقانی علی المواہب اللدنیہ ومدارج النبوۃ ج ۲ رص ۷۹۸) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا استن حنانہ کی نماز جنازہ ہوئی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حنانہ لکڑی جس پر ٹیک لگا کر حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے اس کے متعلق مشہور ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی ہے یہ بات کہا تک درست ہے؟

المستفتی:۔ محمد فرقان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اُستُنِ حَنّانہ کی نماز جنازہ پڑھنا بالکل غلط ہے حدیث پاک میں نماز جنازہ پڑھنے کا ذکر نہیں ہے، ہاں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ اسے منبر شریف کے نیچے دفن کیا گیا۔

(سرور القلوب ص ۲۰۳، فتاوی رضویہ ج ۱۲)

استون حنانہ کا واقعہ:۔ منبر شریف سے پہلے نبی کریم ﷺ جب خطبہ پڑھتے تھے تو کھجور کے ایک ڈنڈے سے ٹیک لگا لیتے تھے صحابہ کرام نے جب آپ کی خاطر منبر شریف بنائی اور جمعہ کے دن حضور ﷺ کھجور کے تنے کو چھوڑ کر منبر شریف پر تشریف لے گئے تو وہ چیخ پڑا زور زور سے رونے لگا اور رونے کی یہ آواز تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے سنی نبی کریم ﷺ منبر سے اترے اور سینے سے چمٹا یا تو وہ بچوں کی طرح سسکیاں بھرنے لگا رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ چپ ہو جا اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے جنت میں لگا دیتا ہوں جہاں نیک آدمی تیرا پھل کھائیں گے اور اگر چاہتا ہے تو میں تجھے پہلی جگہ پر اسی طرح لگا دوں جیسا کہ پہلے تھا تو اس نے آخرت یعنی جنت کو اختیار کیا اور قرار پایا آپ نے اسے منبر شریف کے پاس دفن کروا دیا۔

آپ نے فرمایا اگر میں اسے سینے سے نہ لگا تا تو یہ قیامت تک روتا رہتا اب یہ ستون محراب النبی ﷺ کے بائیں طرف بالکل متصل ہے اب وہاں اینٹ وغیرہ کا ستون ہے یہ ستون جنتی چشموں اور نہرو ں کے پانی سے سیراب ہوگا اور جنت کا ایک درخت بنے گا، یہ تمام حدیثوں کا ماخذ ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھیں مشکوٰۃ شریف باب فی المعجزات ص ۵۳۶/ ومراۃ المناجیح ج ہشتم ص ۲۱۱/ والخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۳/ ۲۲۴/ ۲۲۵/ باب استن حنانہ۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(جنازہ رکھ کرتقریر کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنازہ قبرستان پہونچانے کے بعد وہاں پرتقریر اورنعت پڑھنا کیسا ہے؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ جنازہ پڑھ کرفورادفن کردینا چاہئے؟ کیا صحیح ہے؟

المستفتی:۔ محمد شاکرعلی رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قبرستان میں تقریر کرنا یا نعت پڑھنا جائز ہے اور یہ ہرجگہ کارواج ہے اس کافائدہ یہ ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کوکفن دفن کے مسائل سیکھنے کاموقع مل جاتا ہے اور سب سے بڑا جوفائدہ ہوتا ہے کہ تمام لوگ جنازہ میں شریک ہوجاتے ہیں کیونکہ بہت سے لوگ جنازہ کے ساتھ شریک نہیں ہوپاتے ہیں بلکہ بعد میں آتے ہیں اور جو جنازہ کے ساتھ آتے ہیں ان میں بہت سے بے وضوہوتے ہیں پھر دوران تقریر وضو سے فارغ ہولیتے ہیں فقیر کا مشاہدہ ہے کہ اکثر قبرستان میں ایک یادو نل ہوتا ہے اور لوگوں کی تعداد سیکڑوں کے برابر ہوتی ہے اب اگر فورادفن کردیا جائے تو وہ لوگ شریک ہونے سے محروم رہ جائیں گے حدیث شریف میں ہے ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ. تَابَعَهُ عُثْمَانُ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ“ حضرت

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جوکوئی ایمان رکھ کر اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز اور دفن سے فراغت ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا ہر قیراط اتنا بڑا ہوگا جیسے احد کا پہاڑ، اور جوشخص جنازے پر نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ جائے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔ روح کے ساتھ اس حدیث کو عثمان مؤذن نے بھی روایت کیا ہے۔ کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن سیرین سے سنا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اگلی روایت کی طرح۔ (صحیح بخاری الایمان حدیث نمبر ۴۷)

اس لئے اتنے وقت تک تقریر کرنا کہ لوگ وضو سے فارغ ہوجائیں درست ہے شرعا کوئی حرج نہیں اور ایک دوسری حدیث میں حضرت کریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے فرزند ارجمند فوت ہو گئے تو آپ نے فرمایا اے کریب! دیکھو کتنے لوگ جمع ہو گئے ہیں؟ حضرت کریب فرماتے ہیں کہ میں گیا تو کچھ لوگ جمع ہو ہی گئے تھے میں نے (حضرت عباس کو) خبر دی تو فرمایا کیا تم کہہ سکتے ہو کہ چالیس ہوں گے؟ میں نے کہا ہاں، فرمایا میت لاؤ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے {مَا مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلٰی جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ } جب کوئی مسلمان مرجائے اور اس پر چالیس آدمی کھڑے ہوں جو اللہ کا کوئی شریک نہ بتاتے ہوں تو اللہ تعالی ان کی سفارش اس (میت) کے حق میں قبول فرماتا ہے۔ (رواہ مسلم مشکوۃ باب مشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الاول صفحہ ۱۴۵)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جنازہ پہلے تیار تھا مگر لوگ ضرورت سے فارغ نہیں ہوئے تھے اس لئے جنازہ کی نماز نہ پڑھی گئی جب لوگ ضرورت سے فارغ ہو کر جمع ہو گئے تو حضرت کریب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ سب آ گئے ہیں تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ ادا کی۔

البتہ ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد لمبی تقریر کرنا یا جنازہ پڑھنے کے بعد تقریر کرنا درست نہیں ہے کہ یہ بلا وجہ تاخیر کرنا ہے حدیث شریف میں ہے "عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ فَلَا تَحْبِسُوْہُ وَاَسْرِعُوْا اِلٰی قَبْرِہٖ" حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب کوئی مر جائے تو اسے روک نہ رکھو اس کی قبر تک جلدی پہونچاؤ (مشکوٰۃ باب دفن المیت الفصل الثالث صفحہ ١٤٩)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب تک لوگ وضو سے فارغ نہ ہوں تقریر جاری رکھیں اور جب لوگ وضو سے فارغ ہو جائیں تو تقریر بند کر دینی چاہئے یونہی بعد نماز جنازہ تقریر نہیں کرنی چاہئے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جو دیوبندی سے جنازہ پڑھوائے اس پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ پیر نسیم الدین افتخاری غوث آباد گوشائیں گنج سلطان پور جو افتخار الحق زہتکی کا پیروکار ہے اور اس کا سلسلہ فقط ایک واسطے سے افتخار الحق زہتکی سے ملتا ہے افتخار الحق زہتکی نے اپنی کتاب ’’خامض الاسنان‘‘ میں بہت سارے کفریات لکھے ہیں اور تادم حیات انہیں عقائد نظریات پر قائم رہا چند کفریات یہ ہیں۔

(۱) ہمارے آقا ﷺ خدا کے خدا ہیں۔صفحہ ۷۸ (۲) ہر آدمی خدا ہے۔ص ۲۸ (۳) تمام بت خدا ہیں ۔ص ۱۳ (۴) نبی ﷺ کا علم علم الٰہیہ سے زیادہ ہے۔ص ۶۶ (۵) خدا ہر جاہل سے کہیں اجہل مطلق ہے ص ۱۸ (۶) اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ ماننا عقلا ونقلا من گڑھت لغو مہمل توحید ہے۔ص ۴۳ (۷) مشرکین بت نہیں پوجتے تھے صرف خدا کو پوجتے تھے (۸) جس عقیدے پر مشرکین مشرک ٹھہرے علمائے اسلام اسی عقیدے پر ہیں۔

مذکورہ بالا عقائد باطلہ خبیثہ کے علاوہ افتخاریوں کے اور بھی گندے گھناؤنے عقیدے ہیں جس کی بنیاد پر مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ وشیر بیشہ اہلسنت وحضور اشرفی میاں وحضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی وبحر العلوم حضور مفتی عبد المنان صاحب علیہ الرحمہ ودیگر اکابر اہلسنت نے کافر ومرتد ہونے کا حکم شرع سنایا ہے اور توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح تجدید بیعت کا دیا مگر افتخار الحق نے توبہ تجدید ایمان کے ایک نیا فرقہ فرقہ افتخاری شروع کیا اور پیر نسیم الدین افتخاری سلطان پوری افتخار الحق کے پیروکار ہیں ۔اس لئے تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری میاں علیہ الرحمہ ودیگر ۵۳ رمفتیان کرام نے فرمایا کہ ایسا شخص پیر ہونا درکنار وہ سنی صحیح العقیدہ مسلمان نہیں لوگوں پر فرض ہے کہ ایسے مرتد بے دین نام نہاد پیر سے دور رہیں ۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ ابھی حال ہی میں سید قطب الدین اشرف علیہ الرحمہ

کچھوچھوی کے ایک مرید کاانتقال ہوااورمسلک اعلیحضرت کے عالم دین بھی موجود تھے ان کی امامت کاانکارکرتے ہوئے جان بوجھ کرنسیم الدین افتخاری کے نمائندے سے جنازہ کی نماز پڑھوائی گئی جن میں بعض مقتدی ان کے عقائد سے آشنااور بعض ناآشنا تھے جب نسیم الدین افتخاری پرکفرکافتوی لگے پانچ سال کاعرصہ گزرگیااب بھی کچھ لوگ جان بوجھ کراور کچھ لوگ لاعلمی کی بنیاد پران کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں ۔تو جولوگ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں ۔اور جولوگ اس کے نمائندے کے پیچھے نماز جنازہ اداکئے ہیں ان سب پرشریعت کاکیاحکم صادرہوتاہے؟ برائے کرم شریعت کے آئینے میں قرآن وحدیث کے حوالے سے رہنمائی فرمائیں

المستفتی: ۔انجمن شیدائے مصطفے دیوا کاپوروا سرولی گوشائیں گنج سلطانپوریوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نسیم الدین افتخاری بدبودارکافرافتخارالحق ہتکی کاپیروکارہےاوراس کاوہی عقیدہ ہے جو دیوبندیوں کاہےاس لئے وہ بھی کافرومرتدہےاوراس کے سبھی پیروکارونمائندےاورچیلے سب کے سب کافرومرتدہیں کیوں کہ اس کاکفرصریح کفرہےجوروز روشن کی طرح اظہرمن الشمس ہے ۔فتاوی مصطفویہ صفحہ ۹۴ رمیں حضورمفتی اعظم ہندعلیہ الرحمۃ والرضوان نے تکفیرکی ہے ۔اوراس کے رد میں ایک رسالہ شائع کیاجس کانام،،پشت خار،،ہےاوریہ رسالہ پورے ملک میں شائع کیاجاچکاہے ۔

اورجونسیم الدین افتخاری اوراس کے پیشواافتخارالحق ہتکی کواوراس کی ذریت کوکافرومرتدنہ مانے اوراس کے کفرمیں شک کرے وہ بھی مسلمان نہیں" من شك فى كفره وعذابه فقد كفر ۔لہٰذا اس کے کسی بھی نمائندے کے پیچھے نماز جنازہ پڑھناہرگزہرگزجائزنہیں ۔نہ اس کی نماز،نماز ہےاورنہ اس کے پیچھے کسی کی نماز صحیح ۔حدیث شریف میں ہے "اياكم واياهم لايضلونكم ولايفتنونكم

"یعنی تم ان کافر و مرتد و بد دین و بدمذہب سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔(مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۰)

دوسری حدیث میں ہے "لا تصلو علیھم ولا تصلو معھم "نہ انکے جنازہ کی نماز پڑھو نہ انکے ساتھ نماز پڑھو۔(کنز العمال)

لہذا جو حضرات اس کے عقائد باطلہ پر مطلع ہوتے ہوئے مسلمان سمجھ کر اس کے پیچھے نماز جنازہ پڑھے یا پڑھوائے وہ سب اسلام سے خارج ہو گئے ان سب پر تجدید ایمان اور شادی شدہ ہوں تو تجدید نکاح لازم ہے اور بیعت ہوں تو تجدید بیعت بھی کریں۔

اور جو حضرات عقائد باطلہ پر مطلع ہوتے ہوئے مرتد سمجھ کر نماز جنازہ پڑھے ان سب پر علانیہ توبہ و استغفار لازم ہے بعد توبہ ان سب کو کار خیر کرنے کا حکم دیا جائے کہ کار خیر توبہ میں معاون ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے "اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا" مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(کنز الایمان،سورہ فرقان ۷۰)

اور جو توبہ نہ کرے یا مرتد ہونے کے بعد تجدید ایمان نہ لائے تو جملہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان سب کا سماجی بائیکاٹ کر دیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ" اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(کنز الایمان،سورہ انعام ۶۸)

اور جو حضرات اس کے عقائد باطلہ پر مطلع نہ تھے تو وہ شرعاً گنہگار نہ ہونگے مگر احتیاطاً انہیں بھی توبہ کر لینی چاہئے۔وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یار علوی ارشدی عفی عنہ

(کیاایک ساتھ بالغ اورنابالغ کی نماز جنازہ پڑھاسکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیاایک ساتھ بالغ اورنابالغ کی نماز جنازہ پڑھا سکتے ہیں؟

المستفتی:۔حامدرضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں بالغ اورنابالغ دونوں کی نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں مگر افضل یہ ہے کہ الگ الگ پڑھی جائے جیساکہ حضورصدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتا ہے یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیت کرلے اور افضل یہ ہے سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھے تو ان میں جو افضل ہے اسکی پہلے پڑھے پھر اس کے بعد اس کی پڑھے جو اس کے بعد افضل ہے (وعلیٰ هذاالقیاس)(الدرالمختار کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الجنازہ ج ۳ ص ۱۳۶ / بحوالہ بہار شریعت حصہ ٤ ص ۸۳۹ / ناشر مکتبہ المدینہ دہلی)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(کرونا وائرس میں مرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کرونا وائرس سے انتقال ہوئے شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگر پڑھی جائے گی تو کتنے افراد پڑھیں اور اس کو غسل دینے میں کیا کیا احتیاطیں برتی جائیں

المستفتی:۔زبیر احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک جو شخص کرونا وائرس یا کسی اور حادثے میں انتقال کر جائے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی جیسا کہ بہار شریعت ج ۱ اور عالمگیری و درمختار میں ہے کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر کوئی ایک بھی ادا کرلے تو سب بری الذمہ ہو گئے ورنہ جن جن کو خبر پہنچی وہ نہ پڑھے تو سب گنہ گار ہوں گے اس کے لیئے جماعت شرط نہیں ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا اگر میت کی حالت اس قدر ہے کہ اسے غسل دینا ممکن نہیں مثلاً آگ میں جل گیا ہو تو اسے تیمم کرایا جائے گا اور اگر جسم صحیح و سالم ہے تو اسے غسل دیا جائے گا اب ہر وہ مسلمان مریض جو کرونا کی وجہ سے انتقال کر گیا تو ظاہر ہے کہ اس کا جسم سلامت رہتا ہے تو اسے بھی غسل دینا ضروری ہے مگر احتیاط زیادہ ضروری کہ انسان کے مرجانے کے بعد بھی کچھ دنوں تک یہ وائرسیز زندہ رہتے ہیں اس لیئے سب سے پہلے نہلانے والا ہاتھ میں گلبز پہن لے اور ماسک لگالے پھر سینیٹائزر سے پورے جسم کی اچھی طرح سے مالش کرے کم از کم ایک منٹ تک مالش کرتا رہے جس سے ہر بدن پر لگے وائرس مرجائیں گے پھر نیم کی پتی میں نیم گرم پانی سے پورے بدن کو دھولے بعدہ اسے غسل میت کی طرح غسل دے اور نماز جنازہ کے لئے صرف دو آدمی

جائیں اور وہ دونوں نماز جنازہ پڑھ کر بعدہ دفن کر کے واپس آجائیں اور اگر جنازہ کے جانے کے لئے گاڑی وغیرہ کا انتظام نہیں ہے تو چار آدمی کندھا دیتے ہوئے جائیں اور وہی نماز جنازہ پڑھ کر واپس آجائیں یعنی جس قدر ممکن ہو سکے کم سے کم آدمی اکٹھا ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

صہیب رضا رزمی

(شیعہ کی نماز جنازہ پڑھنے والوں پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شیعہ کی نماز جنازہ بستی کے سبھی اہل سنت والجماعت کے لوگوں نے پڑھی اور اہل سنت والجماعت کے امام مثلا زید نے نماز جنازہ پڑھائی تو بستی والوں کے لئے اور زید کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں۔ **المستفتی**:۔رمضان علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر وہ شیعہ ضروریات دین کا منکر ہے مثلاً یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ قرآن کریم میں کچھ سورتیں یا آیتیں کم ہیں یا یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یا دیگر ائمہ اطہار انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی سے افضل ہیں جب تو وہ کافر مرتد ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا حرام قطعی وگناہ شدید ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ" وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ "اھ یعنی اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا، بیشک اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

(پ۱۰ سورہ توبہ آیت ۸۴)

اگر کوئی شخص ایسے کافر شیعہ کے حال کو جانتا اور اس کے کفریات سے واقف تھا پھر اسے مغفرت کے قابل جانتے ہوئے اس کی نماز جنازہ پڑھے تو ایسے شخص کو کلمہ پڑھ کر تجدید اسلام اور اپنی بیوی سے دوبارہ از سر نو نکاح کرنا چاہئے جیسا کہ رد المحتار علی الدر المختار میں ہے کہ"الدعا بالمغفرۃ

للکافر کفر لطلبه تکذیب الله تعالی فیما اخبر به ''یعنی کافر کے لئے دعائے مغفرت کفر ہے کیونکہ یہ خبر الٰہی کے تکذیب کا طالب ہے ۔(رد المحتار علی الدر المختار ج ۲ ص ۲۳۶: کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلوۃ، مطلب فی الدعاء المحرم، دار عالم الکتب بیروت)

اگر وہ شیعہ ضروریات دین کا منکر نہیں مگر تبرائی (صحابہ کرام کو بُرا بھلا کہتا ہے) تو جمہور ائمہ فقہاء کے نزدیک اس کی نماز جنازہ پڑھنا حرام ہے پڑھنے والے پر توبہ استغفار کرنا ضروری ہے مگر تجدید اسلام ضروری نہیں'' کما فی الخلاصة و فتح القدیر و تنویر الابصار و الدر المختار و الفتاوی الرضویه،،اور اگر وہ صرف تفضیلی ہے یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل مانتا ہے تو اس کے جنازہ کی نماز بھی نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ متعدد حدیثوں میں بدمذہبوں کے بارے میں ارشاد ہوا'' ولا تصلوا علیهم ''یعنی ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو۔(کنز العمال بحوالہ ابن نجار عن انس، رقم الحدیث: ۳۲۵۲۹، مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت)

لیکن آج کل کے شیعہ کم از کم تبرائی (یعنی صحابہ کو برا بھلا کہنے والے) تو ضرور ہوتے ہیں لہٰذا آج کل جو کسی شیعہ کا نماز جنازہ پڑھے یا پڑھائے تو وہ حرام کا مرتکب ہے اس پر توبہ و استغفار کرنا ضروری ہے اور جو حرام کا مرتکب ہو وہ فاسق معلن اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص پھانسی لگا کر مرجائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔نیاز احمد**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگر چہ قصداً خودکشی کی ہو فتاوی عالمگیری میں ہے"من قتل نفسه عمدا يصلى عليه عند ابى حنيفة ومحمد رحمهما الله وهو الاصح كذا فى التبيين،،(فتاوی عالمگیری، جلد اول، الفصل الخامس فی الصلاۃ علی المیت، صفحہ ۱۶۳)

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگر چہ قصداً خودکشی ہو جو شخص رجم کیا گیا یا قصاص میں مارا گیا اسے غسل دیں گے اور نماز پڑھیں گے۔(بہار شریعت، جلد اول، حصہ چہارم ،نماز جنازہ کا بیان، صفحہ ۸۲۷)

فتاوی فقیہ ملت میں ہے جس نے خودکشی کر لی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور تجہیز وتکفین سب کی جائے گی درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۴۶۳ ر پر ہے"من قتل نفسه ولو عمدا يغسل ويصلى عليه به يفتى وان كان اعظم وزرا"(فتاوی فقیہ ملت، جلد اول، کتاب الجنائز، صفحہ ۲۶۶)

درمختار باب صلوۃ الجنازۃ میں ہے"من قتل نفسه ولو عمدا يغسل ويصلى عليه به يفتى وان كان اعظم وزراً من قاتل غيره(جلد ۳، صفحہ ۱۰۸)

خودکشی کرنے والا اگر مسلمان ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یہی صحیح ہے ۔(فتاویٰ مرکزی تربیت افتاء جلد اول کتاب الجنائز صفحہ ۳۳۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا دو بار نماز جنازہ پڑھائی جا سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی دو بار نماز جنازہ پڑھائی جا سکتی ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔محمد ریاض

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنازہ کی تکرار نا جائز ہے ہاں اگر ولی کے سوا کسی ایسے نے نماز پڑھائی جو ولی پر مقدم نہ ہو اور ولی نے اسے اجازت بھی نہ دی تھی تو اگر ولی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوا تو نماز کا اعادہ کر سکتا ہے اور اگر مردہ دفن ہو گیا ہے تو قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر وہ ولی پر مقدم ہے جیسے بادشاہ وقاضی وامام محلہ کہ ولی سے افضل ہو تو اب ولی نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا اور اگر ایک ولی نے نماز پڑھا دی تو دوسرے اولیا اعادہ نہیں کر سکتے اور ہر صورت اعادہ میں جو شخص پہلی نماز میں شریک نہ تھا وہ ولی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اور جو شخص شریک تھا وہ ولی کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا ہے کہ جنازہ کی دو مرتبہ نماز ناجائز ہے سوا اس صورت کے کہ غیر ولی نے بغیر اذن ولی پڑھائی۔(الفتاویٰ الھندیہ کتاب الصلوۃ الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل الخامس،ج،ا ص ۱۶۳،/ بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۸۴۱)

اور اگر کسی نے جان بوجھ کر نماز پڑھائی تو وہ گنہگار ہوا وہ فوراً توبہ کرے اور لوگوں کو بتا دے کہ پہلی بار جو نماز ہوئی تھی وہ صحیح ہے۔واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(جوتا پہن کر نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جوتا پہن کر نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟ حکم واضح فرمائیں۔ **المستفتی:۔محمد فرمان**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جوتا پہن کر نماز جنازہ پڑھنا جائز و درست ہے لیکن اگر نماز جنازہ ایسی جگہ پر جہاں گندگی ہو یا گندگی کا احتمال ہو نہ پڑھے کہ جگہ یا جوتا کا تلا ناپاک رہا تو نماز نہ ہوگی، اس لئے جوتا نکال کر اس پر کھڑے ہو کر پڑھے۔

فتاوی شامی میں ہے کہ " قد توضع فی بعض المواضع خارج المسجد فی الشارع فیصلی علیها و یلزم منه فسادها من کثیر من المصلین لعموم النجاسة و عدم خلعهم نعالهما المتنجسه "یعنی بعض مقامات میں جنازہ مسجد کے باہر روڈ پر رکھ کر نماز ادا کی جاتی ہے اس سے بہت سے نمازیوں کی نماز میں فساد لازم آتا ہے کیونکہ وہ جگہ عام طور پر ناپاک ہوتی ہے اور لوگ اپنے نجاست آلود جوتے اتارتے نہیں ہیں۔(ردالمحتار،صلوۃ الجنازۃ ج۳،ص۱۲۹)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ " لو قام علی النجاسة و فی رجلیه نعلان او جوربان لم تجز صلاته کذا فی محیط السرخسی"یعنی اور اگر نجاست پر کھڑا ہوا اور اس کے دونوں پیروں میں جوتے یا پائتا بے ہوں تو اس کی نماز جائز نہیں ایسا ہی محیط سرخی میں ہے۔(فتاوی

عالمگیری ج ا ص ۶۲/الفصل الثانی فی الطہارۃ)

البتہ جوتے چپل اتار کر اس پر پاوں رکھ کر نماز پڑھیں تو نماز ہوجائے گی جیسا کہ محیط برھانی میں ہے کہ" لو قام علی النجاسة فی الصلاة و فی رجلیه نعلان او جوربان لاتجوز صلاته ولو فرش نعلیه او جوربیه و قام علیهما جازت صلاته" یعنی اگر کھڑا ہوجائے نجاست پر نماز میں اور اس کے دونوں پیروں میں جوتے یا پائتا بے ہوں تو اس کی نماز جائز نہیں اور اگر اپنے جوتے اور پائتا بے بچھا لئے اور ان پر کھڑا ہوگیا تو نماز جائز ہے۔

(محیط برہانی ج ا ص ۶۵/بیان احکام المحدث)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ"ولو خلع نعلیه وقام علیهما جاز سواء کان ما یلی الارض منه نجسا او طاهرا اذا کان مایلی القدم طاهرا "یعنی اور اگر اپنے جوتے اتار لئے اور ان پر کھڑا ہوگیا تو جائز ہے خواہ وہ حصہ جو زمین کی طرف ہے پاک ہو یا ناپاک جب کہ قدم کی طرف والا حصہ پاک ہو۔(فتاوی عالمگیری ج ا ص ۶۲/:الفصل الثانی فی الطہارۃ)

اور امام اہل سنت سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاوں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔(فتاوی رضویہ ج ۹ ص ۱۸۸) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(جنازہ میں تکبیر کے وقت چہرہ آسمان کی طرف کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنازے میں تکبیر کے وقت چہرہ اوپر کرنا کیسا ہے؟ **المستفتی**:۔محمد اسیر رضوی دیناچھوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز جنازہ میں بوقت تکبیر آسمان کی طرف کو سر اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔آجکل کافی لوگ ایسا کرتے ہوئے دیکھے گئے ہیں کہ جب نماز جنازہ میں تکبیر کہی جاتی ہے تو ہر تکبیر کے وقت اوپر کی جانب سر کو اٹھاتے ہیں حالانکہ اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ نماز میں آسمان کی طرف منہ اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔(بہار شریعت ح ۴)

حدیث شریف میں ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جو نماز میں آسمان کی طرف آنکھیں اٹھاتے ہیں،اس سے باز رہیں کیا ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی (یعنی اندھے کردیے جائیں گے۔(صحیح مسلم بحوالہ مشکوۃ شریف ص ۹۰)

ایک خاص وجہ نماز جنازہ ایک دعا ہے جو ایک اپنے عزیز کے لیے کی جاتی ہے اور کوئی بھی دعا،، اور بحالت دعا عجز وانکساری ہونا چاہئے سر جھکا ہوا ہونا چاہیے تاکہ رب کی بارگاہ میں دعا جلدی قبول ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعد نماز عصر وقت مکروہ سے پہلے نماز جنازہ ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں اور مکروہ وقت میں کوئی نماز جائز نہیں تو اگر قصداً نماز جنازہ مکروہ وقت میں ادا کی گئی تو نماز ہوئی یا نہیں؟ باحوالہ جواب عنایت فرمائیں کرم نوازی ہوگی۔

المستفتی:۔تنویر حسین رضوی کٹیہاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگرمکروہ وقت میں جنازہ لایا گیا تو اس وقت نماز جنازہ پڑھنے میں حرج نہیں حرج اس صورت میں کہ جنازہ پہلے سے تیار تھا لیکن نماز ادا نہیں کی گئی پھر مکروہ وقت لگ گیا تو اب پڑھنا جائز نہیں ہے جیسا کہ مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ جنازہ مکروہ وقت میں لایا گیا تو نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور پہلے سے ہی لاکر رکھا ہوا تھا کہ مکروہ وقت آگیا تو اب جائز نہیں یہاں تک کہ مکروہ وقت گزرجائے فتاوی ہندیہ میں ہے”اذاوجبت صلوۃ الجنازۃ وسجدۃ التلاوۃفی وقت مباح واخرتاالی ھذاالوقت فانہ لایجوز قطعا امالوو جبتافی ھذاالوقت وادیتافیہ جازلانہاادیت ناقصۃ کماوجبت کذافی السراج الوھاج“

(فتاوی ہندیہ جلداول صفحہ ۵۲)

اورحضورصدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جنازہ اگراوقات ممنوعہ میں لایا گیا تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں کراہت اس صورت میں ہے کہ پیشتر سے تیار موجود ہے اور تاخیر کی یہاں تک

کہ وقت کراہت آگیا ۔(بہار شریعت جلداول حصہ سوم صفحہ ۲۱؍بحوالہ فتاوی مرکزتربیت افتاء جلداول صفحہ ۳۳۱)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمدافسر رضاسعدی عفی عنہ

(کیا دونوں ہاتھوں کو کھول کر نماز جنازہ میں سلام پھیرنا چاہیئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ میں سلام پھیرتے ہیں تو کیا دونوں ہاتھ ایک ساتھ چھوڑتے ہیں جواب دیکر رہنمائی فرمائیں **المستفتی**:۔رفاقت قادری پیلی بھیت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اکثر جگہوں پر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ پہلا سلام پھیرتے وقت ایک ہاتھ کھولتے ہیں پھر دوسرا سلام پھیرتے وقت دوسرا ہاتھ کھولتے ہیں یہ طریقہ بہتر نہیں پہلے ہی سلام میں دونوں ہاتھوں کو کھول دینا چاہیے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ نماز جنازہ کی چوتھی تکبیر میں سلام پھیرتے وقت دونوں ہاتھوں کو کھول دینا چاہئے اس طریقے سے کھولے کہ دونوں ہاتھ نیچے لٹک جائیں۔(بہار شریعت حصہ ۴ ص ۱۵۴)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کس نے ادا کی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی **المستفتی:۔** محمد مقیم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ اقدس پر نماز کے باب مختلف ہیں ایک کے نزدیک یہ نماز معروف نہیں ہوئی بلکہ لوگ گروہ درگروہ حاضر آتے اور صلوۃ وسلام عرض کرتے بعض احادیث بھی اسکی موئد ہیں "کمابیناھافی رسالتنا النہی الحاجزعن تکرار صلوٰۃ الجنائز" اور بہت علماء یہی نماز معروف مانتے ہیں۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصحیح فرمائی "کمافی شرح المؤطاللزرقانی" "سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تسکین فتن وانتظام امت میں مشغول جب تک ان کے دست حق پرست پر بیعت نہ ہوئی تھی لوگ فوج درفوج آتے اور جنازہ انور پر نماز پڑھتے جاتے جب بیعت ہوئی ولی شرعی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے انہوں نے جنازہ مقدس پر نماز پڑھی پھر کسی نے نہ پڑھی کہ بعد صلوٰۃ ولی پھر اعادہ نماز جنازہ کا اختیار نہیں ان تمام مطالب کی تفصیل قلیل فقیر (سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ) کے رسالہ "النہی الحاجزعن تکرار صلوٰۃ الجنائز" "مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی میں ہے "ان ابابکررضی اللہ تعالیٰ عنہ کان مشغولابتسویۃ الامور

وتسکین الفتنۃفکانوا یصلون علیہ قبل حضورہ وکان الحق لہ لانہ ھوخلیفہ فلمافرغ صلی علیہ ثم لم یصل احدبعدہ علیہ"بزارحاکم وابن منیع وبیہقی وطبرانی معجم اوسط میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سرکارصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میرے غسل وکفن سے فارغ ہوتو مجھے نعش مبارک پررکھ کر باہر چلے جاؤ سب سے پہلے جبرئیل مجھ پرصلوٰۃ کریں گے پھرمیکائیل پھراسرافیل پھرملک الموت اپنے سارے لشکروں کے ساتھ پھرگروہ درگروہ میرے پاس حاضرہو کر مجھ پردورودوسلام عرض کرتے جاؤ۔(فتاوی رضویہ شریف جلد چہارم صفحہ ۵۴ رضااکیڈمی)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمدافسررضاسعدی عفی عنہ

(عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔** عبدالقادر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنا جائز و درست ہے طحطاوی علی المراقی میں ہے”لا تکرہ فی مسجد اعدلها و کذا فی مدرسۃ ومصلی عید“(طحطاوی علی المراقی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۳۲۶)

اور بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۸۲؍کی اس عبارت سے بھی مصرح ہے کہ عیدگاہ اقتدا کے مسائل میں مسجد کے حکم میں ہے اگر چہ امام ومقتدی کے درمیان کئی صفوں کی جگہ فاصل ہو اور باقی احکام مسجد کے اس پر نہیں۔(بحوالہ فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۲۶۵؍جنازہ کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی ؟جواب عنایت کریں۔ **المستفتی**:۔جہانگیر اشرف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب (رئیس المنافقین) عبداللہ بن ابی ابن سلول مرگیا تو اسکی نماز جنازہ پڑھانے کیلئے جناب رسالت ﷺ سے عرض کی گئی جب آپ اس کی نماز جنازہ پڑھانے کیلئے کھڑے ہوئے تو میں تیزی سے آپکے پاس گیا اور عرض کی، یارسول اللہ! کیا آپ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھارہے ہیں؟ حالانکہ اس نے فلاں دن یہ اور یہ کہا تھا(کہ مدینہ پہنچ کر عزت والے ذلت والے کو نکال دینگے،اور یہ کہا تھا کہ جولوگ آپکے ساتھ ہیں، جب تک وہ آپکا ساتھ نہ چھوڑ دیں اس وقت ان پر کچھ بھی خرچ نہ کرو، اورحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایسی نازیبا بات کی تھی، جس سے آپکو سخت رنج پہنچا تھا،اور(اس بدبخت نے) آپ سے کہا تھا کہ اپنی سواری کو مجھ سے دور کرلیں، مجھے اس سے بدبو آتی ہے، جنگ اُحد میں عین اس وقت جب افراد کی بڑی ضرورت تھی، اپنے تین سوساتھیوں کو لے کرلشکر سے نکل گیا تھا) میں آپ کو یہ تمام باتیں ایک ایک کرکے گنواتا رہا،حضور رحمت عالم ﷺ نے یہ سن کر مسکراتے اور فرمایا اپنی رائے کو رہنے دو، جب میں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ استغفار کرو یا نہ کرو سو میں نے استغفار کو اختیار کرلیا اور اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ میں نے ستر مرتبہ سے زیادہ بھی استغفار کیا تو اسکی مغفرت

کردی جائیگی تو میں ستر بار سے زیادہ استغفار کرتا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسکے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی نماز جنازہ پڑھادی۔(صحیح بخاری شریف کتاب الجنائز)

امام ابوجعفر محمد بن ابن جریر طبری لکھتے ہیں،کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملے میں سوال کیا کہ آپ نے عبداللہ بن ابی جیسے دشمن اسلام نے نماز جنازہ بھی پڑھادی اور اسکے کفن کیلئے اپنی قمیص مبارک بھی عطاء فرمادی تو آپ نے فرمایا اسکی بدبختی اور گستاخی کی وجہ سے میری قمیص اور اس پر میری نمازِ جنازہ اس سے اللہ کے عذاب کو دور نہیں کرسکتی،اور بے شک مجھے اللہ رب العزت کے کرم سے یہ امید ہے کہ میرے اس عمل سے اسکی قوم کے ایک ہزار افراد مشرف بالایمان ہوجائیں گے۔(جامع البیان جلد ۱۰/ص ۱۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(چند نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ایک ساتھ دو بالغ مرد کی نمازے جنازہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کئی جنازہ ہوں تو انکی نماز جنازہ ایک ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں یا الگ الگ صورتوں میں پڑھنا جائز ہے مگر الگ الگ پڑھنا زیادہ اولی ہے ان میں افضل کو مقدم کرنا افضل ہے جیسا کہ فتاوی درمختار میں ہے"اذا جمعت الجنائز فافراد الصلوۃ علی کل واحدۃ اولی من الجمع وان جمع جاز ملتقطا"(جلد ۲ ص ۲۱۸)

فتاوی ہندیہ میں ہے" ولواجمعت الجنائز یخیر الامام ان شاء صلی علی کل واحد علی واحدۃ وان شاء صلی علی الکل دفعۃ بالنیۃ علی الجمیع و ترتیبھم بالسنۃ الی الامام کترتیبھم فی صلوتھم خلفہ حالۃ الحیاۃ فیقرب منہ الافضل فالافضل فیصف الرجال الی جھۃ الامام ثم الصبیان ثم الخنثائی ثم النساء ثم المراھقات ولو کان الکل رجالا روی الحسن عن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ یوضع افضلھم واسنھم ممایلی الامام ولو جتمع حر و عبد فالمشھور تقدیم الحر علی کل"(حال کذا فی فتح القدیر جلد ۱ ص ۱۶۵)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انیس الرحمن حنفی رضوی

(نماز جنازہ پڑھانے کا حقدار کون ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کے والد کا انتقال ہوگیا اور زید بھی عالم ہے زید کے والد کی نماز جنازہ میں مقتیان کرام بھی ہیں ایسے وقت میں نماز جنازہ کون پڑھائے؟ کا جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد ذیشان الہ آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز جنازہ میں امامت کا حقدار بادشاہ اسلام ہے، پھر قاضی، پھر امام جمعہ، پھر امام محلہ، پھر ولی کو امام محلہ کا ولی پر تقدم بطور استحباب ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں نماز جنازہ میں امامت کا حق بادشاہ اسلام کو ہے، پھر قاضی، پھر امام جمعہ، پھر امام محلہ، پھر ولی کو، امام محلہ کا ولی پر تقدم بطور استحباب ہے اور یہ بھی اس وقت کے ولی سے افضل ہو ورنہ ولی بہتر ہے ولی سے مراد میت کے عصبہ ہیں اور نماز پڑھانے میں اولیا کی وہی ترتیب ہے جو نکاح میں ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ نماز جنازہ میں میت کے باپ کو بیٹے پر تقدم ہے اور نکاح میں بیٹے کو باپ پر، البتہ اگر باپ عالم نہیں اور بیٹا عالم ہے تو نماز جنازہ میں بھی بیٹا مقدم ہے، اگر عصبہ نہ ہوں تو ذوی الارحام غیروں پر مقدم ہیں میت کا ولی اقرب (سب سے زیادہ نزدیک کا رشتہ دار) غائب ہے اور ولی ابعد (دور کا رشتہ والا) حاضر ہے تو یہی ابعد نماز پڑھائے، غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اتنی دور ہے کہ اس کے آنے کے انتظار میں حرج ہو (بہار شریعت ح چہارم ص ۸۳۶ دعوت اسلامی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(اگر جنازہ سامنے نہ ہوتو نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر جنازہ سامنے نہ ہوتو نماز جنازہ ہوگی یا نہیں؟

المستفتی:۔عامر جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز جنازہ کی صحت کے لئے جنازہ کا نمازی کے سامنے ہونا شرط ہے اگر جنازہ سامنے نہ ہوتو نماز نہیں ہوسکتی مشہور قاعدہ ہے "اذا فات الشرط فات المشروط."

درمختار میں ہے: "وشرطها اسلام الميت وطهارته ووضعه امام المصلى (وكونه للقبلة فلا تصح على غائب ومحمول على نحو دابة وموضوع على خلفه)

(درمختار کتاب الصلوۃ باب صلوٰۃ الجنازۃ ص ۱۱۹/دارالکتب العلمیہ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: مذہب مہذب حنفی میں جنازہ غائب پر بھی محض ناجائز ہے۔ائمہ حنفیہ کا اس کے عدمِ جواز پر بھی اجماع ہے خاص اس کا جزئیہ بھی مصرح ہونے کے علاوہ تمام عبارات مسئلہ اولیٰ بھی اس سے متعلق کہ غالباً نمازِ غائب کو تکرارِ صلوٰۃ جنازہ لازم۔بلاد اسلام میں جہاں مسلمان انتقال کرے نماز ضرور ہوگی،اور دوسری جگہ خبر اس کے بعد ہی پہنچے گی،ولہذا امام اجل نسفی نے کافی میں اس مسئلہ کو اس کی فرع ٹھہرایا،اگرچہ حقیقۃً دونوں مستقل مسئلے ہیں۔اب اس مسئلہ کی نصوص خاصہ لیجئے،اور بہ نظرِ تعلق مذکورسلسلہ عبارات بھی وہی رکھئے۔فتح القدیر،حلیہ، غنیہ،شلبیہ،بحرالرائق،ارکان میں ہے:"وشرط صحتها اسلام الميت وطهارته وضعه

امام المصلی فلھذا القید لا تجوز علی غائب" صحتِ نماز جنازہ کی شرط یہ ہے کہ میّت مسلمان ہو طاہر ہو، جنازہ نمازی کے آگے زمین پر رکھا ہو۔اسی شرط کے سبب کسی غائب کی نماز جنازہ جائز نہیں۔(فتح القدیر فصل فی الصلوۃ علی المیت)

"شرط صحتها كونه موضوعا امام المصلى ومن هنا قالوا لا تجوز الصلٰوۃ علی غائب مطلقا۔" نمازِ جنازہ کی شرائطِ سے ہے جنازہ کا مصلّی کے آگے ہونا۔اسی لئے ہمارے علماء نے فرمایا کہ مطلقاً کسی غائب پر نماز جائز نہیں۔(حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

متن تنویر الابصار میں ہے:"شرطها وضعه امام المصلی" جنازہ کا نمازی کے سامنے ہونا شرطِ نماز جنازہ ہے(درمختار باب صلٰوۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی جلد ۱، صفحہ ۱۲۱رفتاویٰ رضویہ مترجم ج۹رص ۳۴۱ر۳۴۳)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری عفی عنہ

(دو دن کے بچے کو بنا جنازہ ادا کئے دفن کرنا کیسا ہے؟)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دو دن کے بچہ کو بنا جنازہ ادا کئے دفنا دیا ہے اب کیا کریں؟ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد ذو الفقار پالی راجستھان سے

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب تک کہ لاش پھٹ جانے کا گمان غالب نہ ہو اس وقت تک اس کی قبر پر نماز ادا کرنے کا حکم ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: عموماً اموات کی لاشیں تین دن یا دس دن یا کم وبیش میں پھٹ جاتی ہیں اسی وجہ سے اگر میت بغیر نماز دفن کر دی گئی ہو تو جب تک اس کے پھٹ جانے کا غالب گمان نہ ہو قبر پر نماز پڑھنے کا فقہاء حکم دیتے ہیں۔اور تفسخ کی مقدار میں اختلاف ہے، اصح یہ ہے کہ اس کی کوئی مقدار نہیں۔

درمختار میں ہے:"صل علی قبرہ ما لم یغلب علی الظن تفسخہ من غیر تقدیر و ھو الاصح"(فتاوی امجدیہ جلد اول صفحہ نمبر ۳۲۶)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری عفی عنہ

(پاگل کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ پاگل شخص کی نماز جنازہ کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے پڑھی جائے گی یا نہیں؟

المستفتی: محمد رضوان خان قادری صحبتیا بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پاگل مرد ہو یا عورت نماز جنازہ پڑھی جائے گی بشرطیکہ مسلمان ہو جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: جو پیدائشی پاگل ہو یا بالغ ہونے سے پہلے پاگل ہوگیا ہو اور اسی پاگل پن میں وفات ہوگئی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور دعا نابالغ کی پڑھی جائے گی۔(بہار شریعت ج اول ح چہارم ص ۸۳۸)واللہ اعلم باالصواب

کتبہ

محمد جواد القادری واحدی

(وہابی کے نابالغ بچے کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی وہابی کے نابالغ بچے کی جنازہ میں شرکت کرنا یا مٹی دینا کیسا ہے؟ از روئے شرع جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: ۔محمد رجب علی قادری فیضی اترولوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی بھی وہابی دیوبندی کے بالغ یا نابالغ کی نماز جنازہ پڑھنا یا مٹی دینا ناجائز ہے اس لئے کہ دیوبندی وہابی شان الوہیت و رسالت میں شدید گستاخ اور ضروریات دین کے منکر ہیں جس کے باعث اسلام سے خارج کافر و مرتد ہیں۔

اور فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے: کہ دیوبندی وہابی کے نابالغ بچہ کی بھی نماز جنازہ پڑھانا (یا پڑھنا) جائز نہیں ہاں اگر بچہ سمجھدار رہو اور اس کا عقیدہ اہل سنت و جماعت جیسا ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔(فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۲۶۰)

لہٰذا معلوم ہوا کہ وہابی دیوبندی کے نابالغ بچے کی بھی نماز جنازہ پڑھنا یا پڑھانا یا مٹی دینا جائز نہیں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر غلام محمد صدیقی فیضی ارشدی عفی عنہ

(حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جنازہ کی نماز کس نے پڑھائی؟ **المستفتی**:۔محمد سہیل رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۵۸ ھ کو بیماری کے باعث اپنے گھر میں ہوئی۔آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے جنت البقیع میں دفن کیا جائے آپ کی نماز جنازہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔(مدارج النبوت، جلد دوم،ص ۵۴۳/ادبی دنیا مٹیا محل جامع مسجد دہلی)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معراج رضوی سنبھلی

(نماز جنازہ نہ پڑھنے کی قسم کھائی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا اور اس نے نماز جنازہ پڑھ لیا تو اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ۔اقبال احمد رضوی سسوا باز ار ضلع سنت کبیر نگر اتر پردیش

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں کفارہ دینا ہوگا۔قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ:ایک غلام آزاد کرنا،یا دس مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنائے،اور اگر ان دونوں باتوں پر قدرت نہ ہو تو مسلسل تین روزے رکھے "يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ." (المائدہ،۸۹:۵)

اس آیت مبارکہ کے تحت جو قسم کا کفارہ ہے غلام آزاد کرنا چونکہ آج کل غلام موجود نہیں ہیں،لہٰذا قسم توڑنے والا دس مسکینوں فقیروں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلائے یا ان کو کپڑے پہنائے۔اگر کھانا یا کپڑے دستیاب نہ ہوں تو تین دن مسلسل روزے رکھے تو کفارہ ادا ہو جائے گا۔

بہار شریعت میں حضور صدر الشریعہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:ا گر غلام آزاد کرنے یا دس ۱۰

مسکین کو کھانا یا کپڑے دینے پر قادر نہ ہو تو پے در پے تین روزے رکھے ۔ (ج ۲ ح ۹ ص ۳۱۱)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر رضا رضوی امجدی

(صلح کلی کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صلح کلی کی نماز جنازہ پڑھانا کیسا ہے؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔** محمد شفیع الرحمن کانپور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صلح کلی کی نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا جائز نہیں! چنانچہ اللہ پاک کا ارشاد ہے " مُّذَبۡذَبِيۡنَ بَيۡنَ ذٰلِكَ لَاۤ اِلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ " بیچ میں ڈگمگا رہے ہیں نہ ادھر کے نہ ادھر کے۔

(سورۃ النسآء آیت نمبر ۱۴۳)

اس آیت کے تحت صدرالافاضل حضرت علامہ ومولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ خزائن العرفان میں تحریر فرماتے ہیں کہ کفر وایمان کے نہ خالص مومن نہ کھلے کافر۔اس لئے ایسے شخص کی نماز جنازہ نہ پڑھائی جائے گی کہ کیسا بھی صلح کلی ہو اعتقادی یا عملی کسی کی نمازِ جنازہ پڑھنا پڑھانا جائز نہیں ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(کیا بغیر داڑھی والا نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کی ماں کا انتقال ہو گیا اور زید داڑھی کاٹتا ہے اس نے اپنی ماں کی نماز جنازہ پڑھائی ہے کیا ہو جائے گی؟ بکر کہہ رہا ہے کہ نماز جنازہ دعا ہے ہو جائے گی۔جواب عنایت فرمائیں۔**المستفتی**:۔محمد تاج رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو شخص داڑھی منڈواتا ہو یا حد مقرر شرعی سے کم رکھتا ہو فاسق معلن ہے اور فاسق کو امام بنانا ممنوع وگناہ ہے اس کے پیچھے پڑھی گئی نماز کو دہرانا واجب ہے۔

جیسا کہ علامہ عابدین شامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ" و أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، و بأن فی تقديمه للامامة تعظيمه، وقد وجب عليهم اهانته شرعاً " اھ یعنی فاسق کی امامت کے مکروہ ہونے کی فقہاء نے یہ علت بیان کی ہے کہ وہ اپنے دین کی تعظیم و اہتمام نہیں کرتا اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ امامت کے لئے اس کی تقدیم میں تعظیم ہوگی حالانکہ شرعاً لوگوں پر اس کی اہانت کا حکم ہے(فتاوی شامی ج ۱ ص ۵۶۰: دارالفکر،بیروت)

اور اسی میں ہے کہ:" بل مشى فی شرح المنية على أن كراهة تقديمه [يعنی الفاسق] كراهة تحريم " بلکہ شرح منیہ میں ہے کہ اس کی تقدیم مکروہ تحریمی ہے۔

(فتاوی شامی ج ۱ ص ۵۶۰: دارالفکر بیروت)

لیکن نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اس لئے اگر ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا لہٰذا

اگر فاسق معلن جنازہ کی نماز پڑھادے تو فرض ادا ہو جائے گا اعادہ کی حاجت نہیں جیسا کہ امام اہل سنت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں اسے امام کرنا اور بھی زیادہ معیوب کہ یہ نماز بغرض دُعا و شفاعت ہے اور فاسق کو شفاعت کے لئے مقدم کرنا حماقت تاہم اگر پڑھائے گا تو جوازِ نماز وسقوط فرض میں کلام نہیں کما لا یخفی جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔

(فتاوی رضویہ ۶ ص ۳۹۰: رضا فاؤنڈیشن لاہور) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(جنازہ میں امام میت سے کتنی دور کھڑا ہو؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ میں امام میت سے کتنی دوری پر ہو کر نماز پڑھائے؟

المستفتی:۔محمد نوشاد رضا نوری ارریہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت سے کتنا قریب ہو کتب احادیث وفقہ میں کوئی عبارت نظر سے نہ گزری ہاں بہتر یہ ہے کہ امام نماز جنازہ پڑھاتے وقت میت کے سینہ کے سامنے اور قریب کھڑا ہو۔چنانچہ علامہ محمد بن عبد اللہ تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ اور علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:(يَقُومُ الْإِمَامُ نَدْبًا (بِحِذَاءِ الصَّدْرِ مُطْلَقًا) لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ"یعنی مستحب یہ ہے کہ میت کے سینہ کے سامنے امام کھڑا ہو،میت خواہ مرد ہو یا عورت۔(تنویر الابصار وشرحہ الدر المختار)

اس کے تحت علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:(قَوْلُهُ نَدْبًا) أَيْ كَوْنُهُ بِالْقُرْبِ مِنَ الصَّدْرِ مَنْدُوبٌ، وَإِلَّا فَمُحَاذَاةُ جُزْءٍ مِنَ الْمَيِّتِ لَا بُدَّ مِنْهَا قُهُسْتَانِيٌّ عَنِ التُّحْفَةِ. وَيَظْهَرُ أَنَّ هَذَا فِي الْإِمَامِ وَفِيمَا إذَا لَمْ تَتَعَدَّدْ الْمَوْتَى وَإِلَّا وَقَفَ عِنْدَ صَدْرِ أَحَدِهِمْ فَقَطْ، وَلَا يَبْعُدُ عَنِ الْمَيِّتِ كَمَا فِي النَّهْرِ ط (قَوْلُهُ لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ) أَرَادَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى الشَّامِلَ لِلصَّغِيرِ وَالصَّغِيرَةِ "یعنی مستحب یہ ہے کہ میت کے سینہ کے سامنے قریب کھڑا ہو اور امام کا میت کے کسی حصۂ بدن کے سامنے کھڑا ہونا لازم ہے جیسا کہ "قہستانی" میں "تحفۃ الفقہاء" کے حوالے سے منقول ہے، اور یہ امام کیلئے اس وقت ہے کہ

جب مردے متعدد نہ ہوں (یعنی ایک ہی میت کی نماز پڑھانی ہو) ورنہ کسی ایک کے سینہ کے مقابل اور قریب کھڑا ہو جیسا کہ "نہر الفائق" میں ہے، اور شارح کے مرد و عورت کہنے سے مراد مذکر و مؤنث ہے لہٰذا یہ بچے اور بچی کو بھی شامل ہو گا جیسا کہ "حاشیۃ الطحطاوی" میں ہے۔ (رد المحتار علی الدر المختار)

قریب سے مراد یہ ہے کہ جنازہ اور امام کے مابین کم سے کم ایک مصلی کا فاصلہ ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

(خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جوخودکشی کرتاہے اسکی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یانہیں؟اوراسکا چہارم و چالیسواں وغیرہ ہوگایانہیں؟ **المستفتی:** محمدآصف رضابنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خودکشی کرنے والااگرمسلمان ہے تواس کی نماز جنازہ ضرور پڑھی جائے گی اگرچہ خودکشی کرنا حرام اورجہنم میں لے جانے والا کام ہے جس سے اجتناب لازم ہے۔

فتاوی فقیہ ملت جلداول صفحہ ۲۶۶ / پرہے جس شخص نے خودکشی کرلی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اورتجہیزوتکفین سب کی جائے گی درمختار مع شامی جلداول صفحہ ۶۳۴ / پرہے "ان قتل نفسه ولو عمدا یغسل ویصلی علیه به یفتی وان کان اعظم وزرا" اھ

فقیہ اعظم حضورصدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ مفتی محمدامجدعلی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریرفرماتے ہیں جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑاگناہ ہے مگراُس کے جنازہ کی نمازپڑھی جائے گی اگرچہ قصداً خودکشی کی ہو۔(بہارشریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۴۷)

لہذاخودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے اوراس کے لیے برائے ایصال ثواب فاتحہ تیجہ چہارم دسواں بیسواں چالیسواں سالانہ یاروزانہ قرآن خوانی وغیرہ سب کرنا جائز ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

العبدابوالفیضان محمّدعتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(جنازہ کی دعا میں سورۃ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنازے کی دعا یاد نہ ہو تو کیا وہ سورۃ فاتحہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی

المستفتی: شیخ امیر رضا قادری اورنگ آباد مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سورۃ فاتحہ بطورِ دعا پڑھ سکتے ہیں البتہ تلاوت کی نیت سے پڑھنا جائز نہیں ہے چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے: ولو قرأ الفاتحة بنية الدعاء فلا بأس به وإن قرأها بنية القراءة لا يجوز؛ لأنها محل الدعاء دون القراءة كذا في محيط السرخسي "یعنی اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ کو بہ نیتِ دعا پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اسے قراءت کی نیت سے پڑھے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ نمازِ جنازہ تلاوت کے بجائے دعا کی جگہ ہے اسی طرح "محیط سرخسی" میں ہے (الفتاوی الھندی ۱/ ۱۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

(جنازہ میں تین تکبیر کہی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب نے نماز جنازہ میں تین ہی تکبیر کہے یعنی نیت کر کے پہلی تکبیر ثنا پڑھ کر دوسری تکبیر اور درود شریف پڑھ کر تیسری تکبیر اور دعا پڑھ کر بغیر تکبیر پڑھے سلام پھیر دیا مقتدیوں نے لقمہ دیا لیکن امام صاحب لقمہ لیے بغیر سلام پھیر دیے تو اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟ **المستفتی**: سید شبیر احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور اس میں دو رکن ہیں قیام، چار تکبیریں۔ اگر امام نے بھول کر تین تکبیر ہی کہی اور سلام پھیر دیا پھر یاد آنے پر چوتھی تکبیر کہی اور سلام پھیرا تو نماز جنازہ ہوگئی، اور اگر قصداً یہ جان کر سلام پھیرا کہ نماز جنازہ میں تین ہی تکبیریں ہیں تو یہ نماز جنازہ نہیں ہوئی ہے۔

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیحضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں دوسری صورت میں نماز ہوجانا اسی صورت میں ہے کہ اس نے بھول کر سلام پھیرا ہو اور اگر قصداً پھیرا یہ جان کر کہ نماز جنازہ میں تین ہی تکبیریں ہیں تو یہ نماز بھی نہیں ہوگی۔(فتاوی رضویہ مترجم جلد نہم صفحہ ۱۹۳) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

العبد ابو الفیضان محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یار علوی ارشدی عفی عنہ

(تکبیر میں رفع یدین کیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز جنازے میں امام صاحب نے چاروں تکبیر میں رفع یدین کئے تو اس صورت میں جنازے کی نماز ہوئی یا نہیں؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: محمد صلاح الدین پیرامدھے پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز جنازہ میں رفع یدین کرنا خلاف سنت ومکروہ تنزیہی ہے مگر نماز ہوجائے گی استاذ الفقہاء حضور فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد الامجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں نماز ہوجائے گی لیکن ایسا کرنا خلاف سنت ومکروہ ہے "لماروی الدارقطنی: عن ابن عباس وابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہما ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کان اذا صلّی علی جنازۃ رفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لایعود وکان کل تکبیرۃ قائمۃ مقام رکعۃ وغیر الرکعۃ الاولی لارفع فیہا فکذا تکبیرات الجنازۃ (ھکذافی طحطاوی علی المراقی الفلاح صفحہ ۳۵۴)

فتاوی عالمگیری جلداول مصری صفحہ ۱۵۴/ میں ہے" ولایرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولی فی ظاھر الروایۃ کما فی العینی شرح للکنز "اور درمختار باب صلاۃ الجنائز میں ہے یرفع یدیہ فی الاولی "(فتاوی فیض الرسول جلداول صفحہ ۴۴۴)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبدابوالفیضان محمّد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(جنازہ کی نماز میں وضوٹوٹ گیا تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب نماز جنازہ پڑھا رہے تھے اور درمیان میں وضوٹوٹ گیا تو کیا حکم ہے؟ **المستفتی**: محمد سمیر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر درمیان نماز جنازہ امام کا وضوٹوٹ جائے تو امام کسی صالح امام کو اپنا خلیفہ کرے اور خود طہارت کے لیے چلا جائے تو یہ جائز ہے جیسا کہ صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ امجد علی رحمۃاللہ تعالی فرماتے نماز جنازہ میں امام بے وضو ہو گیا اور کسی کو اپنا خلیفہ کیا تو جائز ہے ۔(بہار شریعت جلداول حصہ چہارم صفحہ نمبر ۸۴۰ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

ابوعبداللہ محمد ساجد چشتی

(زنا سے بچہ پیدا ہو کر مر گیا تو نماز پڑھی جائے گی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسلمہ عورت نے غیر مسلم سے زنا کیا اور اس زنا سے بچہ پیدا ہو کر کچھ دیر بعد مر گیا تو اب اس صورت میں اس بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟ تشفی بخش جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں؟ **المستفتی:محمد عمران علی اتر دیناج پور بنگال**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں نماز جنازہ پڑھی جائے گی خواہ زانیہ مسلمہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ اور زانی اگر چہ غیر مسلم ہو تو جو بچہ زنا سے پیدا ہوا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی کیونکہ بچہ غیر سمجھدار ہے اگر چہ بچے کا والد کافر ہو کیونکہ والدین میں سے جب کوئی مسلمان ہو تو بچہ بہتر دین والے یعنی مسلمان کے تابع ہوتا ہے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نابالغ سمجھدار ہے تو اس کا اسلام معتبر ہے اور ناسمجھ ہے تو خیر الابوین کا تابع ہے اس میں دیگر ورثاء کا اعتبار نہیں لہذا اگر اس کے والدین کفریہ عقائد رکھتے ہوں تو وہ بچہ ناسمجھ ہو تو جنازہ میں شرکت ناجائز۔(فتاوی امجدیہ جلد اول صفحہ ۳۱۴ مکتبہ امجدیہ مٹیا محل دھلی)

اور بہار شریعت میں ہے چھوٹے بچے کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا ایک تو وہ مسلمان ہے اُس کی نماز پڑھی جائے اور دونوں کافر ہیں تو نہیں۔(جلد اول صفحہ ۸۲۶ مکتبۃ المدینہ)

لہذا عورت جو زنا کر کے گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوئی اسے چاہئے کہ فوری طور پر توبہ کرے اگر اسلامی حکومت ہوتی تو اس کو بہت سخت سزا دی جاتی اب چونکہ اسلامی حکومت نہیں ہے اسی لئے وہ توبہ کرے آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے اور صدقہ وخیرات کرے کہ نیکیاں قبولِ توبہ میں معاون ہوتی ہیں

قال اللہ تعالیٰ: "اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ" مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معراج رضوی

(جنازہ میں مقتدی کوثناء و درود پڑھنا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ میں مقتدی کو ثناء و درود شریف و دعاءمیت پڑھنا ہے یا صرف امام صاحب ہی پڑھیں گے؟ **المستفتی:** محمد ندیم اختر بلیا یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مقتدی کو بھی سب کچھ پڑھنا ہے کیونکہ نمازِ جنازہ میں صرف ذکر و دعاء ہے قرأت قرآن نہیں، جومقتدی کو پڑھنا منع ہو، حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ”مقتدی بھی سب کچھ پڑھیں کہ نماز جنازہ میں صرف ذکر و دعا ہے قرآت قرآن نہیں اور مقتدیوں کو صرف قرآت قرآن ہی منع ہے باقی دعا و اذکار میں وہ امام کے شریک ہیں (فی الرحمانیة فی الطحطاوی یکبرون الافتتاح مع رفع الیدین ثم یقرؤن الثناء ثم یکبرون و یصلون علی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ثم یکبرون و یستغفرون للمیت ثم یکبرون و یسلمون ولا یرفعون أیدیھم فی التکبیرات الثلث ولا قراءة فیھا)

طحطاوی میں ہے کہ کانوں تک ہاتھ لے جانے کے ساتھ تکبیر افتتاح کہیں پھر ثناء پڑھیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں پھر تکبیر کہیں پھر میت کے لئے استغفار کریں پھر تکبیر کہیں اور سلام پھیریں بعد کی تینوں تکبیروں میں ہاتھ نہ اٹھائیں اور نماز جنازہ میں قرات قرآن نہیں۔

خزانۃ المفتین میں ہے: و إن کان المیت غیر بالغ فإن الإمام و من خلفه

يقولون أللهم اجعله لنا فرطا واجعله لنا ذخرا شافعا و مشفعا" اگر میت نابالغ ہوتو امام اور مقتدی سب کہیں گے اے اللہ اسے ہمارے لئے آگے جانے والا کردے اور اسے ہمارے لئے ذخیرہ بنادے اور شفاعت کرنے والا مقبول الشفاعۃ کردے ۔(فتاوی رضویہ جلد ۹ صفحہ ۱۹٤ رضافاونڈیشن لاہور)

مذکورہ بالاعبارت معلوم ہوا کہ جنازے میں امام ومقتدی دونوں، ثناء و درود شریف و دعائے مغفرت پڑھیں ۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(حضور ﷺ نے سب پہلے نماز جنازہ کس صحابی کی پڑھائی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے کس صحابی کی نماز ے جنازہ پڑھائی؟ **المستفتی**: قمر المصطفی بستی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ اسلام میں وجوب نماز جنازہ کا حکم مدینۂ منوّرہ میں نازل ہوا۔حضرت سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مبارک ہجرت کے بعد نویں مہینے کے آخر میں ہوا اور یہ پہلے صحابی کی میّت تھی جس پر نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی۔(فتاوی رضویہ جدید جلد 5 ص 376 رضا فاؤنڈیشن لاہور) واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(جنازہ میں افضل صف کونسی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز پنجگانہ میں صف اول اور جنازہ کی نماز میں آخری صف میں زیادہ ثواب ہونے میں حکمت کیا ہے؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: شاہ محمد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز پنجگانہ میں اول صف کو فضیلت حاصل ہے؛ اس کی وجہ یہ ھیکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی اور اس کے فرشتے سب سے پہلے صف میں رحمت بھیجتے ہیں؛ پھر دوسری صف پر پھر تیسری صف پر اور نماز جنازہ میں اس کے برعکس آخری صف کو فضیلت حاصل ہے اس کی تین وجہیں ہیں۔(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ اس میں تعداد صفوف مطلوب ہے؛ تو اگر صف اول کو فضیلت دی جاتی تو لوگوں کے کم ہونے کی صورت میں سب ایک ہی صف میں رہتے دوسری تیسری صف نہ لگاتے لہذا صف اول کو فضیلت نہ دے کر آخری صف کو فضیلت دی گئی۔(۲) دوسری وجہ یہ ھیکہ آخری صف والے تواضع وانکساری کے ساتھ میت کے حق میں شفاعت ومغفرت کی دعا کرتے ہیں؛ اور انکی شفاعت ومغفرت قبولیت کے زیادہ مناسب ہوتی ہے۔(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ میت کی نماز پڑھنا بظاہر عبادت اصنام سے مشابہ ہے لیکن اس کو حق ادائیگی مسلم کے لئے حسن قرار دیا گیا، اور وہ صرف نماز جنازہ سے حاصل ہو جاتا ہے لھذا جس قدر میت سے دور رہے گا شبہ بعادۃ الاصنام سے دور رہے گا اس لئے بھی آخری صف کو فضیلت حاصل ہوتی ہے۔(انوار الانوار ص ۵۱)

ردالمحتار میں ہے: قوله خير صفوف الرجال اولها) لانه روى فى الاخبار ان الله تعالى اذا انزل الرحمة على الجماعة ينزلها اولا على الامام ثم تجاوز عنه الى من بحذائه فى صف الاول، ثم الى الميامن ثم الى المياسر فى الصف الى الثانى اھ {ردالمحتار ج 1ص569}

اوراسی میں ہے وقوله فى غير جنازة) اما فيها فاخرها اظهار اللتواضع لانهم شفعاء فهو حرى بقول شفاعتهم ولان المطلوب فيها تعدد الصفوف فلو فضل الاول امتنعوا عن التاخر عند قلتهم رحمتى"

{ردالمحتار ج1ص570 /فتاوی مرکزتربیت افتاء/ جلداول ص215} واللہ اعلم بالصواب

محمدمعصوم رضانوری

(جنازے کی دعا یاد نہ ہوتو؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنازے کی دعا یاد نہ ہوتو کیا وہ سورۃ فاتحہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔شیخ امیر رضا قادری، اورنگ آباد مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورتِ مسئولہ میں سورۃ فاتحہ بطورِ دعا پڑھ سکتے ہیں، البتہ تلاوت کی نیت سے پڑھنا جائز نہیں ہے۔چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے: **ولو قرأ الفاتحة بنية الدعاء فلا بأس به وإن قرأها بنية القراءة لا يجوز؛ لأنها محل الدعاء دون القراءة، كذا في محيط السرخسي۔** یعنی، اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ کو بہ نیتِ دعا پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر اسے قراءت کی نیت سے پڑھے، تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ نمازِ جنازہ تلاوت کے بجائے دعا کی جگہ ہے، اسی طرح "محیط سرخسی" میں ہے۔(الفتاوی الهندية،۱/۱۶۴)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

(جنازہ میں امام میت سے کتنی دوری پر ہوکر نماز پڑھائے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ میں امام میت سے کتنی دوری پر ہوکر نماز پڑھائے؟ **المستفتی:**۔محمد نوشاد رضا نوری ارریہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بہتر یہ ہے کہ امام نماز جنازہ پڑھاتے وقت میت کے سینہ کے سامنے اور قریب کھڑا ہو۔ چنانچہ علامہ محمد بن عبد اللہ تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ اور علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:(يَقُومُ الْإِمَامُ) نَدْبًا (بِحِذَاءِ الصَّدْرِ مُطْلَقًا) لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ۔یعنی، مستحب یہ ہے کہ میت کے سینہ کے سامنے امام کھڑا ہو، میت خواہ مرد ہو یا عورت۔(تنویر الابصار وشرحہ الدر المختار)

اس کے تحت علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:(قَوْلُهُ نَدْبًا) أَيْ كَوْنُهُ بِالْقُرْبِ مِنَ الصَّدْرِ مَنْدُوبٌ، وَإِلَّا فَمُحَاذَاةُ جُزْءٍ مِنَ الْمَيِّتِ لَا بُدَّ مِنْهَا قُهُسْتَانِيٌّ عَنِ التُّحْفَةِ. وَيَظْهَرُ أَنَّ هَذَا فِي الْإِمَامِ وَفِيمَا إذَا لَمْ تَتَعَدَّدْ الْمَوْتَى وَإِلَّا وَقَفَ عِنْدَ صَدْرِ أَحَدِهِمْ فَقَطْ، وَلَا يَبْعُدُ عَنِ الْمَيِّتِ كَمَا فِي النَّهْرِ ط (قَوْلُهُ لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ) أَرَادَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى الشَّامِلَ لِلصَّغِيرِ وَالصَّغِيرَةِ۔(رد المحتار علی الدر المختار)

یعنی، مستحب یہ ہے کہ میت کے سینہ کے سامنے قریب کھڑا ہو اور امام کا میت کے کسی حصۂ بدن

کے سامنے کھڑا ہونا لازم ہے جیسا کہ "قہستانی" میں "تحفة الفقهاء" کے حوالے سے منقول ہے، اور یہ امام کیلئے اس وقت ہے کہ جب مردے متعدد نہ ہوں (یعنی ایک ہی میت کی نماز پڑھانی ہو) ورنہ کسی ایک کے سینہ کے مقابل اور قریب کھڑا ہو جیسا کہ "نہر الفائق" میں ہے، اور شارح کے مرد و عورت کہنے سے مراد مذکر و مؤنث ہے لہٰذا یہ بچے اور بچی کو بھی شامل ہوگا جیسا کہ "حاشية الطحطاوی" میں ہے۔

لہٰذا امام میت سے دور نہیں بلکہ قریب کھڑا ہو (یعنی ایک مصلی کی مقدار) کیونکہ دوری پر کھڑا ہونا خلافِ مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

(نماز جنازہ میں کتنی صف ہونی چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنازے کی نماز میں کتنی صفیں ہونی چاہیے امام کو چھوڑ کر؟

المستفتی:۔محمد نوشاد رضا نوری ارریہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز جنازہ میں طاق جتنی صف چاہیں بنا سکتے ہیں البتہ تین صف کی فضیلت ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں "ما من مؤمن یموت فیصلی علیہ امۃ من المسلمین یبلغون أن یکونوا ثلٰثۃ صفوف الا غفر لہ" جس مسلمان کے جنازے پر مسلمانوں کا ایک گروہ کہ تین صف کی مقدار کو پہنچا ہو نماز پڑھے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

ترمذی کی روایت میں ہے من صلی علیہ ثلٰثۃ صفوف اوجب جس پر تین صفیں نماز پڑھیں اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔(فتاویٰ رضویہ شریف ج9ص311 رضا فاؤنڈیشن)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ میں تین صفیں کریں کہ حدیث میں ہے جس کی نماز جنازہ میں تین صفوں نے پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔(بہار شریعت ج1ح4ص835 مسئلہ 4 نماز جنازہ کا بیان مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی

(نماز جنازہ میں دونوں ہاتھ کھول کر سلام پھیرنا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جنازے کی نماز میں جب سلام پھیرتے ہیں تو دونوں ہاتھ ایک ساتھ چھوڑ دیں یا پھر داہنے طرف سلام کہے تو داہنا ہاتھ اور بایں طرف ہوتو بایاں ہاتھ؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا **المستفتی**:۔کلام الدین قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسا نہیں ہے کہ ایک سلام میں ایک ہاتھ اور دوسرے سلام میں دوسرا ہاتھ چھوڑے بلکہ دونوں ہاتھ ایک ساتھ چھوڑ دے یعنی چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کچھ پڑھے دونوں ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے جیسا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہاتھ باندھنا سنت اس قیام کی ہے جس کیلئے قرار ہو سلام وقت خروج ہے اس وقت ہاتھ باندھنے کی طرف کوئی داعی نہیں تو ظاہر یہی ہے کہ تکبیر چہارم کے بعد ہاتھ چھوڑ دیا جائے۔(فتاویٰ رضویہ شریف ج9 ص 194 رضا فاؤنڈیشن)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ" چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے۔(بہار شریعت ج1 ح4 ص835 مسئلہ 2 نماز جنازہ کا بیان مکتبہ دعوت اسلامی)

حضور بحر العلوم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں نماز جنازہ میں ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیرنا جائز ہے۔(فتاویٰ بحر العلوم ج2 ص48 کتاب الجنائز) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی

(دیوبندی کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید حاجی صاحب سنی صحیح العقیدہ ہیں اور انھوں نے جان بوجھ کر دیوبندی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ خالد کہتا ہے کہ زید ایمان سے خارج ہوگیا اور عمر کہتا ہے کہ ایمان سے خارج نہیں ہوگا آیا کس قول درست ہے؟ دلیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں گے مہربانی ہوگی **المستفتی**:محمد رمضان علی دیناجپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دیوبندی وہابی اپنے عقائد باطلہ یعنی گستاخ رسول ہونے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں انکے کو کافر جاننا اور ماننا ضروریات دین سے ہے حتی کہ علمائے اہلسنت کا متفقہ فیصلہ ہے ”من شك فی كفره وعذابه فقد كفر“ یعنی جو انکے کفر عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔حاجی صاحب اگر اس کے عقائد باطلہ سے باخبر تھے اور پھر مسلمان سمجھ کر نماز جنازہ ادا کئے تو کافر ہوگئے تجدید اسلام لازم ہے اور شادی شدہ ہوں تو تجدید نکاح بھی کریں۔

اور اگر کافر سمجھ کر پڑھے تو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ان پر اعلانیہ توبہ لازم ہے،اگر اعلانیہ توبہ نہ کریں تو انکا سماجی بائیکاٹ کر دیا جائے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ”وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ“ اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(کنزالایمان،سورہ انعام ۶۸)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقۡبَرَہٗ۔ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنۡشَرَہٗ (سورہ عبس 21,22)

پھر اُسے موت دی پھر قبر میں رکھوایا پھر جب چاہا اسے باہر نکالا۔ (کنزالایمان)

قبر و دفن کا بیان

۳۱/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(قبر کی کتنی قسمیں ہیں؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر کی کتنی قسمیں ہیں اور بہتر قبر کون سی ہے؟ اور اس کی لمبائی و چوڑائی کتنی ہونی چاہئے؟ **المستفتی**:۔ساجد علی رام پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قبر کی دو قسمیں ہیں (۱) لحد (۲) صندوق ۔**لحد**: یہ ہے کہ قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میت رکھنے کی جگہ کھودیں ۔**صندوق**: وہ جو ہندوستان میں عموماً رائج ہے ۔بہتر لحد قبر ہے کہ حضور ﷺ کی قبر لحد تھی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْاٰخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوْا اَيُّهُمَا جَاءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَهُ فَجَاءَ الَّذِيْ يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ" حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ نے فرمایا کہ مدینہ شریف میں دو آدمی قبر کھودا کرتے تھے ،ایک (ان میں سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھے جو) لحد (بغلی) کھودتے تھے ،اور دوسرے (حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے جو) بغلی نہیں کھودتے تھے (بلکہ شق یعنی صندوق بناتے تھے حضور ﷺ کے وصال پر) صحابہ نے کہا (دونو حضرات کو بلوایا جائے) جو ان دونوں میں سے پہلے آئے گا وہ اپنا کام کرے تو بغلی کھودنے والے (حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ) ہی آئے تو انھوں نے حضور ﷺ کے لئے بغلی قبر کھودی (رواح فی شرح السنہ مشکوۃ باب دفن المیت الفصل الثانی صفحہ ۱۴۸)

قبر کی لمبائی میت کے قد کے برابر اور چوڑائی آدھے قد اور گہرائی کم سے کم نصف قد اور بہتر ہے کہ گہرائی بھی قد کے برابر ہو۔اور متوسط درجہ یہ ہے کہ سینہ تک ہو۔(فتاوی امجدیہ جلد اول صفحہ ۳۶۵)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(میت کو دفن کرنے کا طریقہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کو دفن کرنے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟ اور بوقت دفن کن چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے؟ **المستفتی:** محمد ہارون

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت کو دفن کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جنازہ قبلہ کی جانب رکھیں قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے، قبر میں اترنے والے دو تین آدمی (جو مناسب ہو کوئی تعداد خاص نہیں) قبر میں اتریں بہتر یہ ہے کہ قوی، نیک وامین لوگ ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔ابو داؤد شریف میں ہے "عَنِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اذْكُرُو امَحَاسِنَ موتَاكُمْ وَكُفُّو عَنْ مَسَاءِهِمْ"۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کی نیکیوں کا چرچا کرو اور ان کی برائیوں سے چشم پوشی کرو (ابو داؤد، ترمذی جلد اول ابواب الجنائز صفحہ ۱۲۱/مشکوۃ باب مشی بالجنازۃ والصلوۃ علیہا الفصل الثانی صفحہ ۱۴۷)

اور عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ دار والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیز گار لوگ، پھر بِسْمِ اللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ" پڑھ کر میت کو داہنی کروٹ پر لٹائیں اور منھ قبلہ کو کردیں چت نہ لٹائیں کہ منع ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ شَهِدَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ جَنَازَةَ رَجُلٍ فَقَالَ يَا عَلِيُّ اِسْتَقْبِلْ بِهٖ اِسْتِقْبَالًا وَقُوْلُوْا جَمِيْعًا بِاسْمِ اللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ وَضَعُوْهُ لِجَنْبِهٖ وَلَا تَكُبُّوْهُ لِوَجْهِهٖ وَلَا تَلْقُوْهُ لِظَهْرِهٖ

" حضرت علی رضی اللہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے جنازہ میں شرکت فرمائی تو فرمایا اے علی ! مردہ کو قبلہ کی جانب متوجہ کرو اور سب لوگ بِسۡمِ اللہِ وَعَلیٰ مِلَّۃِ رَسُوۡلِ اللہِ پڑھو اور اس کو کروٹ پر رکھو منھ کے بل اوندھہ نہ کرو اور نہ پیٹھ کے بل لٹاؤ۔

(بدائع الصنائع جلد دوم کتاب الصلوٰۃ باب سنن الدفن صفحہ ۶۳)

علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میت کا منھ قبلہ کی طرف کرنا بھول گئے پھر تختہ لگانے کے بعد یاد آیا تو تختہ کو ہٹا کر قبلہ رخ کر دیں، اور اگر مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو نہ کریں۔

(بہار شریعت ح ۴ ص ۱۶۱)

لہٰذا میت کو داہنی کروٹ پر لٹایا جائے اور پیچھے سے مٹی وغیرہ لگا دیں کہ پلٹنے نہ پائے جیسا کہ طحطاوی صفحہ ۲۶۹ میں ہیں کہ {وَیُسۡنَدُ الۡمَیِّتُ مِنۡ وَّرَآئِہٖ بِنَحۡوِ تُرَابٍ لِئَلَّا یَنۡقَلِبَ} یعنی میت کو کروٹ پر لٹانے میں اسکی پیٹھ کی جانب مٹی وغیرہ کی ٹیک لگا دی جائے تا کہ وہ پلٹ نہ جائے۔

<u>کچھ اور ضروری باتیں ہیں جنکا بوقت دفن خیال رکھنا ضروری ہے ملاحظہ کریں۔</u>

(۱) میت کو دفن کرنا فرض کفایا ہے یعنی کسی ایک نے دفن کر دی تو سب بچ گئے ورنہ جس جس کو خبر ملی سب گنہگار ہونگے۔

(۲) لحد قبر سنت ہے لیکن اگر زمین نرم ہو تو صندوق میں حرج نہیں۔

(۳) قبر سے ہڈیاں نکلیں تو انہیں بھی دفن کرنا واجب ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۰)

(۴) میت کو قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور اگر نہ کھولی تو حرج نہیں۔

(۵) بعض جگہ میت کو قبر میں رکھنے کے بعد میت کا منھ کھول کر لوگوں کو دکھایا جاتا ہے یہ جائز ہے مگر بچنا چاہئے کہ (معاذ اللہ اگر قہر الٰہی سے اس کا چہرہ مسخ ہو گیا تو لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا اور حدیث شریف میں عیب چھپانے کا حکم ہے نہ کہ ظاہر کرنے کا لہٰذا نہ دکھانا ہی بہتر ہے ہاں اگر متقی لوگ ہوں کہ کوئی عیب

دیکھنے کے بعد لوگوں پر ظاہر نہ کریں گے تو حرج نہیں۔

(۶) شجرہ، عہد نامہ وغیرہ قبر میں رکھنا جائز ہے بہتر یہ ہے کہ میت کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں۔ (فتاوی افریقہ صفحہ ۴۳ مسئلہ ۲۷)

(۷) میت کو قبر میں رکھنے کے بعد قبر میں کنکر یا مٹی وغیرہ پر قل شریف یا دعاوغیرہ پڑھ کر رکھنا جائز و مستحسن ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴۴۹، فتاوی افریقہ صفحہ ۴۳ مسئلہ ۲۶)

(۸) قبر کے اندر یا قبر کے اوپر کپڑا، چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔ (فتاوی امجدیہ جلد اول صفحہ ۲۶۳)

(۹) تابوت میں دفن کرنا مکروہ وخلاف سنت ہے، مگر اس حالت میں کہ وہاں زمین بہت نرم ہے تو حفاظت کے لئے حرج نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۸۲)

(۱۰) قبر کی زمین نم ہو تو دھول بچھا دینا سنت ہے۔ (بہار شریعت ح ۴ ص ۱۶۱)

(۱۱) عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں مگر مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں۔ (ایضا)

(۱۲) بچہ مرا پیدا ہوا تو اسے بھی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۵)

(۱۳) مسجد کے صحن میں مردے کو دفن کرنا حرام ہے ان کا باقی رکھنا ظلم ہے اور اس کا دفع کرنا فرض ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۴)

(۱۴) عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ مرد کا تختہ آگے سے لگائیں اور عورت کا پیچھے سے یہ جہالت ہے بلکہ مرد عورت دونوں کا تختہ سر کی جانب سے لگانا چاہئے۔ (فتاویٰ مصطفویہ صفحہ ۲۷۱)

(۱۵) تختہ کے اوپر بیر کا کانٹا مع پتہ رکھنے میں حرج نہیں بہتر یہ ہے کہ پتہ ہرا ہو کہ اس کی تسبیح سے مردے کو فائدہ پہونچے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(قبر میں مردہ حضور ﷺ کو کیسے پہچانے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا ہے تو وہ قبر میں سرکار کو کیسے پہچانے گا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پیر کے شکل میں تشریف لائیں گے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے؟ بینوا توجرو

المستفتی:۔محمد شریف رضا گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مردہ جب مومن ہوگا تو بتوفیق الٰہی وہ قبر میں حضور ﷺ کو پہچان لے گا اگر چہ اس نے کبھی دیکھا نہیں ہے۔اور اگر کافر ہے تو نہیں پہچان سکے گا اگر چہ اس نے دیکھا ہو اور یہ کہنا غلط ہے کہ قبر میں حضور اپنے پیر کی شکل میں تشریف لائیں گے ایسی بات کوئی جاہل ہی کہہ سکتا ہے اور بیشک جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے ایسا ہی اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے ارشادات سے ثابت ہے ۔عوارف المعارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔"روی عن ابی یزید انہ قال من لم یکن لہ استاذا فامامہ الشیطن" یعنی حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے لیکن مرشد کی دو قسمیں ہیں۔ایک مرشد عام کہ کلام اللہ وکلام الرسول وکلام ائمہ شریعت وطریقت وکلام علمائے دین اہل رشد و ہدایت ہے اسی سلسلۂ صحیحہ پر عوام کا ہادی کلام علماء علماء کا رہنما کلام ائمہ،کلام ائمہ کا مرشد کلام رسول اور کلام رسول کا پیشوا کلام اللہ عزوجل و ﷺ ۔دوسرے مرشد خاص کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ، صحیح

الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے لہذا جوشخص کسی مرشد خاص کا مرید نہیں ہے اس کا مرشد مرشد عام ہے اگر وہ علمائے کرام واولیائے عظام کا سچے دل سے معتقد ہے تو نہ وہ بے پیرا ہے نہ اس کا پیر شیطان

حضرت ابوالحسن نورالملۃ والدین قدس سرہٗ بہجۃ الاسرار شریف میں تحریر فرماتے ہیں: کہ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہے اور اس نے نہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار ہوگا۔ ''من انتمیٰ الیٰ وتسمی لی قبلہ اللہ تعالیٰ وتاب علیہ ان کان علیٰ سبیل مکروہ وھو من جملۃ اصحابی وان ربی عز وجل وعدنی ان یدخل اصحابی واھل مذھبی وکل محب لی فی الجنۃ'' یعنی جو اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے اور اپنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں شامل کرے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا۔ اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ کی توفیق عطا فرمائے گا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اور بیشک میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں، ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ ھذا خلاصۃ ماقال الامام احمد رضا البریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی فی فتاواہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی ارشدی عفی عنہ

(نشان کے کے لئے قبر پر پتھر رکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے اطراف میں کچھ لوگ اپنے ماں باپ کی قبر پر پہچان کے لیے اینٹ کی دیوار بنواتے ہیں کیا یہ صحیح طریقہ ہے؟ مطلب کیا ایسا کرنا جائز ہے اور شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔محمد شاہ نواز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نشان کے طور پر پتھر وغیرہ سرہانے لگا سکتے ہیں جیسا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر ایک بھاری پتھر رکھا اور فرمایا اس نشانی سے میں اپنے بھائی کی قبر پہچان لوں گا اور اس کے اہل میں سے جو فوت ہوگا اس کے قریب رکھوں گا۔(ابو داؤد شریف)

صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کیلئے کچھ لکھ سکتے ہیں مگر ایسی جگہ نہ لکھیں جہاں بے ادبی ہو ایسے مقبرہ میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں۔(بہار شریعت حصہ چہارم قبر و دفن کا بیان)

خلاصۂ کلام یہ ہے عوام کی قبر پر نشانی کے طور پر پتھر لگانا جائز و درست ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(قبر پر پانی چھڑکنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر پر پانی ڈالنا کیسا ہے؟ نیز کہاں سے ثابت ہے؟ وضاحت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔صادق علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قبر پر پانی چھڑکنا مسنون ہے اور یہ حدیث شریف سے ثابت ہے "وَعَن جَابر قَالَ: رُشَّ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الَّذِي رَشَّ الْمَاءَ عَلَى قَبْرِهِ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَةٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى رِجْلَيْه۔رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ" حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر پانی چھڑکا گیا، بلال بن رباح رضی اللہ عنہ نے ایک مشکیزے کے ذریعے آپ کی قبر پر پانی چھڑکا، انہوں نے آپ کے سر مبارک کی طرف سے چھڑکنا شروع کیا اور آپ کے پاؤں تک چھڑکتے گئے۔(مشکوۃ حدیث نمبر ۱۷۱۰)

اور ایک دوسری حدیث میں ہے "عن عبداللہ بن محمد یعنی ابن عمر عن أبیہ مرسلاً: رَشَّ عَلَى قَبْرِ ابنِهِ إبراهيمَ (الماء) عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب اپنے والد سے مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر (پانی) چھڑکا۔

(سلسلۃ الصحیح ۲۳۷۸) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر تاج محمد قادری واحدی

(قبر میں عہد نامہ رکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر میں عہد نامہ رکھنا کیسا ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ رکھنا صحیح نہیں ہے؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی**:۔عبدالرزاق

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

منع کرنے والا خطا پر ہے کیوں کہ عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے و درست ہے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے مونھ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں، بلکہ درمختار میں کفن پر عہد نامہ لکھنے کو جائز کہا ہے اور فرمایا کہ اس سے مغفرت کی امید ہے اور میت کے سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا جائز ہے۔ایک شخص نے اس کی وصیت کی تھی، انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھ دی گئی پھر کسی نے انھیں خواب میں دیکھا، حال پوچھا؟ کہا: جب میں قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی کہا تو عذاب سے بچ گیا۔(بہار شریعت ح ۴ جنازہ کا بیان)

مگر یاد رہے کہ روشنائی یا قلم سے نہیں لکھنا ہے بلکہ انگلی سے لکھیں ہاں اگر کافور سے لکھ دیں تب بھی کوئی حرج نہیں اور عورت کو محارم ہی لکھ سکتے ہیں غیر محارم کو لکھنا جائز نہیں۔(بہار شریعت ح ۴ جنازہ کا بیان)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(حضرت حواء رضی اللہ عنہا کی قبر کہاں ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت حوا رضی اللہ تعالی عنہا کے قبر کے متعلق زید وبکر میں گفتگو ہوئی زید کہتا ہے کہ جدہ میں ہے اور بکر کہتا ہے کہ نہیں ہے کس کا قول صحیح ہے؟

المستفتی: ۔جان محمد قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت حوا رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر کے متعلق مختلف روائتیں ہیں یہی مشہور ہے کہ جدہ میں ہے مگر یہ بھی یقینی نہیں ہے ہمارے امام مجدد دین وملت الشاہ امام محمد احمد رضا خاں محقق بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جدہ میں لوگوں نے حضرت حوا رضی اللہ تعالی عنہا کا مزار کئی سو ہاتھ کا بنا رکھا ہے وہاں بھی نہ جاؤ کہ بے اصل ہے ۔(فتاوی رضویہ ج ۴ کتاب الحج ص ۷۱۳)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(قبر پر کب تک مٹی دے سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر پر کتنے دن تک مٹی ڈال سکتے ہیں؟ کیا چالس دن یا چالس دن کے بعد ڈال سکتے ہیں؟ **المستفتی**:۔ساجد علی کھیری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کتب فقہ میں چالیس دن یا کم وبیش کی کوئی قید نہیں ہے کیونکہ مٹی بعد دفن دی جاتی ہے ہاں اگر قبر بیٹھ گئی کہ لاش دکھ رہی ہے تو بعد میں مٹی ڈال کر صحیح کر سکتے ہیں بلکہ واجب ہے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ قدیم قبر اگر کسی وجہ سے کھل جائے یعنی اس کی مٹی الگ ہو جائے اور مردہ کی ہڈیاں وغیرہ ظاہر ہونے لگیں تو اس صورت میں قبر کو مٹی دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس صورت سے دینا چاہئے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس صورت میں اُسے مٹی دینا فقط جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے کہ سترِ مسلم لازم ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۹ ص ۴۰۴ / دعوت اسلامی)

اور اگر بعد میں آیا تو مٹی دے سکتا ہے کوئی حرج نہیں جبکہ وقت دفن ضرورت سے زیادہ قبر پر مٹی نہ ڈالی گئی ہو یعنی قبر سے جتنی مٹی نکلی تھی پوری مٹی نہیں ڈالی گئی تھی تو اسی مٹی کو قبر پر ڈال سکتے ہیں اور اگر جتنی مٹی قبر سے نکلی تھی پوری مٹی ڈال دی گئی تو اب نہ ڈالنا چاہئے کہ مکروہ ہے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جتنی مٹی قبر سے نکلی اس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔(بہار شریعت ح ۴ / قبر ودفن کا بیان)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(سنی کی قبر میں وہابی کو دفنانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا سنی مسلمان کے قبرستان میں وہابی کو دفنانا جائز ہے؟ برائے مہربانی مکمل طور پر جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی **المستفتی**:۔صادق علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سنیوں کی قبرستان میں کسی کافر ومرتد کو دفن کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ وقارالدین قادری رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کافر ومرتد میں سے کسی مردے کو مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے" (وقارالفتاوی جلد دوم کتاب الجنائز)

لیکن دور حاضر میں شہروں کے قبرستان الگ نہیں ہوتے اسکی وجہ یہ ہے کہ حکومت کے یہاں دو ہی بوڈ ہے سنی شیعہ اور دیوبندی وہابی حکومت کے نزدیک سنی ہیں اس لئے حکومت سنی وہابی دیوبندی کے لئے ایک ہی قبرستان دیا ہے ایسی صورت میں دفن کرسکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انیس الرحمن حنفی رضوی

(پختہ قبر بنانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ پیر بزرگان دین ولی اللہ کی پختہ قبر بنانا کہاں سے ثابت ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی: ۔محمد ایوب رضانظامی مجری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اوپر سے ولی اللہ کی قبر کو پختہ بنانا جائز و درست ہے ۔مشکوۃ کتاب الجنائز باب الدفن میں بروایت ابو داؤد ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان ابن مظعون کو دفن فرمایا توان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب فرمایا۔اورفرمایا کہ: اعلم بھا قبر اخی و ادفن والیہ من مات من اھلی ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اوراسی جگہ اپنے اہل بیت کے مردوں کو دفن کریں گے۔

بخاری کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر میں تعلیقا ہے حضرت خارجہ فرماتے ہیں: ہم زمانہ عثمان میں تھے ۔ان اشدنا وثبۃ الذی یثب قبر عثمان ابن حتی یجاوزہ مظعون ہم میں بڑا کودنے والا وہ تھا جو کہ عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا۔مشکوۃ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عثمان ابن مظعون کی قبر کے سرہانے پتھر تھا اور بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود قبر عثمان کا تعویز اس پتھر کا تھا اور دونوں روایت اس طرح جمع ہوسکتی ہیں کہ مشکوۃ میں جو آیا کہ قبر کے سرہانے پتھر لگایا اس کے معنیٰ یہ نہیں کہ قبر سے علیحدہ سر کے قریب کھڑا کر دیا بلکہ یہ ہے کہ خود قبر ہی میں سر کی

طرف اس کو لگایا اس کا مطلب یہ کہ قبر ساری اس پتھر کی تھی مگر سرہانے کا ذکر کیا۔ان دونوں احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ اگر کسی قبر کا نشان قائم رکھنے کے لئے قبر کچھ اونچی کر دی جائے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کر دی جائے تو جائز ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔(جاء الحق جلد اول ۲۲۹،۲۳۰)

ردالمحتار جلد دوم صفحہ نمبر ۲۳۶ ، میں ہے: کرھوا الآجر والواح الخشب وقال الامام التمر تاشی ھذا اذا کان حول المیت فلو فوقه لا یقرہ لانه یکون عصمة من الصبع وقال مشائخ بخاری لا یکرہ الآجرا فی بلدتنا للحاجة الیه لضعف الاراضی

اور فتاوی قاضی خاں مع عالمگیری جلد اول صفحہ نمبر ۱۹۴، پر ہے "یکرہ الآجر فی اللحد اذا کان یلی المیت اما فیما وراء ذالك لا بأس به اھ

سیدی سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ رحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ: قبر پختہ بنانے میں حاصل ارشاد علمائے امجاد رحمہم اللہ تعالی یہ ہے کہ اگر پکی اینٹ میت کے متصل یعنی اس کے آس پاس کسی جہت میں نہیں کہ حقیقۃ قبر اسی کا نام ہے بلکہ کڑا کچا اور بالائے قبر پختہ ہے تو مطلقا ممانعت نہیں۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارم صفحہ نمبر ۱۹۵) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(انتقال کے بعد اعمال لکھنے والے فرشتے کہاں جاتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آدمی کے مرنے کے بعد اسکے اعمال لکھنے والے فرشتوں کا کیا ہوتا ہے؟ **المستفتی**:۔محمد فیضان رضا قادری پتہ حبیب پورا الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب انسان مرجاتا ہے تو کراما کاتبین (انسان کے اچھے و برے اعمال درج کرنے والے) بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں اے رب ہمارا اب کام ختم ہوگیا تیرا بندہ دار عمل سے نکل گیا اجازت دے دے کہ ہم آسمان پر آئیں اور تیری عبادت کریں اللہ تعالی فرماتا ہے میرا آسمان عبادت کرنے والوں سے بھرا ہے تمہاری کچھ حاجت نہیں پھر عرض کرتے ہیں الہی ہمیں زمین میں جگہ دے ارشاد ہوتا ہے میری زمین عبادت کرنے والوں سے بھری ہے تمہاری کچھ حاجت نہیں عرض کرتے ہیں اللہ اب ہم کیا کریں؟ ارشاد ہوتا ہے میرے بندے کی قبر پر کھڑے ہو کر قیامت تک تسبیح وتہلیل وتکبیر پڑھو اور اس کا ثواب میرے بندے کے لئے لکھتے رہو۔

اور کافر کے فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ اس کی قبر (مرگھٹ) پر جاؤ اور قیامت تک اس پر لعنت کرو۔(شرح الصدور ۳۷۰)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(پکی قبر کو توڑ کر کچی بنانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی عوام میت کی قبر پہلے پکی بنادی گئی ہو پھر بعد توڑ کر کچی کر سکتے ہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں **المستفتی :۔**:عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عوام کی قبروں کو پکی بنانا منع ہے اور اگر پکی بنا دی گئی ہے تو ان کو گرانا حرام! جیسا کہ حکیم الامت حضرت علامہ ومولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ مسلمان دوطرح کے ہیں ایک تو عام مومنین ۔ دوسرے علماء مشائخ اولیاء اللہ جنکی تعظیم وتوقیر درحقیقت اسلام کی تعظیم ہے ۔عامۃ المسلمین کی قبروں کو پختہ بنانا یاان پر قبہ وغیرہ بنانا چونکہ بے فائدہ ہے اس لئے منع ہے ہاں اس پر مٹی وغیرہ ڈالتے رہنا تاکہ اس کا نشان نہ مٹ جائے فاتحہ وغیرہ پڑھی جاسکے جائز ہے ۔اور علماء مشائخ عظام اولیاء اللہ جنکی مزارات پر خلقت کا ہجوم رہتا ہے لوگ وہاں بیٹھ کر قرآن خوانی وفاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں ان کی آسائش اور صاحب قبر کی اظہار عظمت کے لئے اس کے آس پاس سایہ کے لئے قبہ وغیرہ بنانا شرعاً جائز بلکہ سنت صحابہ سے ثابت ہے اور جن عوام مومنین کی قبریں پختہ بنانا یاان پر قبہ بنانا منع ہے اگر ان کی قبریں پختہ بن گئی ہوں تو ان کو گرانا حرام ہے ۔(جاء الحق حصہ اول صفحہ نمبر ۲۲۹)

نوٹ:۔یہاں پکی بنانے سے مطلب ہے قبر کے اوپری حصے کو نہ کہ اندر کا حصہ ۔اور تفصیل کے لئے بحث مزارات اولیاء پر گنبد کا بیان مکمل مطالعہ کریں ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(عورت کو قبر میں کوئی بھی اتار سکتا ہے کیا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا کہنا ہے کہ کوئی بھی اتار سکتا ہے اور بکر کا کہنا ہے کہ نہیں اتار سکتا ہے کس کا کہنا درست ہے؟ **المستفتی۔** اسلم رضا دمکا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت کو قبر میں اتارنے والا محرم ہوں، اور اگر یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ دار اتارے اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو پرہیز گار اجنبی بھی اتار سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں! حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیز گار اجنبی کے اتارنے میں مضایقہ نہیں۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۸۴۴)

اور حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ شوہر کو بعد انتقال زوجہ قبر میں خواہ بیرون قبر اس کا منہ یا بدن دیکھنا جائز ہے۔قبر میں اتارنا جائز ہے اور جنازہ تو محض اجنبی تک اوٹھاتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۹۶، مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی پاکستان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(قبر میں اتارنے کے بعد بندش کھول دینا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر میں اتارنے کے بعد میت کے کفن کی گانٹھیں کھول دینی چاہئے یا نہیں؟ المستفتی: محمد عظیم سنبھلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں بندش کھول دیں اور اگر نہ کھولی جب بھی کوئی حرج نہیں چنانچہ علامہ ابو الحسن احمد بن محمد قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ اور علامہ ابو بکر بن علی حنفی متوفی ۸۰۰ھ لکھتے ہیں: (وتحل العقد عنه) لانها انما فعلت لئلا تنتشر الاكفان وقد امن من ذلك وان دفنت معه فلا باس به (مختصر القدوری وشرحہ الجوهرة النيرة ۱/۱۰۹)

علامہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھولی تو حرج نہیں۔(بہار شریعت ۱/۸۴۹)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

(حضور ﷺ کو انتقال کے کتنے دن بعد سپرد خاک کیا گیا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور ﷺ کو انتقال کے کتنے دن بعد سپرد خاک کیا گیا؟

المستفتی: ذیشان چشتی اٹاوہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور نبی کریم ﷺ نے اس دنیائے فانی سے پیر کے دن رحلت فرمائی اور تدفین بدھ کی رات میں ہوئی! یعنی منگل کا دن گزار کر جو رات آتی ہے اسی میں آپ ﷺ کو سپرد خاک کیا گیا۔

علامہ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی وفات روزِ دوشنبہ یعنی پیر کے دن ہوئی تھی! روز سہ شنبہ پورا گزر گیا آپ کا تخت شریف آپ کے گھر میں رہا اور لوگ نماز پڑھتے رہے آپ کو شب چہار شنبہ وقتِ سحر دفن کیا گیا۔(مدارج النبوت جلد ثانی ص ۵۱۱ / ایم ایس انصاری دہلی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ حنفی بریلوی

(قبر میں مال گر گیا تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر قبر کے اندر کسی کا مال گر جائے اور بعد میں پتہ چلے تو کیا قبر کھود کر مال نکالنا جائز ہے؟ **المستفتی:** محمد زین العابدین قادری بہرائچ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں نکال سکتے ہیں لیکن یہ یاد رہے میت کی بے حرمتی نہ ہونے پائے۔علامہ سید امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں "وَلَا يُخْرَجُ مِنْهُ) بَعْدَ إِهَالَةِ التُّرَابِ (إِلَّا) لِحَقِّ آدَمِيٍّ قَوْلُهُ كَأَنْ تَكُونَ الْأَرْضُ مَغْصُوبَةً) وَكَمَا إِذَا سَقَطَ فِي الْقَبْرِ مَتَاعٌ أَوْ كُفِّنَ بِثَوْبٍ مَغْصُوبٍ أَوْ دُفِنَ مَعَهُ مَالٌ قَالُوا: وَلَوْ كَانَ الْمَالُ دِرْهَمًا بَحْرٌ" (رد المحتار و الدر المختار المجلد الثانی کتاب الصلوۃ ص ۱۴۵ بیروت لبنان)

علامہ شیخ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت میں تحریر فرمایا ہے "وَإِنْ وَقَعَ فِي الْقَبْرِ مَتَاعٌ فَعُلِمَ بِذَلِكَ بَعْدَ مَا أَهَالُوا عَلَيْهِ التُّرَابَ يُنْبَشُ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ قَالُوا وَلَوْ كَانَ الْمَالُ دِرْهَمًا كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ" (الفتاوی الھندیۃ المجلد الاول کتاب الصلوۃ ص ۱۸۳ بیروت لبنان)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کسی کا کچھ مال قبر میں گر گیا مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو قبر کھود کر نکال سکتے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی درہم ہو۔(بہار شریعت حصہ ۴ ص ۸۴۸ / رضوی کتاب گھر)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ حنفی بریلوی

(عام قبرستان میں کسی کے نام کا کتبہ لگانا جائز ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا انتقال ہوگیا اور اسے مومنین کے عام قبرستان میں دفن کر دیا گیا شرعی طور پر تدفین کر دینے کے بعد اب اس کے وارثین قبر کی حد بندی کراکے اس کے نام کا کتبہ لگانا چاہتے ہیں، اسی قبرستان میں دوسرے متعدد لوگوں کی قبروں پر ایسا کیا جا چکا ہے اور کتبوں کے ساتھ وہ قبریں اب بھی موجود ہیں سوال یہ ہے کہ: زید کے وارثین کا یہ عمل جائز ہے یا ناجائز؟ زید کے آباء واجداد کی قبریں اسی قبرستان میں ہیں لیکن ایک مدت گزر جانے کی وجہ سے قبروں کی نشاندہی کرنے والا اب کوئی نہیں تو کیا نشاندہی کے لئے بھی کتبہ نہیں لگایا جا سکتا؟ دوسری قبروں اور اس کے وارثین کا شرعی حکم کیا ہے؟ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ **المستفتی**:۔ملتمس یکے از بندگان خدا براؤں شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کے وارثین کا یہ عمل ضرورتا جائز ہے جب کہ بے حرمتی نہ ہو صالحین کی قبروں کو پختہ کرنا اور اس پر کتبہ لگانا بہتر ہے اور یہ ضرورت کے پیش نظر ہے تاکہ اللہ کے مقرب بندوں کی قبروں کے نشان باقی رہیں اور وقفی قبرستان میں عامۃ مومنین کی قبر پر کتبہ لگانے کی اجازت نہیں ہوگی کیونکہ قبرستان میں جگہ ختم ہونے کے بعد پرانی قبروں کو دوبارہ کھول کر قبریں بنائی جاتی ہیں اور اگر ہر کسی کے قبر پر کتبہ وغیرہ لگا دیا جائے گا تو دوبارہ اسی جگہ پر قبر بنانے میں دشواریاں ہوں گی دور حاضر میں بعض جگہوں پر کفار ومشرکین اور بعض دنیادار نام نہاد مسلمان کچھ پرانی قبرستانوں پر قبضہ کر رہے ہیں جہاں کہ قبریں

خام ہو جاتی ہیں اور قبروں کے نام ونشان باقی نہیں رہتے۔اس لیے ہر قبرستان میں کچھ قبروں کے سرہانے کتبہ نصب کرنا جائز ہے بلکہ بہتر ہے اور یہ بھی ضرورت کے تحت ہے تاکہ کفار ومشرکین ونام نہاد مسلمانوں کی شر سے مومنین کی قبریں محفوظ رہیں خیال رہے جائز کی صورت فقط ضرورت کے پیش نظر ہے اور اس قید کے ساتھ کی بے حرمتی اور بے ادبی نہ ہوا گر زید عالم ہو متقی ہو اللہ کا محبوب بندہ ہو یا مسئولہ قبرستان میں کفار ومشرکین ونام نہاد مسلمانوں سے برائی کا اندیشہ ہو تو زید کے وارثین کا یہ عمل جائز ہوگا ورنہ نہیں۔

بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ضرورت کے وقت قبر پر کتبہ لگانا جائز ہے۔لیکن ایسی جگہ نہ ہونا چاہئے کہ تحریر کی بے حرمتی ہو۔

درمختار میں ہے: لاباس بالكتابة ان احتيج اليها کی لایذهب الاثر ولا يمتهن،،(فتاوی بحر العلوم جلد دوم صفحہ ۳۷ کتاب الجنائز مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ بدرالطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لیے کچھ لکھ سکتے ہیں، مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو، ایسے مقبرہ میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۸۵۱ المکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد ابو الفیضان محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

قبر پر اذان دیتے وقت لوگوں کا ٹھہرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اذان قبر کے وقت لوگوں کا قبر کے پاس کھڑا ہونا کیسا ہے؟ **المستفتی**: عبدالقادر علیمی کھیری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

لوگوں میں بہت مشہور ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد اذان دینے سے قبل سب کو چلے جانا چاہیئے یہ سراسر جہالت اور حماقت ہے بلکہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ وہاں لوگ رہ کر ذکر و اذکار کریں اللہ کی حمد ثنا بیان کریں اور مردے کو تلقین کریں کہ جب تک رہیں گے مردے کو انسیت حاصل ہوگی اور ذکر و اذکار سے اس اندھیرے گھر میں دہشت نہ ہوگی اور تلقین سے نکیرین کو جواب دینے میں آسانی ہوگی۔

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ ذبح کرکے گوشت تقسیم کر دیا جائے کہ ان کے رہنے سے میت کو انس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوت قرآن اور میت کے لئے دعا و استغفار کریں اور یہ دعا کرے کہ نکیرین کے سوال کے جواب میں ثابت قدم رہے اور آگے تحریر فرماتے ہیں دفن کے بعد مردہ کو تلقین کرنا اہل سنت کے نزدیک مشروع ہے یہ جو اکثر کتابوں میں ہے کہ تلقین نہ کی جائے یہ معتزلہ کا مذہب ہے کہ انہوں نے ہماری کتابوں میں یہ اضافہ کر دیا۔

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اس کی مٹی دے چکو تو تم میں ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا پھر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ سیدھا کھڑا ہو کر بیٹھ جائے گا پھر کہے یا فلاں بن فلاں وہ کہے گا ہمیں ارشاد کر اللہ تجھ پر رحم فرمائے مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے۔ اذ کر ما خرجت علیہ من الدنیا شھادۃ ان لآ الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وانك رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نبیا وبالقرآن اماما نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو ہم اس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے اس پر کسی نے حضور سے عرض کی کہ اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو فرمایا حوا کی طرف نسبت کرے اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء نے احکام میں اور دوسرے محدثین نے روایت کیا ہے۔ (بہار شریعت ج دوم، ح چہارم ص ۸۴۶، ۸۵۰)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اذان دیتے وقت لوگوں کا قبر کے پاس ہونا جائز ہے شرعا کوئی حرج نہیں. واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(اپنی زندگی میں قبر بنوانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حالت زندگی میں اپنی قبر بنوانا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ نوشاد عالم برکاتی ہرسوس بنارس یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زندگی ہی میں پہلے سے اپنے لئے قبر نہ بنانا چاہئے کہ بے کار اور بے معنی ہے اس لئے کہ معلوم ہی نہیں کہ اس کا انتقال کب اور کہاں ہوگا اللہ عزوجل کا ارشاد پاک ہے وما تدری نفس بای ارض تموت (سورۃ لقمان آیت ۳۴)

لہذا اپنی حیات ہی میں اپنے لئے قبر تیار کروانا منع ہے درمختار باب صلاۃ الجنازۃ میں ہے والذی ینبغی ان لا یکرہ تہیئۃ نحو الکفن بخلاف القبر لقولہ تعالی وما تدری نفس بای ارض تموت (جلد ۳ صفحہ ۱۵۴ کتاب الجنائز)

اسی طرح ایک سوال کے جواب میں اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہیں کفن پہلے سے تیار کرنے میں کوئی حرج نہیں اور قبر پہلے سے بنانا نہ چاہئے۔(فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۸۲ / بحوالہ فتاوی مرکز تربیت افتا جلد ۱ صفحہ ۳۶۴)۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(کیا جو انسان جہاں کی مٹی سے پیدا ہوتا ہے وہیں پہ دفن ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو انسان جہاں کی مٹی سے پیدا ہوتا ہے وہیں پہ دفن ہوتا ہے کیا یہ بات درست ہے؟ برائے کرم مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔اشرف رضا پٹنہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہاں یہ بات بالکل درست ہے خود اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے (مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ ، وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى) ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" ما من مولود الا وفی سرته من تربته التی خلق منها حتی یدفن فیها وانا و ابوبکر و عمر و خلقنا من تربة واحدة فیها ندفن "ہر مولود کی ناف میں اس کی قبر کی مٹی ہوتی ہے جس سے اسے پیدا کیا اور اسی میں وہ دفن ہوتا ہے، اور میں اور ابوبکر وعمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے۔(فتاوی افریقہ،صفحہ ۸۲)

اِسی صفحہ میں ایک اور روایت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نقل فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ابونعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" ما من مولود الا وقد ذر علیه من تراب حفرته " کوئی بچہ پیدا نہیں

ہوتا جس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑ کی ہو مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کی انسان وہیں دفن ہوتا ہے جہاں کی مٹی سے وہ پیدا ہوتا ہے مزید معلومات کے لیے امام عشق محبت سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب فتاویٰ افریقہ صفہ ۸۲ / کا مطالعہ کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد سالک رضا حبیبی

(کیا قیامت میں قبر سے مردے برہنہ اٹھیں گے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا قیامت کے دن مردے اپنی اپنی قبروں سے برہنہ ہو کر اٹھیں گے؟ **المستفتی**:۔گلام جیلانی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قیامت کے دن مردے اپنی اپنی قبروں سے برہنہ ہو کر اٹھیں گے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں ناخَتْنہ شدہ اٹھیں گے۔(بہار شریعت حصہ اول صفحہ نمبر ۱۳۲/۱۳۳)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری عفی عنہ

(فرضی مزار بنانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میرے گاؤں میں ایک مزار ہے اس میں نعش کے بجائے تبرکات مدفون ہے اب کچھ لوگ اس کی تعمیر جدید کرنا چاہتے ہیں اور گنبد بھی بنانا چاہتے ہیں اعتراض کرنے پر بتایا گیا کہ مزار نہیں تبرکات جو پہلے سے دفن ہیں اس کی تعمیر جدید ہو رہی ہے کیا اسطرح مدفون تبرکات پر گنبد مینار بنانا از روئے شرع جائز ہے نیز اس میں چندہ دینے اور لینے والے پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ **المستفتی**:۔حیدر موہنیاں پلاسی ارریہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فرضی مزار بنانا ناجائز و بدعت ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل سا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۸ ص ۴۲۶)

ظاہر سی بات ہے کہ مزار بننے کے بعد، اصل جیسا معاملہ پیش آئے گا اور لوگ درود و فاتحہ عرس وغیرہ کریں گے۔ہوسکتا ہے لوگ کہیں کہ ہم اصل جیسا معاملہ نہیں رکھیں گے جب بھی ہم کہیں گے جائز نہیں ہے کیونکہ مزار بننے کے بعد آنے والی نسلوں کے گمراہ ہونے کا خدشہ ہے۔

دنیا میں سب سے پہلے جو بت پرستی پھیلی ہے وہ بھی کچھ اسی طرح کا معاملہ تھا بیان کیا جاتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے پر پوتے جن کا نام مہلا ئیل تھا بہت خوبصورت تھے مخلوق خدا انکی زیارت کو مشرق و مغرب سے آتی اور نذر و نیاز پیش کرتی جب انکا انتقال ہوگیا تو لوگ آتے اور زیارت نہ کر پاتے تو جو کچھ لاتے اسکو لیکر واپس چلے جاتے ایک دن ابلیس نے انکے بیٹوں کو مشورہ دیا کہ باپ کا پتلا بنا دو تا کہ

مخلوق خدا زیارت کرکے نذرونیاز پیش کرسکے آخرابلیس نے حضرت مہلا ئیل کا پتلاہی بنادیا مخلوق خدا آتی اورزیارت کرکے چلی جاتی لیکن ایک وقت ایسا بھی آیا کہ بعدوالی نسلیں انھیں خدا سمجھ کر پوجنے لگی پھراسطرح بت پرستی شروع ہوگئی ۔(ماخوذازکتب تواریخ)

لہذا فرضی مزار بنانا جائز نہیں ہے اورنہ اس میں چندہ دینا جائز ہے بلکہ جو چندہ دے جومزار بنوائے یاانکی حمایت کرے ان کو اعلانیہ توبہ کرنے پر مجبور کریں کہ توبہ گناہوں میں معاون ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ ۔ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا" مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔(سورہ فرقان ۷۰)

اورفرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب له

اوراگراپنے حرکت سے باز نہ آئے تو سارے مسلمان ان کا بائیکاٹ کردیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے وَ اِمَّا يُنۡسِيَنَّكَ الشَّيۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰى مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ" اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ ۔(سورہ انعام ۶۸)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد حنفی قادری واحدی

(مٹی دینے کا افضل طریقہ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مٹی جھک کر دی جائے یا بیٹھ کر دی جائے؟مٹی دیتے وقت مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ ، وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ، وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى۔ پڑھ کر مٹی ایک بار دی جائے یا مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ پڑھ کر ایک بار پھر وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ پڑھ کر دوسری مرتبہ پھر، وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى پڑھ کر تیسری مرتبہ مٹی دی جائے؟اور اس وقت کن کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے؟ **المستفتی:۔جابر علی قریشی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کتب فقہ میں جھک کر یا بیٹھ کر مٹی دینے کا ذکر فقیر کی نظر سے نہ گزرا، ویسے مجمع کثیر ہونے کی وجہ سے بیٹھنے کا موقع بآسانی میسر نہیں ہوتا،لہذا جس طرح ممکن اور آسان ہو مٹی دے سکتے ہیں کوئی حرج نہیں بہتر یہ ہے کہ سرہانے کہ طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالی جائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنۡ اَبِي هُرَيۡرَةَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ ثُمَّ اَتَى الۡقَبۡرَ فَحَثٰى عَلَيۡهِ مِنۡ قِبَلِ رَاۡسِهٖ ثَلٰثًا " حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی پھر قبر پر آئے تو ان کی سر کی طرف سے تین لپ مٹی ڈالی ۔(رواہ ابن ماجہ،مشکوۃ باب دفن المیت الفصل الثالث صفحہ ۱۴۹)

جب مٹی ڈالے تو پہلی بار کہے مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ اور دوسری مرتبہ کہے وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ اور تیسری مرتبہ کہے وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى۔ ایسا ہی کتب فقہ میں مذکور ہے۔

اس کے علاوہ بہت ساری غلط فہمیاں عوام میں پائی جارہی ہیں لہذا مذکورہ باتوں کا بوقت دفن خیال رکھیں۔

(۱) جتنی مٹی قبر سے نکلی اس سے زیادہ نہ ڈالیں کہ اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے۔

(۲) بعض لوگ قبر کو چوکھنٹی بناتے ہیں اس طرح نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ سُفْیَانَ التَّمَّارِ اَنَّهٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ ﷺ مُسَنَّمًا۔ حضرت سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضور ﷺ کی قبر کو ہان نما دیکھی۔ (بخاری جلد اول، کتاب الجنائز صفحہ ۱۸۶ / مشکوۃ باب دفن المیت الفصل الاول صفحہ ۱۴۸)

(۳) قبر ٹھیک کرنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکیں کہ پانی چھڑکنا مسنون ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ جَابِرٍ قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِیِّ ﷺ وَکَانَ الَّذِیْ رَشَّ الْمَآءَ عَلٰی قَبْرِهٖ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَةٍ بَدَاَ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ حَتّٰی اَنْتَهٰی اِلٰی رِجْلَیْهِ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کی قبر مبارکہ پر پانی چھڑکا گیا چھڑکنے والے حضرت بلال بن رباح تھے جنھوں نے مشکیزے سے آپ کی قبر پر پانی چھڑکا سرہانے سے شروع کیا اور قدموں تک چھڑکا۔ (رواہ البیہقی، مشکوۃ باب دفن المیت الفصل الثانی صفحہ ۱۴۹)

(۴) جب پانی چھڑکا جائے تو یہ دعا پڑھی جائے: ۔ سَقَی اللّٰهُ ثَرَاهُ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَثْوَاهُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو سیراب فرمائے اور جنت کو اس کا ٹھکانا بنائے۔

(۵) دفن کے بعد کوئی پھول یا ہرا پتہ وغیرہ قبر پر ڈال دے کہ علما نے اسے سنت بتایا ہے، پھر جو کچھ ہو سکے پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہونچا دے مستحب یہ ہے کہ الٓمٓ سے مفلحون تک سر کی جانب پڑھیں اور پائنتی اٰمن الرسول سے ختم سورہ تک پڑھیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَاَسْرِعُوْا بِهٖ اِلٰی قَبْرِهٖ وَلْیُقْرَاْ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَاتِحَةُ الْبَقَرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَیْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ۔ حضرت

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کوئی مرجائے تو اسے روک نہ رکھو اس کی قبر تک جلد پہونچاؤ، اس کے سر کے پاس سورہ بقر کا شروع اور پیروں کے پاس سورہ بقر کا آخری (رکوع) پڑھو۔(رواہ البیہقی فی شعب الایمان، مشکوۃ باب دفن المیت الفصل الثالث صفحہ ۱۴۹)

() جب دفن سے فارغ ہوں تو قبر پر اذان پڑھیں قبر پر اذان پڑھنا جائز ہے، چنانچہ اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ قبر پر اذان کیوں دی جاتی ہے؟ فرمایا دفع شیطان کے لئے، پھر فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اذان جب ہوتی ہے تو شیطان روحا تک بھاگ جاتا ہے اور روحا مدینہ شریف سے ۳۶ میل ہے (۵۷ رکلو میٹر ۹۲۴ رمیٹر) اور وہ وقت ہوتا ہے دخل شیطان کا، جس وقت منکر نکیر سوال کرتے ہیں مَنْ رَبُّکَ تیرا رب کون ہے؟ یہ لعین دور سے کھڑا ہو کر اشارہ کرتا ہے اپنی طرف کہ مجھ کو کہہ دے جب اذان ہوتی ہے بھاگ جاتا ہے وسوسہ نہیں ہوتا۔(الملفوظ حصہ ۴ صفحہ ۶۹)

نوٹ:۔ ا کلومیٹر ۶۰۰ / میٹر یا ۱۷۶۰ رگز یا ۵۲۸۰ رفٹ کا ایک میل ہوتا ہے۔

(۲) میل، فرلانگ، کوس، درہم، دینار، رتی، ماشہ، صاع، وغیرہ کی جانکاری کے لئے فقیر کا رسالہ ''واحدی پہاڑہ'' کا مطالعہ کریں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(سورہ ملک پڑھ کر پانی میں دم کرکے قبر پر ڈالنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر سورہ ملک پڑھ کر پانی پر دم کرکے ڈالنا کیسا ہے؟ اور اس سے مردے کو کچھ فائدہ پہونچے گا کہ نہیں؟

المستفتی:۔ راج محمد پونہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بعد دفن قبر پر پانی ڈالنا مسنون ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ''عَنْ جَابِرٍ قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ الَّذِي رَشَّ الْمَاءَ عَلَى قَبْرِهِ بِلَالُ بْنِ رَبَاحٍ بِقِرْبَةٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى رِجْلَيْهِ'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کی قبر مبارکہ پر پانی چھڑکا گیا چھڑکنے والے حضرت بلال بن رباح تھے جنھوں نے مشکیزے سے آپ کی قبر پر پانی چھڑکا سرہانے سے شروع کیا اور قدموں تک چھڑکا (رواہ البیہقی مشکوۃ باب دفن المیت الفصل الثانی صفحہ ۱۴۹)

یونہی دفن کے بعد عرصہ گزر گیا اور قبر کی مٹی منتشر ہوگئی ہے جب بھی ڈال سکتے ہیں تاکہ قبر کے نشان باقی رہے اور جب پانی ڈال سکتے ہیں تو سورہ ملک پڑھ کر دم کرکے بھی ڈال سکتے ہیں کوئی حرج نہیں ہاں اگر قبر کی مٹی منتشر نہ ہوئی ہو تو بلا وجہ پانی ڈالنا منع ہے کہ پانی ضائع کرنا ہے خواہ سورہ ملک پڑھ کر پانی ڈالا جائے یا یونہی، جیسا کہ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں بعد دفن قبر پر پانی چھڑکنا مسنون ہے اور اگر مرورِ زمان سے اس کی خاک منتشر ہوگئی ہو اور نئی ڈالی گئی یا منتشر ہوجانے کا احتمال ہو تو اب بھی پانی ڈالا جائے کہ نشانی باقی رہے اور قبر کی توہین نہ ہونے پائے'' بہ

علل فی الدر وغیرہ ان لا یذھب الاثر فیمتھن ”درمختار وغیرہ میں یہ علّت بیان فرمائی ہے کہ نشانی مٹ جانے کے سبب بے حرمتی نہ ہو۔اس کے لئے کوئی دن معین نہیں ہوسکتا ہے جب حاجت ہو اور بے حاجت پانی کا ڈالنا ضائع کرنا ہے اور پانی ضائع کرنا جائز نہیں ۔(فتاوی رضویہ جلد ۹/ ص ۳۷۴/دعوت اسلامی)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ قبر اگر پختہ ہے اس پر پانی ڈالنا فضول و بے معنی ہے، یونہی اگر کچی ہے اور اس کی مٹی جمی ہوئی ہے۔ ہاں اگر کچی ہے اور مٹی منتشر ہے تو اس کے جم جانے کو پانی ڈالنے میں حرج نہیں، جیسا کہ ابتدائے دفن میں خود سنت ہے ۔(فتاوی رضویہ جلد ۹/ص ۶۱۱/دعوت اسلامی)

خلاصہ کلا یہ ہے کہ مٹی جمانے اور نشان باقی رکھنے کے لئے پانی ڈال سکتے ہیں خواہ یونہی یا کوئی سورہ پڑھ کر، البتہ اگر کوئی سورہ پڑھ کر ڈالا جائے تو اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ پانی قبر کے ارد گرد وہاں تک نہ جائے جہاں پاؤں پڑنے کا اندیشہ ہو، اور یہ خیال کرنا کہ اس سے مردہ کو فائدہ پہونچے گا یہ خیال باطل ہے کہ مردہ کو فائدہ پہونچانے کے لئے پانی نہیں ڈالا جاتا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہاں اگر قبر کے اوپر پھول یا کوئی ہرا پتہ پہلے سے رکھا ہوا ہے تو اس کو تازہ رکھنے کے لئے پانی ڈال سکتے ہیں کہ جب تک پتہ تازہ رہے گا اس سے مردہ کو انس حاصل ہوگی اور اگر معاذ اللہ گنہگار ہے تو عذاب میں تخفیف ہوگی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ” عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِحَائِطٍ مِنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَةِ اَوْ مَکَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَیْنِ یُعَذَّبَانِ فِیْ قُبُوْرِھِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ یُعَذَّبَان وَ مَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰی کَانَ اَحَدُ ھُمَا لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ وَکَانَ الْاٰخَرُ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِیْدَةٍ فَکَسَرَ ھَا کِسْرَتَیْنِ فَوَضَعَ عَلٰی کُلِّ قَبْرٍ مِّنْھُمَا کِسْرَةً فَقِیْلَ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللہِ لِمَ فَعَلْتَ ھٰذَا قَالَ لَعَلَّہٗ اَنْ یُّخَفَّفَ عَنْھُمَا مَا لَمْ تَیْبَسَا “ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ یا مکہ معظمہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر انکی قبر میں

عذاب ہو رہا تھا، آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں پھر فرمایا ہاں (یعنی خدائے تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی ایک تر شاخ منگوائی اور اسکے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک کے قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا حضور سے عرض کیا گیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ نے کیوں کیا؟ فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو جائیں ان دونوں پر عذاب کم رہے گا۔ (بخاری جلد اول صفحہ ۳۴/۳۵ کتاب الوضو) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(قبر پر تلقین کرنے کا طریقہ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر پر تلقین کرنا کیسا ہے؟ اور یہ کہاں سے ثابت ہے؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ **المستفتی:** محمد ساجد قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مُردہ کو تلقین کرنا مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کی سنت ہے اور یہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک مشروع ہے (اکثر لوگ اس سے غافل ہیں) اور یہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی صاحبہ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کا جب وصال ہوا تو حضور ﷺ انکی قبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے تم کہو میرے نبی میرے چچا زاد بھائی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ آپ یہ فرمارہے ہیں آخر کیوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا میری پھوپھی صاحبہ منکر نکیر کے سُوالوں سے حیران سی ہوئیں تو میں نے کہا تم کہہ دو میرے نبی میرے چچا زاد بھائی (بھتیجہ) ہیں

(نزہۃ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۳۰۶/۳۰۷)

ایک دوسری حدیث میں ہے نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اس کو مٹی دے چکو تو تم میں ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے یا فلاں بن فلانہ (اس کا اور اسکی ماں کا نام لے) وہ نہ سنے گا اور جواب نہ دے گا پھر کہے یا فلاں بن فلانہ! وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا پھر کہے یا فلاں بن فلانہ! وہ کہے گا ہمیں ارشاد کر اللہ تجھ پر رحم فرمائے مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے اُذْکُرْ مَا خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْیَا شَھَادَۃَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا

عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ﷺ وَاَنَّکَ رَضِیْتَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَاماً } نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو ہم اس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ حجت سکھا چکے۔اس پر کسی نے حضور سے عرض کی کہ اگر اس کی ماں کا نام نہ معلوم ہو تو؟ فرمایا حوّا کی طرف نسبت کرے۔بعض اجلہ ائمہ تابعین فرماتے ہیں جب قبر پر مٹی برابر کر چکیں اور لوگ واپس جائیں تو مستحب سمجھا جاتا ہے کہ میت سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا جائے۔یا فُلاں بن فلانہ قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تین بار پھر کہا جائے قُلْ رَّبِّیَ اللّٰہُ وَدِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیِّ محمدٌ ﷺ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اتنا اور اضافہ کیا {وَاِعْلَمْ اَنَّ ھٰذَیْنِ الَّذَیْنَ اَتَیَاکَ اَوْیَأْتِیَانِکَ اِنَّمَاھُمَا عَبْدَانِ لِلّٰہِ لَا یَضُرَّانِ وَلَا یَنْفَعَانِ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ فَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ وَاَشْھَدُ اَنَّ رَبَّکَ اللّٰہُ وَ دِیْنَکَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیَّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ ثَبَّتَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکَ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ } (فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۹۵،بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۶۶/۱۶۷)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(قبر پر انگلی رکھ کر الم پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ مردے کو دفن کرنے کے بعد سرہانے کی جانب قبر پر انگلی رکھ کر سورہ بقرہ کے شروع کا ایک رکوع اور پائنتی کی جانب سورہ بقرہ کے آخری کا ایک رکوع پڑھتے ہیں؟ ان لوگوں کا ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی:۔ذیشان چشتی اٹاوہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

انگلی رکھنے کا ذکر میری نظر سے نہ گزرا البتہ تلاوت کرنا صحیح ہے بلکہ مستحب ہے یعنی بعد دفن سرہانے الم سے لیکر مفلحون تک پڑھنا اور پائنتی امن الرسول سے وانصرنا علی القوم الکفرین تک پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے عَنْ عَبْدُاللهِ ابْنَ عُمَرَ ، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوهُ وَأَسْرِعُوا بِهِ إِلَى قَبْرِهِ ، وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ فِي قَبْرِهِ " حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ: جب تمہارا کوئی آدمی انتقال کر جائے تو اس کو دیر تک گھر میں مت روکو اور قبر تک پہنچانے اور دفن کرنے میں سرعت سے کام لو اور (دفن کے بعد) سر کی جانب سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات (تا مفلحون) اور پاؤں کی جانب کی اختتامی آیات (امن الرسول سے ختم سورۃ تک) پڑھی جائیں (بیہقی)

علامہ شیخ ابوبکر بن علی بن محمد الحداد الزبیدی متوفی ۸۰۰ھ تحریر فرماتے ہیں "يُسْتَحَبُّ أَنْ

یَقْرَأُ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ أَوَّلَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتَهَا" قبر پر بعد دفن سورہ بقرہ سے شروع و آخر کا پڑھنا مستحب ہے۔(الجوھرۃ النیرۃ، المجلد الاول، کتاب الصلوۃ، ص۲۷۳)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کا اول و آخر پڑھیں سرہانے الم سے مفلحون تک اور پائنتی امن الرسول سے ختم سورت تک پڑھیں۔

(بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۸۴۶ /مکتبہ مدینہ دہلی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ حنفی بریلوی

(دفن کے بعد قبر پر ٹھہرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دفن کے بعد قبر پر ٹھہرنا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں کا رواج ہے کہ بعد دفن سب کو بھگانے لگتے ہیں کہتے ہیں منکر نکیر آنے والے ہیں اب قبر پر مت رکو، جبکہ ایک عالم صاحب کی تقریر میں سنا ہوں حدیث کا حوالہ دیکر کہہ رہے تھے کہ کم سے کم ایک گھنٹہ رکنا چاہئے تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ حدیث شریف میں ہے؟ **المستفتی** : ۔غلام نبی ڈومریا گنج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دفن کے بعد قبر اتنی دیر ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے کہ وہاں رہنے سے میت کو انسیت حاصل ہوگی اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اتنی دیر تک تلاوت قرآن اور میت کے لئے دعاء استغفار کریں اور یہ دعا کریں کہ سُوال نِکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہیں۔

قبر کے پاس سے لوگوں کو بھگانا جہالت ہے اور عالم صاحب نے جو کہا بالکل درست ہے اور یہ حدیث شریف سے ثابت ہے مگر کتب احادیث میں ایک گھنٹہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ ایک اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کرنے میں جو وقت لگتا ہے اتنے وقت قبر پر ٹھہرنے کا حکم ہے۔حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں "عَنْ عَمْرِو بْنِ عَاصٍ قَالَ لِابْنِهٖ وَهُوَ فِيْ سِيَاقِ الْمَوْتِ اِذَا اَنَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِيْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ فَشُنُّوْا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَمَا يُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَّيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَانِسَ بِكُمْ وَ اَعْلَمَ مَا ذَا اُرَا

جِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّیْ ۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے فرزند سے بحالت موت فرمایا جب میں مرجاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی نوحہ والی جائے نہ آگ جب تم مجھے دفن کرو تو مجھ پر مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے ارد گرد اس قدر کھڑے رہنا جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت بانٹ دیا جائے تاکہ تم سے مجھے انس حاصل ہو اور جان لو کہ میں رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں ۔(رواہ مسلم، مشکوۃ باب دفن المیت الفصل الثانی صفحہ ۱۴۹)

اور اعلی حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے وصال شریف سے پہلے وصیت کی تھی کہ میرے وصال کے بعد تلقین کرنے والا میرے مواجہہ میں کھڑے ہو کر تین بار تلقین کرے پیچھے ، پیچھے ہٹ کر ۔ پھر اعزا احباء چلے جائیں اور ڈیڑھ گھنٹہ میرے مواجہہ میں (چہرہ کے سامنے) درود شریف ایسی آواز میں پڑھتے رہیں کہ میں سنو پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر کے چلیں آئیں اور اگر تکلیف گوارا ہو سکے تو تین شبانہ روز کامل پہرے کے ساتھ دو عزیز یا دوست مواجہہ میں قرآن مجید و درود شریف ایسی آواز سے بلا وقفہ پڑھتے رہیں کہ اللہ چاہے تو اس نئے مکان سے دل لگ جائے ۔

نوٹ :۔ پھر وصال شریف سے لے کر تین شبانہ روز مواجہہ شریف میں مسلسل تلاوت قرآن عظیم جاری رہی (وصایا اعلی حضرت) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(قبرستان میں اگربتی لگانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبرستان میں قبر کے آس پاس اگربتی لگانا کیسا ہے؟ مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:** نوید علی مرادآبادی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خاص قبر پر اگربتی سلگانا ممنوع ہے، ہاں اگر قبر سے ہٹ کر خالی جگہ پر سلگائیں تو کوئی حرج نہیں، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگربتی قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اس میں سوء ادب اور بدفالی ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے "ان سقف القبر حق المیت" ہاں قریب قبر زمین خالی پر رکھ کر سلگائیں کہ خوشبو محبوب ہے اھ (فتاویٰ رضویہ جلد 4 ص 185)

اور یہ اس صورت میں ہے جب کہ وہاں کچھ لوگ موجود ہوں اور اگر میت کو خوشبو پہنچانے کی نیت سے ہو تو فضول ہے کہ میت کو اس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ فتاوی رضویہ شریف میں ہے کہ اگربتی جلانا اگر تلاوت قرآن کے وقت تعظیم قرآن عظیم کے لیے ہو یا وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوں ان کی ترویج کے لیے ہو تو مستحسن ہے ورنہ فضول، و تضییع مال، میت کو اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 4 ص 220۔

بحوالہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول کتاب الجنائز صفحہ 336 تا 337) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(حضرت آدم علیہ السلام کا مزار کہاں ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو انسان جس جگہ کی مٹی سے پیدا کیا گیا ھے۔کیا وہ اسی جگہ پر دفن کیا جائے گا نیز حضرت آدم علیہ السلام کا مزار پاک کہاں ھے تاریخ کے حوالے سے جواب مرحمت فرمائیں کرم نوازی ہوگی؟ **المستفتی: محمد رجب علی فیضی اترولوی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ عزوجل فرماتا ہے(منها خلقنكم و فيها نعيدكم و منها نخرجكم تارة اخرى) زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے دوبارہ نکالیں گے۔

ابونعیم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: مامن مولود الا وقد ذر عليه من تراب حفرة: کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس پر اس کے قبر کی مٹی نہ چھڑکی ہو۔

کتاب المتفق والمفترق میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: مامن مولود الا وفی سرته من تربته التی خلقا منها حتی یدفن فیها و انا وابو بکر و عمر وخلقنا من تربته واحدة فیها ندفن "ہر مولود کے ناف میں اس کے قبر کی مٹی ہوتی ہے جس سے اسے پیدا کیا اور اسی میں وہ دفن ہوتا ہے میں اور ابوبکر اور عمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے۔(فتاوی افریقہ صفحہ 82 مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں معلوم ہوا جو انسان جہاں کی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے وہیں

دفن ہوگا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے مزار پاک کے متعلق ائمہ تفسیر مورخین کا شدت سے اختلاف ہے کہ وہ کہاں ہے (1) مکہ معظمہ سے تین میل فاصلے پر مقام منیٰ میں جہاں کہ حاجی لوگ قربانی اکرتے ہیں اسی جگہ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کی تھی یہیں مسجد خیف سے متصل آپ کی قبر شریف ہے۔(تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ 332)

(2) آپکی قبر شریف کوہ سراندیپ میں ہے۔(مقدمہ معراج النبوۃ صفحہ 46، حاشیہ 4 جلالین شریف ص 131)

(3) آپکی قبر شریف اس پہاڑ میں ہے جس پر آپ جنت سے اترے تھے۔

(4) بعض نے کہا آپ کی قبر انور غار جبل ابوقبیس میں ہے، جسے، غار الکبر، کہتے ہیں۔

(5) ابن جریر کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے موقع پر آپکے اور حوا علیہما السلام کے تابوت شریف کو بیت المقدس میں لا کر دفن فرمایا {الکامل فی التاریخ جلد اول ص 22}

(6) ابن عساکر نے کہا ہے آپکا سر اقدس مسجد ابراہیم کے پاس اور پاؤں مبارک صحرۂ بیت المقدس کے پاس ہے۔(البدایہ جلد اول ص 98) واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا قبر کھودنے کے بعد کسی کا دفن تک قبر پر رہنا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے لئے قبر کھودی جاتی ہے تو کیا اس وقت تک کھودنے والا شخص وہیں پر رہے گا جب تک کہ مردے کو دفنا نہ دیا جائے بات یہ ہے کہ آج جو عوام میں مشہور ہے کہ قبر کے پاس ایک آدمی کا رہنا ضروری ہے کیا صحیح ہے کیا غلط جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:** محمد نوازش رضا مظفر پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شریعت مطہرہ میں اس طرح کی کوئی بات نہیں ہے یہ لوگوں کی جہالت ہے من گھڑت باتیں ہیں وہاں رہنا ضروری نہیں ہے ہاں قبر جب تک تیار نہ ہو جائے تو گھر کا کوئی فرد وہاں رہے تا کہ کسی چیز کی ضرورت پیش آجائے تو دے سکے اور قبر تیار ہو جائے تو قبر کو دیکھ بھال کرنا ضروری نہیں ہے ہاں! اگر نقصان پہونچنے کا صحیح اندیشہ ہو یعنی قبرستان میں چار دیواری نا ہو اور لوگوں کی آمد ورفت ہو اور بچوں یا ضعیفوں کے گر جانے کا قوی اندیشہ ہو تو ایسی صورت ایک شخص وہاں رک جائے تو بہتر ہے لیکن فقط قبر کی دیکھ بھال کے لیے وہاں رکنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب جنازہ کا وقت ہو جائے تو جنازے میں شریک ہو جائے ۔چونکہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور حدیث شریف میں جنازے میں شرکت کے متعلق بڑی فضیلت آئی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ،

الخ۔ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو کوئی ایمان رکھ کر اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز اور دفن سے فراغت ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا ہر قیراط اتنا بڑا ہوگا جیسے احد کا پہاڑ الخ۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان حدیث نمبر 47)

لہٰذا معلوم ہوا کہ جنازے میں شرکت کرنا بہت بڑا ثواب ہے جب کہ قبر کی دیکھ بھال کے متعلق نا کوئی حدیث ہے نا ہی کوئی فضیلت۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(قبر پر اذان دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج کل قبرستان میں مدفن کرنے کے بعد جو قبر پر اذان دی جاتے ہے کیا یہ درست ہے؟ بکر کہتا ہے کی جائز ہے اور زید کہتا ہے کی جائز نہیں اس مسئلہ کا قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت کریں **المستفتی**:۔سجاد رضا نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قبر پر اذان دینا جائز ہے کیونکہ قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہے اور نہ ہی قرآن وسنت میں اس کے منع کی کوئی دلیل ہے۔بلکہ پانچ نمازوں کے علاوہ ان امور کے لئے اذان جائز ہے۔(۱) نو مولود بچے کے کان میں۔(۲) مغموم اور دورہ پڑنے والے پر۔(۳) غصہ والے پر۔(۴) بد اخلاق پر انسان ہو یا جانور۔(۵) جب دشمن کے لشکر کا آمنا سامنا ہو جائے اور جلنے والے کے پاس اور کہا گیا ہے میت کو قبر میں اتارتے وقت قیاس کرتے ہوئے اس کے دنیا میں آنے پر، یونہی چڑیلوں (جنات، بھوت) کی سرکشی کے وقت۔ یونہی جو کوئی ویران جگہ میں راہ بھول جائے۔زید کا یہ کہنا کہ جائز نہیں غلط ہے وہ یا تو جاہل ہے اور اگر جاہل نہیں تو بدمذہب ہے۔واللہ اعلم بالصواب

نوٹ:۔تفصیل کے لئے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کا رسالہ "**ایذان الاجر فی اذان القبر**" کا مطالعہ کریں

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ اَعَدَّ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا اَلِیۡمًا (سورہ احزاب 8)

اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

سوال قبر وعذاب قبر کا بیان

۱۲/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(قبر کے حالات)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔مولانا تاج محمد واحدی صاحب بخیر وعافیت سے ہیں؟امید ہے بخیر ہونگے کچھ دن قبل ایک فتوی دفن کے متعلق پڑھا دل خوش ہوگیا بہت ہی آسان لفظوں میں آپ نے سمجھایا ہے اللہ تعالی اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین

کہنا یہ ہے کہ اسی طرح آسان لفظوں میں ایک فتوی قبر کے حالات کے متعلق تحریر فرمادیں کہ دفن کے بعد کس طرح سوال ہوگا کیسے قبر کے حالات ہونگے کیا کیا معاملہ مومن وکافر کے ساتھ ہونگے وغیرہ

المستفتی:۔جلال الدین تلشی پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حوصلہ افزائی کے لئے شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ آپ کے نیز سارے مسلمانوں کے جان ومال عزت وآبرو کی حفاظت فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرما کر عذاب قبر سے محفوظ فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین

جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو اس وقت قبر اس کو دباتی ہے اگر مردہ مسلمان ہے تو اس کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے ماں پیار سے اپنے بچے کو زور سے چمٹا لیتی ہے اور اگر مردہ کافر ہے تو اس کو اس زور سے دباتی ہے کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی پسلیاں اِدھر ہوجاتی ہیں۔حتی کہ جب مردہ کو قبر میں دفن کرکے وہاں سے چلتے ہیں تو وہ انکے جوتوں کی آواز سنتا ہے اس وقت ان کے پاس دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں انکی شکل نہایت ڈراونی اور ہیبت ناک ہوتی ہے،انکے

بدن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں سیاہ و نیلی اور دیگ کے برابر شعلہ زن ہیں اور ان کے بال سر سے پاؤں تک اور انکے دانت کئی ہاتھ کے جن سے زمین چیرتے ہوئے آئیں گے ان میں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں مردے کو جھنجھوڑتے اور جھڑک کر اٹھاتے اور نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز میں سُوال کرتے ہیں پہلا سوال مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون ہے دوسرا سوال مَا دِيْنُكَ تیرا دین کیا ہے اور تیسرا سوال مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُل انکے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟ مُردہ مسلمان ہے تو پہلے سُوال کا جواب دیگا۔ رَبِّيَ اللّٰه میرا رب اللہ ہے دوسرے سوال کا جواب دیگا، دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ میرا دین اسلام ہے اور تیسرے سوال کا جواب دیگا، هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ۔وہ (فرشتے) کہیں گے تجھے کس نے بتایا (مردہ) کہے گا میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی بعض روایتوں میں آیا ہے کہ (فرشتے) سوال کا جواب پا کر کہیں گے، ہمیں معلوم تھا کہ تو یہی کہے گا اس وقت آسمان سے ایک مُنادی ندا کرے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو اور جنت کی نسیم اور خوشبو اس کے پاس آتی رہے گی اور جہاں تک نگاہ پھیلے گی وہاں تک اس کی قبر کشادہ کردی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا تو سو جیسے دولھا سوتا ہے یہ خواص کے لئے عموماً ہے اور عوام میں انکے لئے جن کو وہ چاہے ورنہ وسعت قبر حسب مراتب مختلف ہے بعض کے لئے ستر ستر ہاتھ لمبی چوڑی بعض کے لئے جتنی وہ چاہے زیادہ حتی کہ جہاں تک نگاہ پہونچے اور عصاۃ تو بعض پر عذاب بھی ہوگا انکی معصیت کے لائق پھر اس کے پیران عظام یا مذہب کے امام یا اولیائے کرام کی شفاعت یا محض اپنی رحمت سے جب وہ چاہے گا نجات پائیں گے اور بعض نے کہا کہ مومن عاصی پر عذاب قبر شب جمعہ آنے تک ہے، اس کے آتے ہی اٹھالیا جائے گا۔ (بہار شریعت حصہ اول)

ہاں جس شخص کا شب جمعہ، جمعہ اور رمضان المبارک میں انتقال ہوا وہ سوالات نکیرین و عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ (فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۲۴)

اگر مردہ نیکو کار ہوتا ہے یعنی سوالوں کا جواب دے دیتا ہے تو پہلے اس کے بائیں ہاتھ کی طرف سے جہنم کی کھڑکی کھولیں گے جس سے لپٹ ،جلن ،گرم ہوائیں ،اور سخت بد بو آئے گی اور معاً (فوراً) بند کر دینگے اس کے بعد داہنی طرف سے جنت کی کھڑکی کھولیں گے اور اس سے کہا جائے گا اگر ان سوالوں کے صحیح جواب نہ دیتا تو تیرے واسطے وہ تھی اور اب یہ ہے تا کہ وہ اپنے رب کی نعمت کی قدر جانیں کہ کیسی بلائے عظیم سے بچا کر کیسی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی اور منافق کے لئے اس کا عکس ہوگا (الٹا) یعنی پہلے جنت کی کھڑکی کھولیں گے کہ اس کی خوشبو اور ٹھنڈک ،نعمت وراحت کی جھلک دیکھے گا اور معاً بند کر دینگے اور دوزخ کی کھڑکی کھول دینگے تا کہ اس پر اس بلائے عظیم کے ساتھ حسرت عظیم بھی ہو کہ حضور ﷺ کو نہ مان کر یا انکی شان رفیع میں ادنیٰ گستاخی کر کے کیسی کیسی نعمت کھوئی اور کیسی آفت پائی۔

اور اگر وہ مردہ منافق ہے تو سب سوالوں کے جواب میں کہے گا "ھَاھَالَا اَدْرِیْ" یعنی افسوس مجھے تو کچھ معلوم نہیں "کُنْتُ اَسْمَعُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَاَقُوْلُ" میں لوگوں کو کہتے سنتا تھا خود بھی کہتا تھا اس وقت ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا کہ یہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو اس کی گرمی اور لپٹ اس کو پہونچے گی اور اس کو عذاب دینے کے لئے دو فرشتے مقرر ہو نگے جو اندھے اور بہرے ہو نگے انکے ساتھ لوہے کا گرز ہوگا کہ پہاڑ پر اگر مارا جائے تو خاک ہو جائے اس ہتھوڑے سے اس کو مارتے رہیں گے سانپ اور بچھو اسے عذاب پہونچاتے رہیں گے نیز اعمال اپنے مناسب شکل پر متشکل ہو کر کتا یا بھیڑیا یا اور شکل بن کر اس کو ایذا پہونچائیں گے اور نیکوں کے اعمال حسنہ مقبول ومحبوب صورت پر متشکل ہو کر اُنس دینگے۔ (بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۲۶ تا ۲۸)

اور اگر مردہ کافر ہے تو سخت عذاب میں مبتلا ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیُسَلَّطُ عَلَی الْکَافِرِ فِیْ قَبْرِہٖ تِسْعَۃٌ وَّتِسْعُوْنَ تِنِّیْنًا تَنْھَسُہٗ وَتَلْدَغُہٗ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ لَوْ اَنَّ تِنِّیْنًا مِنْھَا نَفَخَ بِالْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ

حَدِیث ۱ • حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کافروں پر اس کی قبر میں ننانوے ۹۹ رسانپ مسلط کئے جاتے ہیں جو اسے قیامت تک کاٹتے اور ڈستے رہیں گے ان میں سے ایک سانپ اگر زمین پر پھونک مار دے تو زمین کبھی سبزہ نہ اگائے۔

(دارمی جلد دوم صفحہ ۲۶۱ مشکوۃ باب اثبات عذاب قبر الفصل الثانی صفحہ ۲۶)

مذکورہ بالا عبارت پڑھ کر عبرت حاصل کریں نیز دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر کریں مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو دین متین کا پابند بنائے۔آمین یا رب العلمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم ﷺ

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(مردہ دفن نہ کیا جائے تو سوال ہوگا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرنے کے بعد روحیں مومن کافر کی کہاں رہتی ہیں؟ نیز مردہ دفن نہ کیا گیا تو سوال ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا **المستفتی**:۔حافظ اشتیاق احمد ناندیڑ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مرنے کے بعد مسلمان کی روحیں حسب مراتب مختلف مقاموں میں رہتی ہیں بعض کی قبر میں بعض کی چاہ زمزم پر بعض کی آسمان وزمین کے درمیان بعض کی پہلے دوسرے ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی اوپر اور بعض کی روحیں زیر عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں اور کافروں کی خبیث روحیں بعض ان کی قبر یا مرگھٹ پر بعض کی چاہ برہوت میں کہ یمن میں ایک نالا ہے بعض کی پہلی دوسری ساتویں زمین تک اور بعض کی اس کے بھی نیچے سجین میں مگر کہیں بھی ہوں اپنے جسم سے ان کا تعلق باقی رہتا ہے۔(بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۲۵/۲۶)

اور اگر مردہ قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں کہیں ہوگا وہیں سوالا ت ہونگے اور وہیں ثواب یا عذاب پائے گا یہاں تک کہ اگر کسی جانور نے کھالیا تو اس کے پیٹ میں سوال ہونگے اور وہیں ثواب یا عذاب پائے گا۔(ایضا صفحہ ۲۹)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کس کس کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا انبیائے کرام علیہم السلام کے جسم کو مٹی کھا سکتی ہے؟ زید اپنے آپ کو سنی کہتا ہے ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ کوئی بھی ہو مرنے کے بعد مٹی ہو جاتا ہے اور دلیل میں "منہا خلقنکم" الخ پیش کرتا ہے تو اس پر کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔حافظ راج محمد رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو شخص نبی کریم ﷺ کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ مر کر مٹی میں مل گئے (معاذ اللہ) وہ گمراہ بد دین خبیث مرتکب توہین ہے اس لئے کہ انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ اَبِي دَرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَأْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہیں اور روزی دیے جاتے ہیں۔

(ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۷۶، مشکوۃ باب الجمعہ الفصل الثالث صفحہ ۱۲۱)

اور دوسری جگہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں

کو کھانا حرام فرمادیا۔(نسائی جلد اول صفحہ ۲۰۴،مشکوٰۃ باب الجمعہ الفصل الثانی صفحہ ۱۲۰)

یونہی قرآن شریف میں ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام بعد وصال دو ماہ تک لاٹھی کے سہارے ٹیک لگا کر کھڑے رہے۔جو اس بات کی روشن دلیل ہے کہ انبیائے کرام کا جسم سڑتا گلتا نہیں ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام کا مقام ومرتبہ تو بہت ہی افضل واعلیٰ ہے۔اولیائے کرام،شہدائے اسلام،حفاظ قرآن کہ قرآن پر عمل کرتے ہوں،وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں،وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزو جل کی معصیت نہ کی ہو اور وہ کہ اوقات درود شریف مستغرق رکھتے ہیں ان کے بدن کو بھی مٹی نہیں کھا سکتی۔جو اس طرح خبیث کلمہ کہتا ہے کہ نبی مر کر مٹی مل گئے وہ گمراہ بدمذہب ہے اگر چہ اپنے آپ کو سنی کہے لہذا اس سے دور رہیں۔مزید تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روشن دلیل کا مطالعہ کریں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جل کر یا ڈوب کر مرنے والے سے سوال ہوگا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو لوگ جل کر یا یا سمندر میں ڈوب کر مرجاتے ہیں اور انہیں سپرد خاک نہیں کیا جاتا تو اُن سے سوالات قبر کس طرح سے ہونگے جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ نصیب علی یوپی الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

انسان مر کر یا سمندر میں ڈوب کر خواہ کسی بھی طرح مرجائے گرچہ اسے سپرد خاک نہ کیا جائے اس سے اسی حال میں عام مردہ کی طرح سوالات ہوں گے اور اسے وہیں ثواب یا عذاب پہونچے گا؛ جیسا کہ بہار شریعت میں ہے مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا، غرض کہیں ہو اُس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب اُسے پہنچے گا، یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال، وثواب وعذاب جو کچھ ہو پہنچے گا۔ (بہار شریعت حصہ اول عالم برزخ کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(کیا سوالات قبر مؤمن کے ساتھ خاص ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سوالات قبر صرف مومن سے ہوتا ہے یا کافروں سے بھی ہوتا ہے؟

المستفتی:۔سلمان رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بعض احادیث میں صراحۃ ذکر ہے کہ کافر سے سوال ہوگا جیسا کہ شرح الصدور میں وہ احادیث موجود ہیں مگر آخر میں ہے کہ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ سوال صرف مومن سے یا منافق سے جس نے ظاہری طور پر دین اسلام کی گواہی دی ان سے ہوگا کافر سے سوال نہیں ہوگا قرطبی اور ابن قیم نے ان کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ سوال والی حدیث میں صراحۃ یہ آیا ہے کہ کافر اور منافق سے سوال ہوگا مگر نوویں صدی کے مجدد اعظم اسلام محقق علی الاطلاق علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو،ان دونوں نے کہا ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ کسی حدیث میں مسلمان کے ساتھ کافر کا ذکر نہیں ہے ہاں بعض احادیث میں منافق کا ذکر آیا ہے اور بعض میں کافر کا تو جن میں کافر کا ذکر آیا ہے اسے منافق پر محمول کیا جائے گا اس کی دلیل حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں مزکور یہ الفاظ ہیں اما المنافق اولم تاب اور کافر کا ذکر نہیں کیا گیا اور حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں بھی اس کی تصریح ہے۔(شرح الصدور صفحہ ۲۴۸)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا داڑھی میں خضاب لگانے والے سے سوال قبر نہیں ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ جو شخص داڑھی میں خضاب لگا تا ہے اس سے قبر میں سوال نہیں ہوگا کیا یہ درست ہے اور زید پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: ۔ظہیر الدین خاں نانپارہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بعض روایتوں میں ہے کہ جو شخص مہندی کا خضاب داڑھی میں لگا تا تھا وہ سوال نکیرین سے بچ جائے گا جیسا کہ نویں صدی کے مجدد علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو مرفوعا روایت کی ہے کہ جو شخص داڑھی میں (مہندی کا) خضاب لگا تا تھا وہ مرگیا تو اس سے منکر نکیر سوال نہیں کریں گے منکر کہے گا اے نکیر اس شخص سے کیوں سوال کروں جس کے چہرے پر اسلام کا نور درخشاں ہے۔(شرح الصدور بشرح حال موتی والقبور ص ۱۳۷)

لہٰذا زید کا کہنا درست ہے کہ اس سے مراد وہ خضاب ہے جو سنت رسول ہے اور وہ مہندی کا خضاب ہے نہ کہ کالا کیمیکل کا خضاب جس کو فرعون مردود نے لگایا تھا سامعین کی فہم میں غلطی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا سوال کے وقت روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ منکر نکیر کے سوالوں کے وقت کیا روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے؟ اگر لوٹائی جاتی ہے تو کفن کھول کر سوالات کرتے ہیں یا کفن کے ساتھ؟

المستفتی:۔ سید اسماعیل رضا جمبر گٹہ کرناٹکا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اختلاف ہے بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ سوالات قبر کے وقت روح پورے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ روح صرف سینے تک داخل ہوتی ہے اور بعض اس کا بھی انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ روح جسم اور کفن کے درمیان رکھی جاتی ہے۔(الجواہر المنیفہ ص ۲۳)واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات میں بھی قبر میں تشریف لاتے تھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب کوئی مومن بندہ کا انتقال ہوتا ہے، تو اس وقت جب اس مومن بندہ کو قبر میں رکھا جاتا ہے، اس کے بعد، جب اس مومن بندہ سے منکر نکیر سوال کرتے ہیں، تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مومن بندہ کی قبر میں تشریف فرما ہوتے ہیں، تو اِس بات پر تمام مومنین کا اتفاق ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بندہ کے قبر میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باحیات تھے تو اس وقت بھی تو لوگ مرا کرتے تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں جو لوگ مرجاتے تھے تو ان لوگوں کی قبر میں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے؟ یا نہیں؟ جیسے کچھ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں پردہ کر گئے تو ان صحابہ کرام کی قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے؟ یا نہیں؟ حدیث پاک کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: محمد سعید الاسلام اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات ظاہری میں بھی قبر میں تشریف لاتے تھے۔ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے: حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قال العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی وذهب اصحابه حتی انه ليسمع قرع نعالهم اتاه ملكان فاقعداه فيقولان له ما كنت تقول فی هذا الرجل محمد فيقول اشهد انه عبد الله ورسوله فيقال انظر الی مقعدك من النار ابدلك الله به مقعدا من

الجنة قال النبی ﷺ فیراھما جمیعا واماالکافر والمنافق فیقول لا ادری کنت اقول مایقول الناس فیقال لا دریت ولا تلیت ثم یضرب بمطرقة من حدید ضربة بین اذنیه فیصیح صیحة یسمعها من یلیه الا الثقلین "جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس چل دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کے جوتوں کی آہٹ کو سن رہا ہوتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آ کر اسے بٹھاتے ہیں پھر کہتے ہیں تو اس شخص کے متعلق کیا کہتا ہے [یعنی محمد ﷺ کے] وہ کہتا ہے ۔میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔اس سے کہا جاتا ہے کہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کہ اس کے بدلے تجھے اللہ تعالی جنت میں ٹھکانہ دیا ہے ۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دونوں دکھائے جاتے ہیں ۔اور اگر وہ کافر یا منافق ہے ۔تو کہتا ہے مجھے معلوم نہیں ۔میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے اس سے کہا جائیگا نہ تو نے جانا اور نہ سمجھا ۔پھر لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جاتا ہے کانوں کے درمیان تو چیختا چلاتا ہے ۔جس کو نزدیک والے سب سنتے ہیں سوائے جنوں اور انسانوں کے ۔(ج،ا،مترجم ص ۵۴۴،باب،المیت یسمع خفق النعال)

مذکورہ بالا حدیث مبارک سے یہ جب واضح ہوگیا کہ قبر میں میرے آقا ﷺ کی جلوہ گری ہوتی ہے تو ایسا نہیں ہوسکتا کہ حیات ظاہری میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے قبر میں آپ کے متعلق سوال نہ کیا گیا ہو ۔اور قبر میں مطلق تشریف لانے کی بشارت دی جا رہی ہے اس میں حیات ظاہری اور باطنی کی کوئی قید نہیں لہٰذا اپنی جانب سے باطنی کا اضافہ کرنا خلاف اصول شرع ہے ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوکوثر محمد ارمان علی قادری جامعی

(اگلی امتوں سے قبر میں کس نبی کے بارے میں سوال ہوتا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے یعنی اگلی امتوں سے کس نبی کے متعلق سوال قبر ہوتا تھا؟ جواب سے نواز کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔عادل رضا دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صحیح اور راجح قول یہی ہے کہ اگلی امتوں سے سوال قبر ہوتا ہی نہیں تھا۔جیسا کہ فتاوی مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ:اگلی امتوں سے سوال قبر کے سلسلے میں صحیح و راجح قول یہی ہے کہ اگلی امتوں سے سوال قبر نہیں ہوتا تھا بلکہ یہ اسی امت محمدیہ کے ساتھ خاص ہے فتاوی حدیثیہ میں ہے:"وکان اختصاصھم بالسوال فی القبر من التخفیفات التی اختصوا بھا عن غیرھم لما تقرر فتامل ذالك مقتضی الحادیث سوال الملکین ان المومن ولو فاسق یجیبھما کالعدل ولکن بشارتہ تحتمل ان تکون بحسب حالہ ویوافقہ قول ابن یونس اسمھما علی المذنب منکر"اھ(ص۱۱)

اور اس کی ترجیح علامہ شامی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی فرمائی ہے۔وہ فرماتے ہیں: نقل العلقمی فی شرحہ علی الجامع الصغیر ان الراجح ایضا اختصاص السوال بھذہ الامۃ خلافا لما استظھرہ ابن القیم و نقل ایضا عن الحافظ ابن حجر العسقلانی ان الذی یظھر اختصاص السوال بالمکلف وقال تمعہ علیہ

شیخنا یعنی الحافظ السیوطی "(فتاوی مرکز تربیت افتاء، ج ا ص ۳۴۱ / ۳۴۲)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(قبر میں سوال کون کریں گے منکر یا نکیر؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر میں سوال منکر کریں گے یا نکیر؟ اس کا جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ **المستفتی:** محمد ہارون

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سوالات قبر کے متعلق محدثین کے مابین اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ سوال صرف ایک ہی فرشتہ کرتا ہے پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ منکر کرتے ہیں یا نکیر لیکن بعض کے نزدیک منکر کرتے ہیں اور بعض کے نزدیک نکیر کرتے ہیں۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں دو فرشتوں کے سوالات کے بارے میں کہ کئی روایات ہیں کہ بعض کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ سوال کرتا ہے کسی کے پاس دونوں اکٹھا سوال کرتے ہیں اور یہ سب اس شخص کے مراتب و درجات کے لحاظ سے ہوتا ہے۔(شرح الصدور)

امام ترمذی نے روایت کی ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے اور اسی کو امام بیہقی نے عذاب القبر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منکر نکیر یہ دونوں مردے سے سوال کرتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انیس الرحمن حنفی رضوی

(کیا قبر میں حسب ونسب دیکھا جائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو جب قبر میں اتارا تو ایک صحابی رسول وہاں تھے تو انہوں نے قبر سے کہا یہ تو خاتون جنت ہے تو کیا ان کا بھی حساب ہوگا تو قبر سے آواز آئی میں عمل دیکھتی ہوں مجھ سے کسی نے سوال کیا ابھی برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں عین وکرم ہوگا **المستفتی**:۔محمد سرفراز احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں یہ روایت برحق ہے جب حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کو قبر میں اتارا گیا تو اس وقت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے جوش غم میں قبر سے کہا: اے قبر تجھے کچھ خبر بھی ہے؟ یہ بیٹی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ ماں ہے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی یہ سردار ہے جنت کی بیویوں کی تو قبر سے آواز آئی: اے ابوذر قبر حسب نسب بیان کرنے کی جگہ نہیں ہے یہاں تو نیک اعمال کا ذکر کرو یہاں تو وہی آرام پائے گا جس کے اعمال نیک ہونگے جس کا دل مسلمان ہو (مشکوۃ الانوار، گلدستہ طریقت بحوالہ کیا آپ جانتے ہیں صفحہ ۱۹۷ فاروقیہ بک ڈپو دہلی)

تنبیہ:۔اس روایت سے کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ سیدہ طیبہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کے اعمال میں کچھ کمی تھی بلکہ اس روایت کے ذریعے ان لوگوں کو درس دیا گیا ہے جو احکام شرع مثلاً نماز و روزہ وغیرہ سے غافل ہو کر کے صرف اپنے حسب ونسب پر فخر کرتے ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(کیا قبرستان سے عالم گزر جائے تو عذاب نہیں ہوتا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا یہ درست ہے کہ جس قبرستان سے دینی طالب علم گزر جائے تو چالیس دن تک عذاب اٹھالیا جاتا ہے؟ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ۔محمد اظہر الدین عظیمی،بہار کھگڑیا پھولتوڑا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اِس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے یعنی موضوع روایت ہے لہٰذا اِس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔چنانچہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:ان العالم والمتعلم إذا مرا على قرية فان الله تعالى يرفع العذاب عن مقبرة تلك القرية أربعين يوما(قال الحافظ جلال الدين السيوطي)لا أصل له" یعنی،جب عالم یا طالبِ علم کسی بستی سے گزرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بستی کے قبرستان سے چالیس دن تک کیلئے عذاب کو دور فرما دیتا ہے،امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اِس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔(الموضوعات الکبری للقاری ۱/ ۱۲۳)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ نَهَيۡتُكُمۡ عَنۡ زِيَارَةِ الۡقُبُوۡرِ فَزُوۡرُوۡهَا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۴)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لہٰذا ان کی زیارت کیا کرو

زیارت قبور کا بیان

۱۶/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(قبروں کی زیارت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبروں کی زیارت کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔شرف الدین بارہ بنکی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زیارت قبور جائز اور مستحسن ہے حدیث شریف میں ہے ”عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوها“ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لہٰذا (اب تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کیا کرو۔(مسلم جلد اول کتاب الجنائز صفحہ ۳۱۴ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور الفصل الاول صفحہ ۱۵۴)

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت سے قرب کے سبب اس اندیشہ سے حضور ﷺ نے پہلے قبروں کی زیارت سے منع کردیا تھا کہ لوگ ان کے ساتھ پھر کہیں جاہلیت والا رویہ نہ اختیار کرلیں۔پھر جب اسلام کے قوانین سے لوگ خوب آگاہ ہوگئے تو آپ نے قبروں کی زیارت کے لئے اجازت دے دی۔(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۷۱۷)

اور دوسری جگہ شیخ صاحب فرماتے ہیں ”زیارت قبور مستحب باتفاق“ یعنی قبروں کی زیارت بالاتفاق مستحب ہے۔(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۷۱۵)

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں زیارت قبور کے فوائد بتاتے ہوئے مصطفے

جان رحمت ﷺ نے فرمایا ۔ { نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ } میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لہٰذا (اب تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کرو اس لئے کہ قبروں کی زیارت دنیا سے بیزار کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے ۔ (ابن ماجہ جلد اول ابواب ماجاء فی الجنائز صفحہ ۱۱۲، مشکوۃ باب زیارت القبور الفصل الثالث صفحہ ۱۵۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا { كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيْعِ } یعنی جس رات کو رسول اللہ ﷺ میرے یہاں قیام فرماتے تو آخر رات میں اٹھ کر مدینہ کے قبرستان (جنت البقیع) میں تشریف لے جاتے ۔ (رواہ مسلم، مشکوۃ باب زیارۃ القبور الفصل الثالث صفحہ ۱۵۴)

احادیث مذکورہ سے ثابت ہوگیا کہ نبی کریم ﷺ زیارت قبور کے لئے صرف کہتے ہی نہ تھے بلکہ خود تشریف لے جاتے تھے قبروں پر جانا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور کار ثواب ہے ۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(قبر کی زیارت کا مستحب طریقہ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر کی زیارت کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

المستفتی:۔ذاکر علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب قبروں کی زیارت کا ارادہ کرے تو مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نماز نفل پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور قل ہو اللہ احد تین بار پڑھے اور اسکا ثواب میت کو پہنچائے اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں نور پیدا کرے گا اور اس شخص (پڑھنے والے) کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا، جب قبرستان کو جائے تو راستہ میں باتوں میں مشغول نہ ہو جب قبرستان پہونچے جوتیاں اتار دے اور قبرستان کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کی طرف چہرہ اور یہ کہے "اَلسلامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُو مِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللہُ بِکُمْ لَاَ حِقُوْنَ نَسْاَلُ اللہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ" اے مؤمنوں اور مسلمانوں کے گھروالو! تم پر سلام ہو ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ایسا ہی مشکوۃ باب زیارۃ القبور الفصل الاول صفحہ ۱۵۴/ پر ہے

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ نبی پاک ﷺ مدینہ میں کچھ قبروں پر گزرے تو ان کی طرف اپنا چہرا پاک کیا پھر فرمایا "فَقَالَ اَلسلامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللہُ لَنَا وَلَکُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ" یعنی اے قبر والو! تم پر سلام ہو اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے، تم ہمارے اگلے ہو ہم تمہارے پیچھے۔(رواہ ترمذی، مشکوۃ باب زیارۃ القبور صفحہ ۱۵۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ زیارت قبور میں کیا کروں؟ فرمایا یوں کہا کرو{اَلسلامُ عَلٰی اَھلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُو مِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْن وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَا حِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ} یعنی مؤمنوں مسلمانوں کے گھر والوں پر سلام ہو، اللہ ہمارے اگلے پچھلوں پر رحم فرمائے اور ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔

(رواہ مسلم مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور صفحہ ۱۵۴)

پھر تین یا پانچ یا سات یا گیارہ بار درود شریف پڑھے اس کے بعد جس قدر ہو سکے قرآن شریف کی تلاوت کرے مثلاً سورہ یٰسین سورہ ملک آیۃ الکرسی چار وقل سورہ فاتحہ الٓمٓ سے مفلحون تک اٰمن الرسول سے ختم سورہ تک یا جو کچھ ہو سکے پڑھے پھر درود شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرے اور افضل یہ ہے کہ ایصال ثواب میں سب مومن مومنات کو شامل کرے کہ ہر ایک کو پورا ثواب ملے گا اور کسی کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

زیارت قبور کے لئے کسی دن جا سکتے ہیں لیکن جمعہ کے دن افضل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے 'عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ یَرْفَعُ الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْہِ اَوْ اَحَدِ ھِمَا فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ غُفِرُ لَہٗ وَ کُتِبَ بَرًّا'' حضرت محمد بن نعمان سے روایت ہے کہ وہ اس حدیث کو نبی کریم ﷺ کی طرف مرفوع کرتے ہیں۔فرمایا جو اپنے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کرے تو اس کی بخشش کی جائے گی اور وہ بھلائی کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔(رواہ بیہقی مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور الفصل الثالث صفحہ ۱۵۴)

نذہۃ المجالس میں ہے کہ ایک نیک بخت صالحہ ماں کا جب آخری وقت آپہونچا تو اس نے اپنے بیٹے سے محبت بھرے انداز میں وصیت کی اے میرے ذخیر! اے میری دولت! جس پر مجھے زندگی اور از وفات بھروسہ ہے مجھے بعد از مرگ شرمسار نہ کرنا اور قبر میں مجھے وحشت میں نہ رکھنا۔ جب وہ

فوت ہوگئی تو ہر جمعہ مبارک کو اپنی ماں کی قبر پر زیارت کے لئے جاتا دعائیں کرتا اور باقی قبرستان والوں کے لئے بھی ایصال ثواب کرتا رہتا چند دن کے بعد اس کی والدہ خواب میں ملی لڑکے نے عالم برزخ کی کیفیت دریافت کی اس کی ماں نے کہا موت کی تلخی بڑی سخت ہے مگر ہم اللہ تعالی کے فضل و کرم سے نہایت پرسکون مقام پر ہیں قیامت تک یہیں پر آرام کروں گی ۔میرے بیٹے میری زیارت کے لئے ہر جمعہ کو آتے رہنا اس وظیفہ کو مت چھوڑنا کیونکہ مجھے اور میرے ہمسائیوں کو تیری ملاقات و زیارت اور دعاؤں سے بڑی راحت ملتی ہے ۔(نذہتہ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۶۳۹)

نوٹ (۱) رات میں تنہا قبرستان جانا منع ہے ۔(فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۶۵)

(۲) اگر کسی وجہ سے قبر کھل جائے اور مردہ کی ہڈیاں ظاہر ہونے لگیں تو ایسی صورت میں قبر کو مٹی دینا واجب ہے ۔(فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۱)

(۳) قبر پر لگی ہوئی گھاسوں کو جلانا یا کاٹنا ممنوع ہے لیکن اگر گھاس اس طرح لگ جائے کہ دفن و زیارت میں پریشانی لاحق ہو یا موذی جانور سے انسان کو تکلیف پہونچنے کا اندیشہ ہو تو گھاس کو کاٹ سکتے ہیں ایسا ہی حبیب الفتاوی جلد اول صفحہ ۵۹۳ / پر ہے ۔

(۴) جب زیارت کے لئے جائیں تو قبر پر پھول یا ہرا پتہ ڈال دیں کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور ان سے میت کو انسیت حاصل ہوگی اور اس کا دل بہلے گا اور اگر معاذ اللہ میت عذاب میں مبتلا ہے تو امید ہے کہ عذاب میں تخفیف ہو جائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِحَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ أَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَذَّبَان وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰى كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَكَانَ الْاٰخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلٰى كُلِّ قَبْرٍ مِّنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ أَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ یا مکہ معظمہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر انکی قبر میں عذاب ہو رہا تھا، آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں پھر فرمایا ہاں (یعنی خدائے تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی ایک تر شاخ منگوائی اور اسکے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک کے قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا حضور سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ﷺ یہ آپ نے کیوں کیا؟ فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو جائیں ان دونوں پر عذاب کم رہے گا۔ (بخاری جلد اول صفحہ ۳۴/۳۵ کتاب الوضو)

(۵) قبر کے پاس (قرآن شریف درود وغیرہ) تلاوت کرنا یاد پر خواہ دیکھ کر ہر طرح جائز ہے جبکہ لوجہ اللہ ہو قبر پر نہ بیٹھے اور نہ کسی قبر پر پاؤں رکھ کر وہاں پہونچنا ہو۔ اگر بے اسکے وہاں تک نہ جا سکے گا تو قبر کے نزدیک تلاوت کے لئے جانا حرام ہے بلکہ کنارے سے پڑھ لے (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ / باب الجنائز صفحہ)

(۶) قبرستان میں جوتیاں پہن کر جانا منع ہے ایک شخص کو حضور ﷺ نے جوتا پہنے دیکھا فرمایا جوتا اتار دے نہ تو قبر والے کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔

(۷) قبر پر قرآن پڑھنے کے لئے حافظ مقرر کرنا جائز ہے جبکہ پڑھنے والے اجرت پر نہ پڑھتے ہوں چنانچہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تلاوت قرآن عظیم پر اجرت لینا دینا حرام ہے اور حرام پر استحقاق عذاب ہے نہ کہ ثواب پہونچے اس کا طریقہ یہ ہے کہ حافظ کو اتنے دنوں کے لئے معین داموں پر کام کاج کے لئے نوکر رکھ لیں پھر اس سے کہیں ایک کام کرو کہ اتنی دیر قبر پر پڑھ آیا کرو۔
(احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۱۱۵)

(۸) قبر پر اگر بتی نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہئے ہاں قبر کے قریب سلگانے میں حرج نہیں، جبکہ وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوں یاذ کر کر رہے ہوں اور اگر کوئی نہ ہو بلکہ صرف قبر کے لئے جلا کر چلا آئے تو منع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۱)

(۹) قبر کا طواف کرنا منع ہے اگر چہ اولیائے اللہ کی قبر ہو۔(ایضا صفحہ ۱۸۱)

(۱۰) قبر کو سجدہ کرنا حرام ہے اور اگر عبادت کی نیت سے ہو تو کفر ہے۔

(۱۱) جس مزار کا حال معلوم نہ ہو کہ کس کی مزار ہے اہل اسلام ہے کہ یہود و نصاری کی ہے اس کی زیارت کرنی فاتحہ دینی ہرگز جائز نہیں کہ قبر مسلمان کی زیارت سنت ہے اور فاتحہ مستحب ہے اور قبر کافر کی زیارت حرام ہے اور اسے ایصال ثوب کا قصد کفر ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۲۰۸)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(شب قدر میں قبرستان رات میں جائیں یا فجر بعد؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شب قدر،شب برأت،شب معراج،میں قبرستان رات میں جانا چاہئے یا فجر بعد؟ **المستفتی:۔ابوالحسن فریدی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شب معراج،شب برات،شب قدر،میں نماز فجر کے بعد قبرستان نہ جائیں بلکہ رات ہی میں طلوع فجر سے پہلے کئی لوگ صلاۃ وسلام پڑھتے ہوئے جائیں اور دعائیں مانگیں اس لئے کہ شب قدر میں ملائکہ (فرشتے) نازل ہوتے ہیں اور رب کی رحمت بندوں کو ندا کرتی ہے کوئی روزی مانگنے والا میں اسے روزی دے دوں،ہے کوئی اولاد مانگنے والا میں اسے اولاد دے دوں،ہے کوئی مانگنے والا وغیرہ۔وغیرہ اور یہ طلوع فجر تک ہی رہتا ہے جیسا کی اللہ فرماتا ہے {لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ‏ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ‌ۚ مِّنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۛۙ‏ سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ} یعنی شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے،اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک (طلوع فجر تک)۔(کنزالا یمان پارہ ۳۰ رکوع ۲۲) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا قبر پر پھول ڈالنے سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبور مسلمین پر گلاب و دوسرے پھولوں کا رکھنا کیسا ہے؟

المستفتی: شہنواز عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قبر پر پھول ہار ڈالنا جائز ہے بلکہ علمائے کرام اسے سنت بتاتے ہیں کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور ان سے میت کو انسیت حاصل ہوگی اور اس کا دل بہلے گا اور اگر معاذ اللہ میت عذاب میں مبتلا ہے تو امید ہے کہ عذاب میں تخفیف ہو جائے گی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ''عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِحَائِطٍ مِنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَةِ اَوْ مَکَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَیْنِ یُعَذِّبَانِ فِیْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ یُعَذَّبَان وَ مَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰی کَانَ اَحَدُهُمَا لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَکَانَ الْاٰخَرُ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِیْدَةٍ فَکَسَرَهَا کِسْرَتَیْنِ فَوَضَعَ عَلٰی کُلِّ قَبْرٍ مِّنْهُمَا کِسْرَةً فَقِیْلَ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ یُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَیْبَسَا '' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ یا مکہ معظمہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر انکی قبر میں عذاب ہو رہا تھا، آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں پھر فرمایا ہاں (یعنی خدائے تعالٰی کے نزدیک بڑی بات ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی

ایک تر شاخ منگوائی اور اسکے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک کے قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا حضور سے عرض کیا گیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ نے کیوں کیا؟ فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو جائیں ان دونو ں پر عذاب کم رہے گا۔ (بخاری جلد اول صفحہ ۳۴/۳۵ کتاب الوضو)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ قبر پر تر سبزہ رکھنا نبی کریم علیہ السلام کی سنت مبارکہ ہے لہذا جب بھی قبروں پر جائیں یا مزار پا جائیں تو پھول وغیرہ پیش کیا کریں اور اگر مرحومین کی قبروں پر جائیں اور پھول کا انتظام نہ ہوتو کوئی سبزہ گھاس یا پتہ جوتر ہو رکھ دیا کریں بشرطیکہ کسی دوسرے کا نہ ہو یا پھر اس کی اجازت سے رکھیں۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(قبرستان کس دن جانا افضل ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبرستان جا کے فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟ اور کون سے دن جانا افضل ہے؟ **المستفتی:۔محمود عالم**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہاں قبرستان جا کر فاتحہ پڑھنا جائز ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۳۵۰/ باب زیارۃ القبور میں ایسا ہی ایک سوال کے بارے میں جواب دیا گیا ہے کیا کسی بزرگ یا رشتے دار کے قبر پر فاتحہ پڑھنا چاہے؟ جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ قبر پر پائنتی کی جانب سے جائے اور میت کے منہ کے سامنے کم ازکم چار قدم دور باادب ہاتھ باندھ کر پھر اس کے بعد فاتحہ پڑھے۔اور بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرے یا اللہ ہم نے جو کچھ درود شریف پڑھا قرآن شریف کی آیتیں تلاوت کی اگر کھانا یا شیرنی وغیرہ ہو تو اتنا اور کہے کہ اس کھانا اور شیرنی کا ثواب میری جانب حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نذر پہنچا دے پھر انکے وسیلے سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور تمام صحابہ کرام اولیاء عظام علماء کرام کو عطا فرما (پھر خصوصیت کے ساتھ صاحب قبر کا نام لے) مثلا یوں کہیں ہمارے والد . والدہ یا .نانا.نانی.دادا.دادی.وغیرہما کی روح کو ثواب پہنچا دے پھر جملہ مومنین ومؤمنات روحوں کو ثواب عطا فرما.آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

اس جواب سے معلوم ہوگیا کہ قبر میں جا کر فاتحہ پڑھنا جائز و درست ہے اگر ساتھ میں شیرنی ہو تو اس کا نام لینا بھی جائز ہے۔(ماخوذ از فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۲۹۴/ باب طعام المیت وایصال الثواب)

اور دن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جمعہ اور جمعرات کا دن افضل ہے ورنہ کسی بھی دن جاسکتے ہیں۔حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن قبروں کی زیارت کے لے نکلا کرتے تھے۔واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ
غلام غوث رضوی اجملی

(قبروں پر پھول رکھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبور مسلمین پر گلاب اور دوسرے پھولوں کا رکھنا کیسا؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔محمد حامد رضا تلنگانہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پھول وغیرہ قبروں پر رکھنا جائز ہے فتاوی عالمگیری میں ہے "وضع الورد والریاحین علی القبور حسن" گلاب کا پھول اور خوشبودار پھول کا قبر پر رکھنا بہتر ہے۔

تصحیح المسائل ص ۲۰؍ میں بحوالہ کنز العباد و فتاوی الغرائب منقول ہے " وضع الورد والریاحین علی القبور حسن لانہ مادام رطبا یسبح و یکون للمیت بتسبیحہ انس" کہ گلاب کا پھول اور دوسرے پھولوں کا قبور پہ رکھنا حسن (بہتر) ہے اس لئے کہ جب تک ان میں تازگی رہے گی خدا کی تسبیح کرتے رہیں گے اور اس سے مردے کا جی بہلتا رہے گا۔(فتاوی ملک العلماء ص ۳۷۹؍ مکتبہ نعیمیہ دہلی) واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(فتاوی رضویہ کی عبارت ''عرس وغیرہ سب ناجائز وحرام ہے'' کا خلاصہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید سے بحث ہوئی جو دیو بندی ہے دوران بحث زید نے کہا کہ اگر نیاز میں غوث پاک کو نذر کرنا اور اللہ تعالیٰ کو نہ کرنا کفر ہے۔حضور ﷺ کو حاضر وناظر ماننا اہل سنت کا عقیدہ نہیں ہے۔عرس وغیرہ سب ناجائز وحرام ہے اور دلیل میں فتاوی رضویہ کی عبارت پیش کرتا ہے۔

(۱) نذر کرتے وقت خاص پیران پیر علیہ الرحمہ کا نام ذکر کرے اور اللہ تبارک وتعالی کا ذکر چھوڑ دے جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہے ناجائز ہے بلکہ کفر کا خوف ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۹/ ۲۰۶)

(۲) یارسول اللہ کہنا بے ادبی کی جگہوں کے سوا ہر وقت جائز ہے مگر سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو حاضر جاننا عقیدہ اہلسنت وجماعت کے خلاف ہے اور صحیح نہیں ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۹/ ۲۰۷)

(۳) عرس وغیرہ سب ناجائز وحرام ہے اور ایسا کرنا زیارت کرنے کے طریقہ اور آداب کے خلاف ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۹/ ۲۰۹)

دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے؟ اگر نہیں لکھا ہے تو فتاوی رضویہ میں یہ عبارت کیسے چھپ گئی؟ اور اگر لکھا ہے تو ان عبارتوں یا کتابوں کا کیا حکم ہوگا جہاں پر اس کے برعکس تحریر ہے؟ امید ہے کہ جملہ علمائے کرام مل کر اس کا حل ضرور نکالیں گے۔

المستفتی: ۔عبدالرحمن

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اول تو یہ جسے علم نہ ہو فرقہائے باطلہ سے بحث و مباحثہ نہ کرے بلکہ ان سے دور رہیں حدیث شریف میں ''فایاکم وایاھم لایضلّونکم ولا یفتنونکم'' تو ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (صحیح مسلم ص ۱۰)

چونکہ بدمذہب اتنے کمینے ہوتے ہیں کہ مکر و فریب سے کام لیتے ہیں جیسے یہاں پر دھوکا دیا فتاوی رضویہ کا حوالہ دیکر اصل عبارت فتاوی رضویہ کی تو ہے مگر سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا فتوی نہیں ہے بلکہ ایک فاضل دیوبند کا فتوی ہے جس کو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے بارگاہ میں پیش کر کے جواب طلب کیا گیا تو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا ہے وہ ملاحظہ کریں فرماتے ہیں ایسی جگہ تو یہ سوال کرنا چاہیے کہ رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی اور محمود حسن دیوبندی و خلیل احمد انبیٹھی اور ان سب سے گھٹ کر ان کے امام اسمٰعیل دہلوی اور ان کی کتابوں براہین قاطعہ وتحذیر الناس وحفظ الایمان وتقویۃ الایمان وایضاح الحق کو کیسا جانتے ہو اور ان لوگوں کی نسبت علمائے حرمین شریف نے جو فتوے دیئے ہیں انہیں باطل سمجھتے ہو یا حق مانتے ہو اور اگر وہ ان فتاویٰ سے اپنی ناواقفی ظاہر کرے تو بریلی مطبع اہلسنت سے حسام الحرمین منگالیجئے اور دکھایئے اگر بکشادہ پیشانی تسلیم کرے کہ بیشک علمائے حرمین شریفین کے یہ فتوے حق ہیں تو ثابت ہوگا کہ دیوبندیت کا اُس پر کچھ اثر نہیں ورنہ علمائے حرمین شریفین کا وہی فتوٰی ہے کہ '' من شك فی عذابه و كفره فقد كفر '' جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اس وقت آپ کو ظاہر ہو جائے گا کہ جو شخص اللہ و رسول کو گالیاں دینے والوں کو کافر نہ جاننا درکنار علمائے دین و اکابر مسلمین جانے وہ کیونکر مسلمان، پھر مسئلہ عرس و فاتحہ و فرعی مسائل کا اس کے سامنے ذکر کیا ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۹ ر ۲۱۲ ر دعوت اسلامی)

اس عبارت سے معلوم ہوگیا کہ وہ فتوی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا نہیں ہے بلکہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کے برعکس فتوی دیا ہے ملاحظہ ہو۔

(۱) دیوبندی صاحب نے لکھا کہ نذر کرتے وقت خاص پیران پیر علیہ الرحمہ کا نام ذکر کرے اور اللہ تبارک وتعالی کا ذکر چھوڑ دے جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہے ناجائز ہے بلکہ کفر کا خوف ہے،لیکن سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کیا تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ ’’کسی عمل کا ثواب مولی تعالی کی نذر کرنا محض جہالت ہے وہ غنی مطلق ہے‘‘(فتاوی رضویہ جلد ۲۶رص ۶۰۹ردعوت اسلامی)

(۲) دیوبندی صاحب نے لکھا کہ یارسول اللہ کہنا بے ادبی کی جگہوں کے سوا ہر وقت جائز ہے مگر سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو حاضر جاننا عقیدہ اہلسنت و جماعت کے خلاف ہے اور صحیح نہیں ہے،لیکن سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کیا تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ’’ حاضر و ناظر اس کی عطا سے اُس کے محبوب علیہ افضل الصلوۃ والسلام ہیں ’’ کما فی رسائل الشیخ عبدالحق محدث الدھلوی قدس سرہ ‘‘(فتاوی رضویہ جلد ۲۹رص ۳۳۴ردعوت اسلامی)

(۳) دیوبندی صاحب نے لکھا کہ عرس وغیرہ سب ناجائز وحرام ہے اور ایسا کرنا زیارت کرنے کے طریقہ اور آداب کے خلاف ہے ۔لیکن سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کیا تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ’’عرس مشائخ کہ منکرات شرعیہ مثلاً رقص ومزامیر وغیر سے خالی ہو اسی طرح اولیائے کرام وسائل بارگاہ ونوابِ حضرت احیائے معنی واموات صورۃ قدست اسرارہم سے استعانت واستمداد جبکہ بطور توسّل وتوسط وطلب شفاعت ہو، نہ معاذ اللہ بظن خبیث، استقلال وقدرت ذاتیہ،جس کا توہم نہ کسی مسلم سے معقول نہ مسلمان ہونے پر سوئے ظن مقبول، یہ سب امور شرعاً جائز وروا ومباح ہیں جن کے منع پر شرع مطہرہ سے اصلاً دلیل نہیں ۔(فتاوی رضویہ جلد ۹رص ۲۲۴ردعوت اسلامی)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(والدین کی روح کو کیسے راضی کریں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر ماں کا اچانک انتقال ہو جائے اور اولاد کو اپنی ماں سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگنے کی مہلت نہ ملے تو بعد موت کیا طریقہ ہے کہ اولاد کی معافی ہو سکے تمام علمائے کرام سے گزارش ہے اس کا جواب ضرور عنایت فرمادیں بہت ضرورت ہے۔

المستفتی:۔ عبد الغفار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر اولاد والدین کو انکی زندگی میں خوش رکھتا تھا اور انکی خدمت کیا کرتا تھا تو موت کے وقت معافی مانگنا کوئی لازم نہیں ہے ہاں اگر والدین کو تکلیف پہنچایا ہو اور وہ اولاد سے ناخوش رہتے تھے تو یہ ناجائز و حرام ہے کیونکہ قرآن پاک میں کئی ایک مقام پر آیا ہے "**وبالوالدین احسانا**" یعنی ماں باپ کے ساتھ احسان کرو مطلب حسن سلوک سے پیش آو۔

اولاد پر لازم تھا کہ انکی زندگی میں ہی معافی مانگ لے موت کا انتظار کرنے کی کیا ضرورت پھر بھی اگر ایسا ہوا ہو تو اولاد پر لازم ہے کہ سچے دل سے توبہ کرے اللہ توبہ کو قبول کرنے والا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے "التائب من الذنب کمن لہ ذنب لہ" توبہ کرنے والا گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے گویا اس نے گناہ ہی نہیں کیا ہے۔

اور ہر جمعہ کو والدین کی قبر پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھ کر ان کی روح کو ایصال کرے اور اللہ سے توبہ کرے حدیث شریف میں ہے "عن ابی اھریرۃ قال قال رسول اللہ صل اللہ علیہ

وسلم من زار قبر ابویه او احدهما کل یوم جمعة برة غفر الله له و کتب بر ''
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی قبر پر ہر جمعہ کو زیارت کے لئے حاضر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اور وہ ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے والا لکھا جائے گا۔ (کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۸)

اور اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا خان علیہ الرحمتہ والرضوان فرماتے ہیں ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اعمال اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ کے سامنے، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور انکے چہروں کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے، تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنی بداعمالیوں سے ایذا نہ دو۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۹ ص ۵۲۱ / دعوت اسلامی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(خواتین حضرات قبرستان میں جا سکتی ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خواتین حضرات قبرستان میں جا سکتی ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم نوازش ہوگی

المستفتی:۔محمد مجسم رضوی کشن گنجوی بہار الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قبرستان یا مزارات اولیاء پر عورتوں کا جانا منع ہے بہار شریعت میں ہے عورتوں کے لیے بعض علما نے زیارت قبور کو جائز بتایا، درمختار میں یہی قول اختیار کیا، مگر عزیزوں کی قبور پر جائیں گی تو جزع وفزع کریں گی، لہذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لیے جائیں تو بوڑھیوں کے لیے حرج نہیں اور جوانوں کے لیے ممنوع اور اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقا منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع وفزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔(حصہ ۳،ص ۸۴۹ مکتبہ مدینہ دھلی)

واللہ ورسولہ اعلم

کتبہ

عبید اللہ حنفی بریلوی

(قبرستان میں اگر بتی جلانا شرعاً کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبرستان میں اگر بتی جلانا شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی:۔واجد علی قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قبرستان میں خالی جگہ پر اگر بتی لوبان وغیرہ جلانا شرعاً جائز و درست ہے مگر بالکل خاص قبر کے اوپر جلانا منع ہے جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر بتی قبر کے اوپر رکھ کرنہ جلائی جائے کہ اس میں سوءادب اور بدفالی ہے ہاں قریب قبر کھالی جگہ پر رکھ کر جلائے کہ خوشبو محبوب ہے اور ص ۱۴۱ ر میں ہے کہ عود لوبان وغیرہ کوئی چیز قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہئے اگر چہ کسی برتن میں ہو اور قریب قبر جلانے میں حرج نہیں ،جبکہ وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوں یاذکر کررہے ہوں اور اگر کوئی نہ ہو بلکہ صرف قبر کے لئے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے۔کہ اسراف و اضاعت مال ہے اور اگر بغرض حاضرین وقت وفاتحہ خوانی یا تلاوت قرآن عظیم وذکر الٰہی سلگائیں تو بہتر و مستحق ہے۔(فتاوی رضویہ شریف ج ۴ ر ص ۱۸۵ ر فتاوی افریقہ ص ۶۹) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(شب برأت کی رات قبرستان جانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شب برأت کی رات قبرستان جانا کیسا ہے؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں؟ **المستفتی**:۔ظہیر الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زیارت قبور جائز اور مستحسن ہے حدیث شریف میں ہے ''عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا '' حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لہٰذا (اب تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کیا کرو۔(مسلم جلد اول کتاب الجنائز صفحہ ۳۱۴ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور الفصل الاول صفحہ ۱۵۴)

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں زیارت قبور کے فوائد بتاتے ہوئے مصطفٰے جان رحمت ﷺ نے فرمایا ''نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ'' میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لہٰذا (اب تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کرو اس لئے کہ قبروں کی زیارت دنیا سے بیزار کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔(ابن ماجہ جلد اول ابواب ماجاء فی الجنائز صفحہ ۱۱۲ مشکوٰۃ باب زیارت القبور الفصل الثالث صفحہ ۱۵۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا ''كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيْعِ ''یعنی جس

رات کو رسول اللہ ﷺ ان کے یہاں قیام فرماتے تو آخر رات میں اٹھ کر مدینہ کے قبرستان (جنت البقیع) میں تشریف لے جاتے۔ (رواہ مسلم مشکوۃ باب زیارۃ القبور الفصل الثالث صفحہ ۱۵۴)

ان احادیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ قبرستان جانا جائز و درست ہے اور حدیث شریف سے ثابت ہے، رہی بات شب برأت کی رات میں جانا تو یہ بھی جائز و سنت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ''وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وسلم لَیْلَةً فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِیْعِ فَقَالَ اَكُنْتِ تَخَافِیْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللهُ عَلَیْكِ وَرَسُوْلُه. قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اِنَّكَ اَتَیْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَنْزِلُ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِاَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَة'' اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ ایک (مرتبہ اپنی باری میں) رات کو میں نے سرتاج دو عالم ﷺ کو بستر پر نہیں پایا (جب میں نے تلاش کیا تو) یکا یک کیا دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ بقیع میں موجود ہیں (مجھے دیکھ کر) آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں اس بات کا خوف تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے خیال ہوا تھا کہ آپ ﷺ اپنی کسی اور بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نصف ماہ شعبان کی رات (یعنی شعبان کی پندرہویں شب) کو آسمان دنیا (یعنی پہلے آسمان) پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنو کلب (کی بکریوں) کے ریوڑ کے بالوں سے بھی زیادہ تعداد میں گناہ بخشتا ہے اور رزین نے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ مومنین میں سے) جو لوگ دوزخ کے مستحق ہو چکے ہیں انہیں بخشتا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر ۱۲۹۹)

معلوم ہوا کہ پندرہ شعبان کو قبرستان جانا صرف جائز ہی نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کی سنت مبارکہ بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیاعام مسلمانوں کی قبر کو مزار بنانا جائز ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیاعام مسلمانوں کی قبر کو مزار بنانا جائز ہے؟اور کن کن لوگوں کا مزار بنانا جائز ہے **المستفتی**:۔اختر علی بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عام مسلمانوں کے قبر کو مزار بنانا درست نہیں کہ وہ اس کے اہل نہیں کہ لوگوں کو فیض پہنچاسکیں اور نہ دنیا میں انہوں نے لوگوں کی وہ رہنمائی کی ہے جس سے ان کے شان وقدر عیاں ہوں کہ لوگ ان کی تعظیم کرتے رہے ہوں لہذا عام مسلمان کی قبر کو ہر گز ہر گز مزار نہ بنایا جائے ورنہ جو اس منصب کے اہل ہیں ان کی شناخت لوگوں میں باقی نہ رہے گی نیز اگر عام مسلمانوں کی قبروں کو مزار بنانا درست ہوتا ہے تو آج قبرستان نہ ہوتے ہر جگہ مزار ہی نظر آتا مزار ان لوگوں کے بنانے چاہئے جو ولی بزرگ و برتر بندے ہیں جنہوں نے رب کا قرب حاصل کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر خصوصی رحمتیں نازل فرمایا اور ان پر اپنا انعام فرمایا جنہوں نے پوری زندگی اللہ کی فرمانبرداری اور اس کے رسول کی اتباع میں گزاری قال اللہ تعالیٰ ومن یطع اللہ والرسول فأولئك مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا‘‘(پ۵ع۶)

جو اس مرتبہ کو پہنچے ہوئے ہیں کہ عام لوگوں کی طرح کچی قبر میں نہ دفن ہوں بلکہ خوبصورت مزار میں دفن ہونا چاہئے کہ عوام ان کے قبر پر حاضر ہو کر ان سے فیض حاصل کریں ایسوں کے قبر کو اوپر سے پختہ کرنے قبہ وغیرہ بنانے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ اللہ کے مقبول بندے ہیں جنہوں نے

رب تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنی زندگی کو صرف کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے خصوصی رحمت فرمائی اور ان پر اپنا انعام فرمایا اور عام مسلمان کی قبر کو مزار نہ بنانا چاہیئے کہ انہوں نے وہ مقام اعلیٰ نہیں حاصل کیا ہے اس بارے میں فقیہ بے مثال حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ علماء وسادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جائے یعنی اندر سے پختہ نہ کی جائے اور اگر اندر خام ہو اوپر سے پختہ تو حرج نہیں۔ (بہار شریعت ح ۴ ص ۱۶۲ مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

علماء سے مراد پرہیزگار علماء ہیں جو علم والے اور عمل والے ہیں ناپرہزگار عالم چراغ رکھنے والے اندھے کی طرح ہیں سادات کرام قابل تعظیم ہیں اپنے نسب ہی کی بنیاد پر لیکن جو پرہیزگار ہوں گے انہیں سادات کے مزار بنانا چاہیئے ورنہ لوگ اچھے عمل کی طرف نہ دوڑیں گے اور ان کے دل میں صاحب مزار کی عظمت باقی نہ رہے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(مزارات اولیاء کوغسل دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مزارات اولیاء کوغسل دینا کیسا ہے؟ نیز وقت متعین کرنا کیسا ہے؟ بحوالہ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں

المستفتی:۔محمد قمر الدین قادری بمقام گینا پور ضلع بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مزارات اولیاء کوغسل دینا جائز ہے اور اگر وقت متعین کیا جائے تو بھی جائز ہے جیسا کہ حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں کہ مزارات کوغسل دینے کے لئے دن یا وقت کا تعین بھی عرفی ہے لوگوں کی اپنی سہولت اور صوابدید پر منحصر ہے لہذا عرس کی تقریبات کے آغاز پر یا آخری دن غسل دینا دونوں ہی درست ہیں اور اس میں کوئی شرعی قباحت اور حرج نہیں ہے ویسے مزارات کوغسل دینا کوئی شرعی ضرورت نہیں ہے تاہم اس کی حکمت یہ ہوسکتی ہے کہ کثیر تعداد میں لوگ بزرگان دین کے مزارات پر ایصال ثواب اور اظہار عقیدت کے لئے آتے ہیں لہذا مزار اور اس سے ملحق جگہ کا صاف ستھرا ہونا اچھی بات ہے اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے اور اس کی اصل غسل کعبہ ہے مزار کو عرس کے آغاز پر غسل دیا جائے یا اختتام پر دونوں کی حیثیت یکساں ہے۔(تفہیم المسائل جلد ۵ صفحہ ۴۵۸)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(مزارات پر حاضری دینا اور سجدہ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لوگ مزارات پر حاضری دیتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ آپ حضرات جواب دیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔وقار احمد رضوی مراد آباد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مزار کو سجدہ کرنا جائز نہیں! مفتی محمد اجمل قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہماری شریعت میں سوائے خدا کے کسی کو سجدہ جائز نہیں!۔فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ: "**ولا یجوز السجود الا للہ تعالیٰ**" اب کسی صاحب مزار کے لئے بخیال عزت وتحیۃ سجدہ کیا جائے تو وہ ناجائز وحرام ہے اگر بہ نیت عبادت سجدہ کیا جائے تو وہ کفر وشرک ہے،، بالجملہ مزارات بزرگان دین پر کسی نیت سے سجدہ کرنا جائز نہیں۔(فتاویٰ اجملیہ جلد چہارم صفحہ نمبر ۲۱۷)

مزار کے علاوہ بھی کسی زندہ ولی یا شخص کو سجدہ کرنا جائز نہیں اور اس کے آگے حدِ رکوع تک جھکنا درست نہیں! امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: مزارات کو سجدہ یا ان کے سامنے زمین چومنا حرام اور حدِ رکوع تک جھکنا ممنوع ،مزار کو سجدہ درکنار کسی قبر کے سامنے اللہ تعالیٰ کو سجدہ جائز نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف ہو! طحطاوی الدر جلد اول صفحہ ۱۷۳۳ر میں ہے:**قولہ مقبرۃ لأن فیہ التوجہ الی القبر غالبا الصلوٰۃ الیہ مکروھۃ**"یعنی مقبرے میں نماز مکروہ ہے کہ اس میں غالباً کسی قبر کو منہ ہوگا اور قبر کی طرف نماز مکروہ ہے،تبیین الحقائق امام زیلعی جلد اول

صفحہ/۲۴۶/میں ہے کہ:یکرہ ان ینبی علی القبر او یقعد علیہ او یصلی الیہ, نہی علیہ الصلوٰۃ و السلام عن اتخاذ القبور مساجد" یعنی قبر کے اوپر کوئی چنائی قائم کرنا یا قبر پر بیٹھنا یا اس کی طرف نماز میں منہ کرنا سب منع ہے، رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو محل سجدہ قرار دینے سے منع فرمایا۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲/ ۴۷۴/رضا فاؤنڈیشن لاہور)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری عفی عنہ

(عورت مزار جانے کی منت مانی ہو تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے یہ منت مانی کہ ہندہ سے میرا نکاح ہو جائے تو ہم دونوں ایک ساتھ پیدل اجمیر جائیں گے ہندہ کا شوہر تو چلا گیا پر ہندہ نہ گئی تو ہندہ کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں؟ **المستفتی:** محمد رضوان القادری سمر باری دو دہی ضلع کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

منّت کے دو طریقے رائج ہیں ایک منّتِ شرعی اور دوسرا منّتِ عُرفی۔

(۱) منّتِ شرعی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز اپنے ذِمّہ لازم کر لینا۔ اس کی کچھ شرائط ہوتی ہیں اگر وہ پائی جائیں تو منّت کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے اور پورا نہ کرنے سے آدمی گنہگار ہوتا ہے۔ اس گناہ کی نحوست سے اگر کوئی مصیبت آپڑے تو کچھ بعید نہیں۔

(۲) دوسری منّتِ عُرفی یہ ہے کہ لوگ نذر مانتے ہیں اگر فلاں کام ہو جائے تو فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھائیں گے یا حاضری دیں گے یا مرغا، بکرہ وغیرہ کریں گے، یہ نذرِ عُرفی ہے اسے پورا کرنا واجب نہیں بہتر ہے۔ (عامہ کتب فقہ)

صورت مسئولہ میں منت واجب نہیں ہے اور نہ ہی ہندہ کا جانا ضروری ہے بلکہ جانا منع ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ "غنیہ میں ہے یہ نہ پوچھ کہ عورتوں کا مزار پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ یہ پوچھو کہ اس پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے۔ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔ سوائے روضہ رسول کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔ وہاں کی

حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن کریم نے اسے مغفرت کا ذریعہ بنایا۔(الملفوظ ص ۲۴۰ رضوی کتاب گھر دہلی)

فتاوی رضویہ شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ''لعن اللہ زوارت القبور ''قبروں کی زیارت کو جانے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے۔(مسند احمد بن حنبل حدیث حسان بن ثابت دار الفکر بیروت ۳/ ۴۴۲)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم "کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الافزوروھا" میں نے قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا سن لو اب ان کی زیارت کرو۔

(سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

علماء کو اختلاف ہوا کہ آیا اس اجازت بعد الٰہی میں عورات بھی داخل ہوئیں یا نہیں، اصح یہ ہے کہ داخل ہیں کمافی البحر الرائق مگر جوانیں ممنوع ہیں جیسے مساجد سے اور اگر تجدید حُزن مقصود ہو تو مطلقا حرام۔

اقول: (سرکار اعلٰی حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں) قبور اقرباء پر خصوصاً بحال قُرب عہد ممات تجدید حزن لازم نساء ہے اور مزارات اولیاء پر حاضری میں احدی الشناعتین کا اندیشہ یا ترک ادب یا ادب میں افراط ناجائز تو سبیل اطلاق منع ہے ولہذا غنیہ میں کراہت پر جزم فرمایا البتہ حاضری وخاکبوسی آستان عرش نشان سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اعظم المند وبات بلکہ قریب واجبات ہے۔ اس سے نہ روکیں گے اور تعدیل ادب سکھائیں گے۔(فتاوی رضویہ جلد ۹ ص ۵۳۸ دعوت اسلامی)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں اب زیارت قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے ایسی کو حلال ہے، ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا، اس زمانہ کی کیا تخصیص۔ مزید معلومات کے لئے "جمل النور فی نھی النساء عن زیارۃ القبور" کا مطالعہ کریں جو فتاوی رضویہ دعوت اسلامی جلد ۹ ص ۵۴۲ سے شروع ہے۔

مذکورہ بالا عبارتوں سے واضح ہوگیا کہ مانی گئی منت شرعی نہیں بلکہ عرفی ہے یعنی واجب نہیں ہے نیز یہ بھی کہ عورت کے حق میں عرفی بھی نہیں کہ عورتوں کو مزارات اولیاء پر جانا سخت منع ہے جائیں گی

تو لعنت کی مستحق ہونگی لہذا ہندہ اجمیر نہ جائے بلکہ اپنے گھر رہ کر نیاز غریب نواز علیہ الرحمہ کے نام دلا دے اور ہو سکے تو کچھ صدقات وخیرات کر دے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

نوٹ:۔ اس طرح کی منت نہ مانیں کہ بعد میں پورا کرنا دشوار ہو مان لیجئے اگر منت شرعی ہوتی تو کس قدر پریشانی تھی اس لئے منت ماننے سے پہلے سوچ سمجھ لیا کریں ۔ اور بہتر منت نماز نفل پڑھنا روزہ رکھنا غریبوں کو کھانا کھلانا صدقات وخیرات کرنا ہے لہذا یہی سب مانا کریں ۔

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا انبیائے کرام کے بھی جانشین ہوئے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا انبیاء کرام کے بھی سجادہ نشین ہوئے ہیں؟ کیا ان کا بھی سالانہ عرس ہوتا ہے؟ **المستفتی**: عبدالمبین قادری گورا چوکی گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بے شک انبیائے کرام علیہم السلام کے جانشین ہوئے ہیں جیسا کہ قرآن نے سیدنا داوٗد علیہ السلام کا جانشین آپ کے بیٹے سیدنا سلیمان علیہ السلام کو کہا ارشاد باری تعالیٰ ہے "**وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ**" اور سلیمان داوٗد کا جانشین ہوا۔ (کنزالایمان، سورہ نمل ۱۶)

(۲) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جانے سے قبل اپنا جانشین اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بنایا۔ تفصیلی واقعہ سورہ اعراف آیت نمبر ۱۵۱ / اور اسکی تفسیر میں موجود ہے۔

(۳) سیدنا زکریا علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے رب بیشک مجھے اپنے بعد اپنے رشتے داروں کی طرف سے دین میں تبدیلی کر دینے کا ڈر ہے اور میری بیوی بانجھ ہے جس سے اولاد نہیں ہو سکتی، تو مجھے اپنے پاس سے کسی سبب کے بغیر کوئی ایسا وارث عطا فرما دے جو میرے علم اور آلِ یعقوب کی نبوت کا وارث (جانشین) ہو جس وقت حضرت زکریا علیہ السلام نے بیٹے کے لیے دعا کی اس وقت آپ کی زوجہ کی عمر تقریباً ۷۰ / سال تھی مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو آپ کا جانشین اور (آپ کے علم اور آلِ یعقوب کی نبوت کا) وارث ہوگا، اس کا نام یحیٰ ہے۔ یعنی حضرت یحیٰ علیہ السلام حضرت زکریا علیہ السلام

کے جانشین ہوئے جس کا ذکر سورہ مریم میں ہے "وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِ یْ وَ كَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا (۵) یَّرِثُنِیْ وَ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا (۶) یٰزَكَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ یَحْیٰى-لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا (۷)
اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے اور میری عورت بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھالے ۔ وہ میرا جانشین ہو اور اولادِ یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے رب اسے پسندیدہ کر۔ اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جن کا نام یحیٰی ہے اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا۔ (کنزالایمان، سورہ مریم آیت ۵ تا ۷)

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ بے شک انبیائے کرام علیہم السلام کے بھی جانشین ہوئے ہیں، رہی بات عرس کی تو یہ کوئی ضروری نہیں کہ جانشین عرس کرے اور نہ ہی عرس کے لئے جانشین بنایا جاتا ہے بلکہ جانشین اس لئے ہوتے ہیں کہ جو امور کو انجام دینا چاہتے تھے اسے مکمل کیا جائے یا پھر اس کی رہنمائی کی جائے ۔ ہاں اگر کوئی انبیائے کرام کا عرس کرنا چاہے تو کرسکتا ہے کوئی حرج بھی نہیں کہ جب بھی ذکر خیر کرے گا ثواب پائے گا یونہی صدقات وخیرات کرے گا ثواب پائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد حنفی قادری واحدی

(مزار کو غسل دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک رسم ہمارے یہاں غسل مزار کی چل رہی ہے جس میں علماء مشائخ مل کے مزار شریف کا غسل دیتے ہیں اور پانی تبرکاً شیشی میں رکھ لیتے ہیں بیماری وآسیب میں اسے استعمال کیا جاتا ہے؟ غسل مزار کی حقیقت نیز اس کا موجد کون ہے شرعی نقطہ نظر سے اس کی حقیقت کیا ہے؟ **المستفتی:** محمد از ہر نورانی گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مزارات اولیاء کو غسل دینے میں اور اس پانی کو بطور شفاء رکھنے میں شرعاً کوئی قباحت اور حرج نہیں جیسا کہ حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن صاحب قبلہ مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں: مزارات کو غسل دینے کے لئے دن یا وقت کا تعین بھی عرفی ہے لوگوں کو اپنی سہولت اور صوابدید پر منحصر ہے لہذا عرس کے تقریبات کے آغاز پر یا آخری دن غسل دینا دونوں ہی درست ہے اور اس میں کوئی شرعی قباحت اور حرج نہیں ہے ویسے مزارات کو غسل دینا کوئی شرعی ضرورت نہیں ہے تاہم اس کی حکمت یہ ہو سکتی ہے کہ کثیر تعداد میں لوگ بزرگان کے مزارات پر ایصال ثواب اور اظہار عقیدت کے لئے آتے ہیں۔

لہذا مزار اور اس سے ملحق جگہ کا صاف ستھرا ہونا اچھی بات ہے اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے اور اس کی اصل غسل کعبہ ہے مزار کو عرس کے آغاز پر غسل دیا جائے یا اختتام پر دونوں کی حیثیت یکساں ہے۔(تفہیم المسائل جلد پنجم صفحہ ۴۵۸)

انتباہ:۔بعض لوگ مزارت کے غسل کو فرض واجب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں اس لئے ایک

دوسرے کو ایذا تک پہونچاتے ہیں اس طرح جائز نہیں ہے کیونکہ مسلمان کو ایذا دینا حرام لہذا اس سے اجتناب کریں یونہی بوقتِ غسل مرد و عورت کا خلط ملط نہ ہو، مزارات غسل کے وقت ان باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے. واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(مزارات اولیاء پر عورتوں کا جانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مزارات اولیاء پر عورتوں کا جانا کیسا ہے؟ اور اگر کوئی عورت صحیح معنوں میں آسیب زدہ ہو تو کیا وہ جاسکتی ہے؟ **المستفتی:** محمد سلمان رضا واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ’’غنیہ میں ہے یہ نہ پوچھ کہ عورتوں کا مزار پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ یہ پوچھو کہ اس پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے۔جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔سوائے روضہ رسول کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن کریم نے اسے مغفرت کا ذریعہ بنایا۔(الملفوظ ص ۲۴۰ رضوی کتاب گھر دہلی)

فتاوی رضویہ شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ’’عن اللہ زوارت القبور‘‘ قبروں کی زیارت کو جانے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے۔(مسند احمد بن حنبل حدیث حسان بن ثابت دار الفکر بیروت ۳/۴۴۲)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ’’کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور الافزوروھا‘‘میں نے قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا سن لو اب ان کی زیارت کرو۔(سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

علماء کو اختلاف ہوا کہ آیا اس اجازت بعد الٰہی میں عورات بھی داخل ہوئیں یا نہیں، اصح یہ ہے کہ

داخل ہیں کمافی البحر الرائق مگر جوانہیں ممنوع ہیں جیسے مساجد سے اور اگر تجدید حُزن مقصود ہو تو مطلقا حرام۔

اقول: (سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں) قبور اقرباء پر خصوصاً بحال قُرب عہد ممات تجدید حزن لازم نساء ہے اور مزارات اولیاء پر حاضری میں احدی الشناعتین کا اندیشہ یا ترک ادب یا ادب میں افراط ناجائز تو سبیل اطلاق منع ہے ولہذا غنیہ میں کراہت پر جزم فرمایا البتہ حاضری وخاکبوسی آستان عرش نشان سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اعظم المند و بات بلکہ قریب واجبات ہے۔ اس سے نہ روکیں گے اور تعدیل ادب سکھائیں گے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۹ ص ۵۳۸ دعوت اسلامی)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں اب زیارت قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے ایسی کو حلال ہے، ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا، اس زمانہ کی کیا تخصیص۔ مزید معلومات کے لئے "جمل النور فی نهي النساء عن زيارة القبور" کا مطالعہ کریں جو فتاوی رضویہ دعوت اسلامی جلد ۹ ص ۵۴۲ سے شروع ہے۔

مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوگیا کہ عورتوں کا مزارات اولیاء پر جانا ناجائز وحرام ہے لیکن اگر کوئی عورت آسیب زدہ ہو تو بغرض علاج جاسکتی ہے جب کہ کسی اور طریقے سے ٹھیک نہ ہو جیسا کہ آج کل کے عاملین ہیں کہ روپئے کا سوال پہلے کرتے ہیں کام کچھ نہیں الا ماشاء اللہ

پھر بہت سے غریب ایسے ہیں کہ پیسہ بھی نہیں دے سکتے تو اگر صحیح معنوں میں آسیبی ہے اور مزارات اولیاء پر جانے سے شفا مل رہا ہے جیسے کچھوچھہ شریف یا دیگر مزارات اولیاء سے لوگوں کو فائدہ پہونچتا ہے تو شرعاً اجازت ہے کیونکہ یہ مجبوری ہے جیسے غیر محرم کو ستر دکھانا حرام ہے مگر بغرض علاج ڈاکٹر کو دکھانے کی اجازت ہے اور اس کا ثبوت قرآن کریم سے ہے ارشاد ربانی ہے "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيۡرِ اللّٰهِ‌ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ" اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سُور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان

،سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۷۳)

یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مردار،خون اور سور کا گوشت حرام فرمایا مگر ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ناچار ہو یعنی مجبور تو کھا سکتا ہے اس مقدار میں کی اس کی جان بچ جائے یعنی ضرورت سے زیادہ نہ کھائے اور نہ بغیر ضرورت یعنی خواہش سے کھائے یونہی وہ خواتین جو صحیح معنوں میں آسیب زدہ ہیں اور ان کا علاج کسی اور طریقے سے نہیں ہو پا رہا ہے تو وہ اتنے دن کے لئے مزارات اولیاء پر جا سکتی ہیں کہ انکی پریشانی دور ہو جائے مگر اس میں بھی شرطیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) شوہر یا کسی محرم کے ساتھ ہوں۔

(۲) بہتر عمدہ لباس میں نہ ہوں جس سے غیروں کا دل انکی طرف مائل ہو۔

(۳) بغیر زینت کے ہوں نہ کہ سنگار وغیرہ کر کے جانا جیسے کہ اکثر عورتیں کر کے جاتی ہیں۔

(۴) مرد و عورت کا خلط ملط نہ ہو۔

(۵) پردے کا مکمل انتظام ہو۔

ان شرطوں کے ساتھ اگر کوئی عورت جاتی ہے تو بوجہ مجبوری رخصت یعنی اجازت ہے مگر یاد رہے کہ وہاں جا کر اپنی مرضی سے حاضری نہ لگائے یعنی مکر کر کے چلائے شور وگل کرے جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ اکثر عورتیں مکر کرتی ہیں اور جھوٹ بول کر بھائی رشتہ دار کو بدنام کرتی ہیں۔ ہاں اگر شیطان اوپر حاضر ہو کر کچھ چلائے تو کوئی بات نہیں مگر اس وقت بھی پردے کا مکمل خیال رکھا جائے۔

اور اگر کچھ نہ ہوا ہو یونہی حاضری لگانا عورتوں کو قطعاً جائز نہیں جیسا کہ اکثر عورتیں ہر جمعرات کو مزارات اولیاء پر حاضری لگاتی رہتی ہیں وہ بھی عمدہ عمدہ لباس پہن کر مکمل سنگار کر کے یہ شرعاً جائز نہیں جیسا مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد حنفی قادری واحدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے اشرف زمانہ زمانہ مدد نما		در ہائے بستہ راز کلید کرم کشا
اشرف نہنگ دریا دریا بسینہ دارد		دشمن ہمیشہ پر غم باز کر تو دوست دارد

مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ

جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو تو چاہیے کہ اس کو نفع پہنچائے (مسلم شریف)

کچھوچھہ کا سفر

اور اسکے آداب

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(نگاہ اولین)

لك الحمد یا الله جل جلاله

والصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول الله ﷺ

موجودہ زمانہ میں جادو سحر کی کثرت ہوگئی ہے اکثر و بیشتر لوگ آسیب زدہ ہیں حالانکہ یہ جادو بہت پہلے زمانہ سے چلا آیا ہے جیسا کہ قرآن واحادیث سے ثابت ہے۔ظالم لوگ جادو کے ذریعہ ایک دوسرے کا کاروبار تک روک دیتے ہیں اچھے خاصے لوگوں کی تندرستی خراب ہو جاتی ہے میں بھی آسیب میں کئی سال تک مبتلا رہا پریشانی بڑھتی تو علاج کراتا یہاں تک کہ اترولہ بلرام پور گونڈہ ممبئی پونہ پرائیویٹ اور کئی گورمنٹی ہسپتال میں علاج کرایا مگر کامیاب نہ ہوا آخر میں حضور سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی ثم کچھوچھوی رضی اللہ عنہ کی مقدس بارگاہ میں حاضر ہوا چند ہی دنوں میں ٹھیک ہوگیا اور فیضان مخدوم اشرف سے مالا مال ہوا کہ آج اس لائق ہوں اور ان شاء اللہ فیضان اشرف سے مالا مال ہوتا رہوں گا۔

جادو ایک علم ہے جو عوام وخواص پر اثر کر جاتا ہے جیسا کہ احادیث وتفاسیر سے ثابت ہے کہ ظالم لبید بن اعصم اور اس کی بیٹیوں نے رب کے پیارے محبوب ﷺ پر جادو کر دیا اور جادو حضور ﷺ کے اعضائے ظاہرہ پر اثر کر گیا البتہ قلب وعقل واعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا (خزائن العرفان ومراۃ المناجیح وغیرہ)

اور آج بھی لاکھوں انسان آسیب میں مبتلا ہو کر کچھوچھہ شریف جاتے ہیں مگر کچھ تو جہالت پر جم جاتے ہیں کوئی کمال پنڈت پر جا کر گھنٹہ بجاتا ہے کوئی چکر لگاتا ہے کوئی بیٹھکا پر نہاتا ہے وغیرہ وغیرہ جس سے فائدہ کے بجائے نقصان پہونچتا ہے پھر مہینوں نہیں بلکہ کئی کئی سالوں تک آسیب میں مبتلا رہتے ہیں اس جہالت کو ختم کرنے کیلئے میں نے قلم سنبھالا حالانکہ میں اس لائق نہیں تھا لیکن اللہ و اسکے رسول جل جلالہ ﷺ پر بھروسہ کرتے ہوئے لکھنا شروع کر دیا مصروفیت کے باوجود لکھتا رہا یہاں تک کہ تین دن میں اس رسالہ کو مکمل کر دیا۔

مولیٰ عزوجل حضور مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ اور حضور سید میر عبد الواحد بلگرامی رضی اللہ عنہ کے صدقہ وطفیل اس رسالہ کو شرف قبولیت بخشے اور جنھوں نے میری رہبری کی اور ہر جگہ میرا ساتھ دیا بالخصوص استاذ المکرم والمحترم عالی وقار ماسٹر رحمت اللہ صاحب قبلہ آسوی مدظلہ العالی نورانی کہ جنھوں نے بچپن سے مجھ فقیر کی پرورش کرکے اس لائق بنایا و مفتی محمد معین الدین صاحب رضوی ہیم پوری و مولانا محمد رفیق صاحب مشاہدی و مولانا محمد غزالی صاحب مصباحی کو اللہ اجر عظیم عطا فرمائے و عزیزم چاند محمد سلّمہٗ (متعلم حشمت الرضا جھلہیا) کو اللہ تعالیٰ عالم باعمل بنائے۔ اور زائرین حضرات کو اس رسالہ سے فائدہ پہنچائے۔

اہل علم حضرات سے عرض ہے کہ اگر کوئی خامی نظر آئے مطلع فرمائے ہم مشکور ہونگے۔ بجاہ حبیبہ الکریم الامین و علی آلہ افضل الصلوۃ و اکمل التسلیم

فقیر تاج محمد قادری واحدی

۴ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ جنوری ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! میرے پیارے اسلامی بھائیو! واسلام کی مقدس شہزادیو! جب کہیں کا سفر کرنا ہوتو پہلے غسل کرلیں (غسل کا طریقہ آخر میں ہے) پھر غسل سے فارغ ہوکر ۴ر رکعت نماز نفل الحمد وقل کے ساتھ پڑھیں (مکروہ وقتوں میں نہ پڑھیں) نماز سے فارغ ہوکر خوب دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَ اِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ۔ تو جب نماز سے فارغ ہوتو دعا میں محنت کرو اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو (کنز الایمان) پھر چاروں قل اور اذا جاء پڑھیں اول آخر بسم اللہ شریف پڑھیں اور آیۃ الکرسی بھی پڑھ لیں آرام سے رہیں گے۔ (ان شاء اللہ)

پھر گھر سے پہلے داہنا قدم نکالے اور یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللہِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ (مشکوۃ)

پھر داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے دروازے کے اوپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھے اور درود شریف کا ورد کرتا رہے (بار بار پڑھتا رہے) پھر جب گاڑی پر بیٹھنا ہو تو یہ دعا پڑھ کر بیٹھے سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" ان شاء اللہ سواری ہر قسم کے حادثہ سے محفوظ رہے گی۔ (پ۲۵،ع۷)

پھر کچھ وقت درود شریف کا ورد کرتے رہیں اور اگر ہوسکے تو زیادہ سے زیادہ پڑھیں (ان شاء اللہ تعالیٰ صحیح سلامت اپنے منزل پر پہونچ جاؤ گے سفر میں خوب دعاء کریں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسافر کی دعا قبول فرماتا ہے۔ (ابوداؤد)

مسافر روزانہ یا صمد ۱۳۴ر بار پڑھلے تو بھوک اور پیاس سے امن میں رہیگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ سفر میں جب کسی کو مشکل میں مدد کی ضرورت پڑے تو اس طرح تین بار پکارے۔ اَعِيْنُوْا يَا عِبَادَ اللہِ (اس کو غیبی مدد ملے گی ان شاء اللہ)

رہا کچھوچھہ شریف کا سفر تو یہی طریقہ کافی ہے البتہ گھر سے نکلتے وقت یہ اپنے دل میں طے کرلیں کہ میں کچھوچھہ شریف جارہا ہوں کسی قسم کی گستاخی اور بے ادبی نہیں کرونگا اور نہ ہی شیطان کے کہنے پر کسی سے لڑائی جھگڑا کرونگا اکثر میں نے دیکھا ہے کہ لوگ جاتے ہیں اور پھر شیطان کے کہنے پر گھر آکر اپنے بھائی اور پڑوسیوں سے لڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمھیں نے میرے اوپر جادو کرایا ہے مجھے شیطان بتایا ہے جس کی وجہ سے کافی لڑائیاں ہوتی ہیں بلکہ پولس چوکی، جیل تک جانے کی نوبت آجاتی ہے حالانکہ انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن میں اللہ فرماتا ہے۔شیطان انسانوں کا کھلا دشمن ہے تو بتاؤ کہ جب شیطان انسانوں کا کھلا دشمن ہے تو وہ بھلا انسانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا انھیں سچی بات بتائے گا نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ تو انسانوں کو آپس میں خوب لڑاتا ہے۔

لہٰذا اے میرے اسلامی بھائیو! و اسلام کی مقدس شہزادیو! کبھی اس طرح کا خیال دل میں نہ لانا اور نہ شیطان کے کہنے پر کسی سے لڑائی جھگڑا کرنا پھر جب کچھوچھہ شریف پہونچو تو کوئی مکان کرایہ پر لے لو بہتر تو یہ ہے کہ مزار شریف کے قریب لو تا کہ حاضری دینے میں آسانی رہے پھر سب سامان رکھکر اطمینان سے ہولو اگر نماز کا وقت ہوگیا ہے تو پہلے نماز ادا کرلو اگر آپ کا سفر ۹۲ رکیلومیٹر سے زیادہ ہے تو آپ مسافر ہوئے یعنی ظہر عصر عشاء کی فرض نمازوں میں قصر کریں یعنی چار رکعت نہ پڑھیں بلکہ دو ہی رکعت پڑھیں لیکن آپ کا ارادہ ۱۵ ر دن سے زیادہ ٹھہرنے کا ہے تو پھر آپ منزل پر پہونچنے کے بعد نماز میں قصر نہیں کریں گے بلکہ جس طرح گھر پر پوری نماز پڑھتے تھے ٹھیک اسی طرح پڑھیں قصر اس وقت آپ کو کرنا ہوگا کہ ۱۵ ر دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر (اور اگر نماز کا وقت نہ ہوا ہو تو پہنچنے کے بعد) فوراً غسل کریں پھر نیر شریف جا کر وہاں ادب کے ساتھ پانی بھر کر اوپر لائیں اور اس طرح سر پر ڈالیں کہ پورے بدن پر بہہ جائے اس طرح جتنا ہوسکے نہائے مگر ادب کے ساتھ۔ خیال رہے کہ نیر شریف سے پانی نکالنے کیلئے وہاں مٹی کا برتن (گھڑا) ملتا ہے وہیں خرید لیں گھر کے استعمال کئے ہوئے برتن سے پانی نہ نکالے جب غسل سے فارغ ہولیں تو کپڑا بدل لیں اور جس کپڑے کو پہن کر غسل

کیا ہے اس کو ایک تھیلی میں رکھ لیں اور مکان پر (روم پر) لاکر سکھا لیں بعض جاہل گنوار ایسا کرتے ہیں کہ پہونچتے ہی میلا کچیلا کپڑا پہن کر نہانا شروع کر دیتے ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے کئی بار دیکھا ہے کہ اتنے میلے کپڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵/دن سے غسل ہی نہیں کیا ہے اسی حالت میں نہانے لگتے ہیں بلکہ کئی مرتبہ میں نے واپس کر دیا اور پھر انھیں سمجھایا کہ یہاں نہانا ہے تو پہلے مکان پر غسل کر کے پاکیزگی حاصل کرلو پھر یہاں غسل کرو مگر جاہل جو ہوتے ہیں اپنی جہالت پر اڑے رہتے ہیں اسی میلے کپڑے میں نہانے لگتے ہیں یہاں تک کہ بعض لوگ ناپاکی حالت میں (جن پر غسل واجب ہوتا ہے) نہانے لگتے ہیں۔میں نے کئی لوگوں سے اس کا سبب پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ جہالت پھیلی ہوئی ہے کہ جو پہونچتے ہی نیر شریف میں نہالیتا ہے اس کا کیس ختم ہو جاتا ہے (شیطان جل جاتا ہے) بلکہ بعض لوگ نہاتے ہیں اور نئے نئے کپڑے وہیں پھینک دیتے ہیں خود تو جاہل ہوتے ہیں اور جانے والے زائرین کو جاہل بنا دیتے ہیں پھر ان سے بھی کپڑے پھینکوا دیتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ شیطان اسی میں تھا دور ہو گیا جب کہ بعض ایسے غریب ہوتے ہیں کہ ایک کپڑا کیا ایک رومال خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے مگر جاہلوں کے کہنے پر پھینک دیتے یہ جہالت اکثر عورتوں کے اندر پائی جاتی ہے کئی دفعہ تو میں نے کہا کہ آپ لوگ صرف کپڑا ہی کیوں پھینکتی ہیں بلکہ اپنے زیورات سونے چاندی کو بھی پھینک دیا کرو کہ اس میں بھی شیطان رہتا ہے مگر کچھ جواب نہ ملا خاموش رہیں۔

میرے پیارے اسلامی بھائیو! کچھ جاہل تو یہ رواج نکال دیئے ہیں کہ نیر میں چالیس گھڑا اور ایک سو ایک گھڑا نہانا چاہئے اور اس گنتی کو پوری کرنے کے لئے بے ادبی کے ساتھ پانی کو بھر کر اسی جگہ بیٹھ کر نہاتے ہیں اور بلند آواز سے گنتی گنتے جاتے ہیں جب کہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ خاموشی سے غسل کرے یہاں تک کہ غسل کرتے وقت کلمہ درود وغیرہ بھی نہ پڑھے (کتب فقہ)

میرے اسلامی بھائیو! و اسلام کی مقدس شہزادیو! بتاؤ تو صحیح کہ شریعت مصطفیٰ ﷺ نے کلمہ درود پڑھنے سے منع کیا ہے تو چلانے اور گنتی گننے کی اجازت کیسے مل سکتی ہے اس لئے فقیر قادری واحدی کہتا

ہے کہ جاہلوں کے چکر میں نہ پڑو کہ جاہل کے چکر میں آ کر شریعت سے دور ہو جاؤ گے اور جہالت کے قریب ہو جاؤ گے اللہ تعالیٰ ہر بندے مومن مرد عورت کو شریعت کا پابند بنائے (آمین)

میرے اسلامی بھائیو! میرے آقا رحمت عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا پاکی نصف ایمان ہے لہٰذا روزانہ غسل کیا کرو جہاں تک ہو سکے صبح نماز فجر سے ایک گھنٹہ پہلے اٹھو اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر اولیا مسجد یا اشرف المسجد یا پھر جہاں موقعہ ملے وہیں نماز فجر ادا کر کے حاضری کے لئے بیٹھ جاؤ اور عورتیں زنانی مسجد میں جا کر نماز پڑھیں۔

حاضری کے اوقات: حاضری کے لئے مندرجہ ذیل اوقات ہیں جس کی پابندی ہر آنے والے زائرین کے لئے (جو حاضری کی غرض سے آیا ہے) ضروری ہے اوقات کی پابندی کے بغیر حاضری کا مقصد فوت ہو جائے گا اور اسے فائدہ نہ ہو پائے گا (۱) پہلی حاضری: فجر کی نماز سے طلوع آفتاب تک (۲) دوسری حاضری ۱۰ ربجے دن سے لیکر ۱۲ ربجے دن تک ہے (۳) تیسری حاضری نماز عصر سے مغرب کی اذان تک۔

حاضری کے لئے کس طرح بیٹھنا چاہیئے؟

(۱) حاضری کے لئے دونو گھٹنوں کو توڑ کر زانوں کے سہارے بیٹھیں جیسے نماز میں التّحیات پڑھنے کے لئے بیٹھتے ہیں (۲) نظر نیچی رکھیں (۳) چہرہ اوپر اٹھا ہونا چاہیئے (۴) دونوں ہاتھ زانوں پر رکھے رہیں ہاں جب زیادہ دیر ہو جائے اور درد کرنے لگے تو جس طرح ہو سکے بیٹھ جائیں مگر آرام ہونے پر پھر اسی طرح بیٹھ جائیں بعض لوگ وہاں جا کر عدالت کے وقت سو جاتے ہیں اور پوچھنے پر جواب دیتے ہیں کہ میرا گیتی میں حاضری چلتا ہے حالانکہ یہ ادب کے خلاف ہے اور جو ایسا کرتے ہیں ان کا کیس مہینوں بلکہ سالوں میں نہیں ختم ہوتا۔

لہٰذا اے میرے اسلامی بھائیو! و اسلام کی مقدس شہزادیو! خبردار کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے بے

ادبی ہو اور خود تم کو نقصان پہونچے بلکہ وہ کام کرو جس سے اللہ اور اس کے رسول راضی ہوں جل جلالہ و ﷺ اور حضور مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی روح خوش ہو۔شعر

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

حاضری کے شرائط

حاضری کی غرض سے آئے ہوئے زائرین کو مندرجہ ذیل شرطوں کی پابندی ضروری ہے۔(۱) روزانہ غسل کرنا (۲) حاضری سے پہلے وضو کرنا۔ (۳) حاضری سے پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھنا۔(البتہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نماز نفل نہ پڑھے کہ منع ہے (بہار شریعت) بلکہ جس کی نماز قضا ہو وہ قضا نماز پڑھ لے اور جس کی نماز قضا نہ ہو وہ کچھ دیر تک درود شریف پڑھکر اس کا ثواب حضور سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی روح کو پہونچا دے)۔

(۴) دوران حاضری کسی کی طرف نہ دیکھنا (۵) دوران حاضری دل میں غلط خیالات نہ لانا (۶) ایسا لباس نہ پہننا جو ایام حاضری میں کھسک جائے (۷) خوشبو سے پرہیز کرنا (۸) کسی سے بات چیت نہ کرنا اور نہ کسی کی غیبت کرنا (۹) بالوں میں اس طرح کا تیل نہ لگائے کہ جس سے مہک نکلے (۱۰) قیمتی زیور کا استعمال نہ کرنا (۱۱) اگر مریضہ جوان ہے تو اس کے ساتھ محرم کا رہنا (۱۲) ایام حیض میں حاضری کے لئے نہ آنا یہاں تک کہ احاطہ درگاہ میں بھی آنا منع ہے۔

دوران حاضری کیا کرے؟

میرے اسلامی بھائیو! و اسلام کی مقدس شہزادیو! جب حاضری کے لئے بیٹھیں پہار زانو بیٹھیں جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے۔ دوران حاضری کسی سے بات چیت نہ کریں اور نہ کسی کی غیبت کریں کہ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ (کسی کی) عیب نہ ڈھونڈھو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند کریگا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمھیں گوارا نہ ہوگا۔ (کنزالایمان)

اور حدیث شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بدتر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حالانکہ اکثر عورتیں دوران حاضری ایک دوسرے کی غیبت میں سارا وقت ختم کر دیتی ہیں جس سے فائدہ کے بجائے نقصان پہونچتا ہے اے اسلام کی باندیو! خبردار خبردار کسی کی غیبت نہ کریں اور پردے کا خاص خیال رکھیں بعض عورتیں اتنا باریک کپڑا پہنتی ہیں جس سے ستر پوشی نہیں ہو پاتی جب کہ اس طرح کا لباس پہننا شریعت مصطفیٰ ﷺ میں حرام ہے۔ اور بعض عورتیں بہت باریک دوپٹہ (اوڑھنی) اوڑھتی ہیں اس طرح کا دوپٹہ اوڑھنا حرام ہے۔ (بہار شریعت)

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت حفصہ بنت عبد الرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انکا دوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا۔ (مشکوٰۃ)

لہٰذا اے اسلام کی مقدس شہزادیو! اس طرح کے لباس سے پرہیز کریں اور نہ کسی کو تکلیف دیں کہ بیٹھنے کے لئے اکثر عورتیں جھگڑا کر لیتی ہیں یہاں تک کہ گالی گلوج بھی بک دیتی ہیں جب کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق و گناہ ہے۔ (بخاری)

اسلئے کسی سے نہ باتیں کریں اور نہ جھگڑا کریں بلکہ قرآن شریف کی سورت یا آیت جو بھی یاد ہو اسے بار بار پڑھتی رہیں اور اگر نہ پڑھی ہوں تو کلمہ شریف و درود شریف کثرت سے پڑھتی رہیں کہ درود شریف کے بہت فضائل ہیں حدیث شریف میں ہے۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجے گا اللہ اس پر ۱۰ مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے ۱۰ گناہوں کو معاف فرمائے گا

اور دس درجے بلند فرمائے گا۔(نسائی) صَلَّی اللهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ ﷺ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ الله۔

(۲)اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہے(ترمذی)

صَلَّی اللهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ ﷺ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ الله

(۳)حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق (لٹکی)رہتی ہے اس میں سے کچھ اوپر نہیں چڑھتا جب تک کہ تو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے(ترمذی)

صَلَّی اللهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ ﷺ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ الله۔

اے میرے پیارے اسلامی بھائیو!عدالت کے وقت اگرکسی کی حاضری چلنے لگے تو خبردار خبردار اسے موبائل وغیرہ میں ریکارڈ (RECORD)نہ کریں اور نہ ویڈیو ریکارڈ(VIDEO RECORD) کریں کہ اس میں جھگڑا فساد کا اندیشہ ہے اور آخرت کی عذاب کی گرفت جیسا کہ حدیث شریف میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدائے تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو جان دار کی تصویریں بناتے ہیں(بخاری)

میرے پیارے اسلامی بھائیو! جاندار کی تصویر بنانا یا فوٹو کھینچنا یا کھنچوانا سب حرام ہے لہٰذا اس کام سے بچیں تاکہ آخرت کی عذاب سے چھٹکارا ملے اللہ تعالیٰ ہر بندۂ مومن مرد عورت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے(آمین)

اور نہ حاضری چلنے کی خواہش کریں بلکہ اس طرح دعا کریں کہ اے میرے پروردگار!اے میرے پالنہار!اے میرے مولیٰ! تو ہی سب کو روزی دیتا ہے،تو ہی سب کو شفا دیتا ہے میرے معبود

مجھے (گھروالوں کو یا جس کے لئے دعا کرنی ہو ان کا نام لیں بلکہ گدائے واحدی کہتا ہے کہ ہر بندۂ مومن کے لئے دعا کریں مجھ فقیر کو بھی یاد کرلیں اور کہیں مولیٰ) اپنے پیارے محبوب کے محبوب حضور سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے صدقہ وطفیل میں شفاء عطا فرما،اور شیطان کے شر سے،ظالموں کو ظلم سے،حاسدوں کے حسد سے محفوظ فرما اور تمام بلا و مصیبت سے محفوظ فرما اور جو بلائیں اور مصیبتیں آچکی ہیں انھیں دور فرما اور آنے والی بلاؤں کو درگزر فرما سنیت پر قائم و دائم رکھ اور خاتمہ ایمان پر فرما وغیرہ وغیرہ (اٰمین)

مگر ہرگز ہرگز کبھی حاضری چلنے کے لئے دعا نہ کریں اور نہ کبھی کسی کے لئے بد دعا کریں بلکہ دشمنوں کے لئے دعائے ہدایت کریں کہ اسی میں کامیابی ہے۔

جب عدالت کا وقت ختم ہونے والا ہو تو فاتحہ پڑھکر خوب دعا مانگیں کہ مظلوم اور بیمار کی دعا اللہ رد نہیں کرتا بلکہ قبول کرتا ہے۔

حاضری کے بعد کیا کرے؟

حاضری (عدالت) ختم ہونے کے بعد نماز کا وقت ہو گیا ہو تو نماز پڑھ لیں اور اگر نماز کا وقت نہ ہوا ہو تو قرآن شریف کی تلاوت کریں کہ حدیث شریف میں ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کتاب اللہ میں سے ایک حرف پڑھے تو اس کو ہر حروف کے بدلے ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوگی (پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ) میں الٓمٓ کو ایک حرف نہیں کہتا بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (یعنی الٓمٓ تین حروف ہیں اور الٓمٓ پڑھنے پر تیس نیکیاں ملیں گی۔(مشکوٰۃ)

مزار شریف پر کب حاضری دینی چاہئے؟

"مزار شریف پر حاضری دینے کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں جب بھی موقع ملے حاضری دیں۔لیکن مندرجہ ذیل باتوں کا خاص خیال رکھیں"۔

(۱) عورتیں آستانہء عالیہ پر نہیں جاسکتی ہیں بلکہ زینہ کے بغل میں زنانی مسجد ہے اسی میں جا کر عبادت کریں۔

(۲) حاضری دینے سے پہلے وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھکر حضور سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے روح پاک کو ثواب پہونچادیں۔خیال رہے نماز فجر اور عصر کے بعد نماز نفل نہ پڑھیں کہ منع ہے۔(بہار شریعت)

(۳) آستانہ عالیہ پر جاتے وقت کسی کو تکلیف نہ دیں،بلکہ ادب واحترام کے ساتھ جائیں۔

(۴) جب مزار پر جائیں تو نظر نیچی رکھیں اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے جائیں کچھ گلاب کا پھول اور خوشبو وغیرہ لے جا کر پیش کر دیں اگر چادر پیش کرنی ہے تو پھول ہی کا چادر پیش کریں کہ حدیث شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ یا مکہ معظمہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر انکی قبر میں عذاب ہو رہا تھا،آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں پھر فرمایا ہاں (یعنی خدائے تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی ایک تر شاخ منگوائی اور اسکے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک کے قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا حضور سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ نے کیوں کیا؟ فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو جائیں ان دونوں پر عذاب کم رہے گا۔(بخاری شریف)

برادران اسلام!اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جب کوئی پتّا یا شاخ ہرا ہو تو تسبیح پڑھتا ہے اور جب

اسکو قبر کے اوپر ڈال دیا جائے تو اس کی تسبیح سے گنہگاروں کو راحت ملتی ہے۔ اسلئے ہمارے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ مزار یا قبر پر پھول پیش کرو کہ ہرا بھی رہتا ہے اور خوشبو بھی رہتی ہے۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا (معاذ اللہ) مخدوم اشرف رضی اللہ عنہ یا اللہ کے اولیاء گنہ گار ہیں جو پھول ڈال کر عذاب ہلکا کیا جاتا ہے؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ تو صالحین بندوں میں سے ہیں اولیاء اللہ کے مزار پر پھول اس لئے ڈالا جاتا ہے تاکہ پتّے کی تسبیح سے اولیاء اللہ کے مراتب بلند ہوتے ہیں اس حدیث سے وہ لوگ بھی سبق سیکھیں جو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں اور چھینٹوں سے نہیں بچتے اور وہ لوگ جو ایک دوسرے کی چغلی کرتے ہیں۔

(۵) اوپر جاتے وقت بعض حضرات جھک جھک کر چوکھٹ کو چومتے ہیں بعض حضرات مزار شریف کے پائتی کے جانب چومتے ہیں اور چومنے میں حد رکوع تک جھک جاتے ہیں بعض حضرات سجدے کی حالت میں آجاتے ہیں جب کہ یہ ممنوع و ناجائز ہے۔

بلکہ ادب سے جا کر سلام پیش کریں اسکے بعد جہاں جگہ ملے کھڑے ہو کر جو کچھ ہو سکے پڑھیں اور اسکا ثواب حضور سید مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی رضی اللہ عنہ اور آپ کے بھانجے الحاج عبدالرزاق نورالعین رحمۃ اللہ علیہ کے روح پاک کو پہنچائیں۔

(۶) مزار شریف کے اندر خدّام رہتے ہیں انھیں بھی کچھ دے دیں کہ وہ خدمت کرتے ہیں۔

خبردار خبردار کسی سے بحث و مباحثہ نہ کریں اور نہ کسی سے تکرار کریں بلکہ ایسے وقت میں خاموشی اختیار کریں کہ حضور ﷺ نے فرمایا مَنۡ صَمَتَ نَجَا یعنی جو خاموش رہا اس نے نجات پائی (ترمذی) لہٰذا اے نبی کے غلامو! کسی سے مت الجھنا کہ وہ دربار مخدوم اشرف ہے وہاں خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

(۷) فاتحہ پڑھ کر ادب کے ساتھ واپس چلے آئیں کہ مزار شریف کو یا چادر کو بوسہ نہ دیں بلکہ یہ خیال کریں کہ یہ پاک دیار اشرف اور کہاں مجھ حقیر کا منھ (یعنی اپنے آپ کو اس لائق نہ سمجھیں کہ میں حضور کے چادر کو بوسہ دوں)

(٨) پچھم جو مزار ہے وہ حضور سید مخدوم اشرف رضی اللہ عنہ کا ہے اور جو پورب ہے آپ کیبھا نجے الحاج عبد الرزاق نور العین رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

(٩) بعض لوگ آتے وقت مزار شریف سے گلاب کا پھول اٹھا لیتے ہیں ایسا ہر گز نہ کریں اگر لینا ہو تو جو پھول سوکھ چکا ہے اسی کو لیں تازہ پھول ہر گز نہ لیں کہ تازہ پھول اللہ کی تسبیح کرتا ہے کہ تازے پھول کو اٹھانا صاحب قبر کے حق کو مارنا ہے۔

(١٠) حاضری دینے میں یہ خیال رکھیں کہ جب زیادہ بھیڑ ہو تو اوپر نہ جائیں بلکہ نیچے ہی سے فاتحہ پڑھ لیں بعض لوگ دھکہ دیکر جاتے ہیں جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اکثر بچوں اور ضعیفوں کو تکلیف ہوتی ہے لہٰذا جب بھیڑ ہو تو اشرف المسجد سے یا جہاں جگہ ملے وہیں سے فاتحہ پڑھ لیں جیسا کہ حضرت وارث پاک رحمۃ اللہ علیہ سلامی گیٹ سے فاتحہ پڑھ کر واپس چلے جاتے تھے کئی دفعہ فقیر اشرفی واحدیؔ بھیڑ کی وجہ سے اندر داخل نہیں ہوا بلکہ اشرف المسجد سے فاتحہ پڑھکر واپس چلا آیا کہ بزرگوں سے سنا تھا۔

باادب بانصیب بے ادب بے نصیب

کیا شیطان کے کہنے پر عمل کرنا ضروری ہے؟

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ حاضری چلتی ہے اور شیطان الٹی سیدھی باتیں بکتا ہے لوگ اسے شریعت سمجھ لیتے ہیں اور اس پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں جب کہ بعض کام ایسے ہوتے ہیں جو شرعاً ناجائز و حرام ہوتے ہیں اور بعض کفر مثلاً شیطان نے کہا کہ آج مزار شریف کا چکر لگاؤ تو لوگ مزار کے گرد چکر لگانا شروع کر دیتے ہیں جب خانۂ کعبہ کے علاوہ کسی بھی قبر یا مزار کا طواف نہیں کر سکتے کہ شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں منع ہے۔ (ماخوذ افتاوٰی رضویہ شریف)

مگر لوگ مانتے نہیں کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ شیطان کے کہنے پر اس تالاب میں نہاتے ہیں جس کو

بیٹھکا کہتے ہیں جب کے مزار شریف کے ارد گرد جو مکانات ہیں ان سب کا اور بیت الخلاء کا پانی اسی تالاب میں گرتا ہے ۔افسوس صد افسوس کی نیر شریف کے پانی کو چھوڑ کر (جس میں آب زمزم کا پانی ملایا گیا جو مریضوں کے لئے شفاء ہے)اس گندے تالاب میں نہاتے ہیں جو ناپاک ہے کچھ لوگ تو بلائی بی بی جا کر وہاں کے تالاب میں نہاتے ہیں جبکہ وہاں کا بھی پانی گندہ ہے (معاذ اللہ) بعض لوگ کمال پنڈت مندر پر جا کر گھنٹہ بجاتے ہیں ،اور پوجا کرتے ہیں اور شیطان کے کہنے پر وہاں بھی چکر لگاتے ہیں جبکہ یہ کفر ہے ۔بعض لوگ شیطان کے کہنے پر ماں باپ بھائی بہن سے رشتہ توڑ دیتے ہیں، پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تعلّق ختم کر دیتے ہیں ،بعض لوگ جھگڑا لڑائی بھی کر لیتے ہیں جسکی وجہ سے تھانہ کورٹ کچہری جانا پڑتا ہے، جبکہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اس کے باوجود بھی لوگ شیطان کی باتوں کو مانتے ہیں ۔

اے نبی کریم ﷺ کے غلامو! و اسلام کی مقدس شہزادیو! ہوش میں آؤ عقل سے کام لو ورنہ کہیں کے نہ رہ جاؤ گے ۔ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم　　　　نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

ٹھیک یہی ہوگا کہ دنیا تو برباد ہو جائے گی اور آخرت بھی لہٰذا اے نبی ﷺ کے غلامو! و اسلام کی مقدس شہزادیو! جب شیطان کوئی بیان دے (خواہ وہ کہے کہ میں مؤکل ہوں یا جن ہوں) تو اس کو غور سے سن لو پھر کسی عالم سے پوچھ لو کہ یہ شریعت کے خلاف تو نہیں ہے اگر شریعت کے خلاف ہے تو اس کا کہنا نہ مانو اور اگر شریعت کے دائرے میں ہے تو اس کو کر ڈالو کہ اس میں فائدہ ہے ۔

غسل شریف

حضور سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ و آپ کے بھانجے الحاج عبد الرزاق نور العین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدسہ کو عطر گلاب کے پانی اور کینوڑے سے دھویا جاتا ہے اور وہ پانی حفاظت سے

رکھ لیا جاتا ہے کہ مریضوں کے لئے شفاء ہے اور شیطین کے لئے زہر ہے وہ پانی آسیب زدہ کو پلایا جائے تو آسیب ختم ہو جائے اس پانی کو حاصل کرنے کے لئے غسل شریف سے پہلے گلاب کا پانی خرید کر لحد خانہ میں جمع کر دیں اور رسید لے لیں لیکن خیال رہے کہ جب لیں تو دیکھ بھال کر لیں پھر جب غسل شریف ہو جائے تو صبح رسید لیکر لحد خانہ میں جائیں (جہاں جمع کئے تھے) اور جتنا باٹل جمع کئے تھے وہ حاصل کر لیں پھر حفاظت سے رکھ کر گھر لے آئیں۔

غسل شریف کس تاریخ میں ہوتا ہے؟

اس کے لئے کوتاریخ مقرر نہیں ہے بلکہ سجادہ نشین حضرت علامہ الشاہ سید فخر الدین صاحب قبلہ و سید محمد محی الدین صاحب قبلہ کی مرضی سے تاریخ مقرر کیا جاتا ہے البتہ اتنا ضرور ہے کہ عید اور بقرعید کے درمیان (بیچ) غسل شریف ہوتا ہے جمعرات دن گزار کر شام میں خطاب ہوتا ہے جس میں تمام علماء و شعراء کی تشریف آوری ہوتی ہے اس فقیر قادری واحدی کو بھی حاضری دینے کا شرف حاصل ہوتا ہے اور پھر تقریر کرنے کا موقعہ بھی ملتا ہے دعا ہے مولیٰ کریم ہر سال اس مجلس میں شرکت کی سعادت نصیب فرمائے (آمین)

دو، تین بجے تک یہ مجلس چلتی ہے پھر سجادہ نشین کا آخری خطاب ہوتا ہے اور عوام وخواص کے لئے حضرت دعا کرتے ہیں اسی رات میں ۲ ربجے کے بعد حضور کے مزار مقدسہ کو (اسی پانی سے جو عوام جمع کرتے ہیں) غسل دیا جاتا ہے اس میں صرف سجادہ نشین کے اہل وعیال ہوتے ہیں پھر اس کے بعد عوام مٹی کے گھڑے میں نیر شریف کا پانی بھر کر مزار مقدسہ پر حاضر ہو کر مزار کے باہری حصہ کو غسل دیتے ہیں اور جو باہر سجادہ نشین کے مزارات ہیں انکو غسل دیتے ہیں۔ جس سے کافی بھیڑ ہوتی ہے یہاں تک کہ کئی گھڑے گر جاتے ہیں اور لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ لہٰذا اے میرے پیارے اسلامی بھائیو! جب بھیڑ ہو تو اوپر جانے کی کوشش نہ کرو جس سے لوگوں کو تکلیف ہو کہ مزار پر جا کر غسل دینا تمھارے ذمہ نہ فرض

ہے نہ واجب بلکہ مسلمان کو تکلیف سے بچانا واجب ہے لہٰذا بھلائی اسی میں ہے کہ او پر نہ جائیں بلکہ نیچے ہی رہ کر دعا مانگ لیں اور امید رکھیں کہ حضور ہماری فریاد کو بھی سنیں گے اور فیضان سے مالا مال کریں گے۔ پھر جب نماز فجر کا وقت ہو جائے تو نماز ادا کرلو بعض لوگ او پر بھیڑ میں پھنس جاتے ہیں جس کی وجہ سے نماز فجر قضا ہو جاتی ہے لہٰذا نماز کا خاص خیال رکھیں کہ نماز چھوڑ کر آپ فیضان اشرف سے مالا مال نہیں ہو سکتے پھر صبح یعنی جمعہ کے دن صندل پوشی ہوتی ہے اور بعد نماز جمعہ غسل کا پانی لیکر زائرین اپنے اپنے گھر رخصت ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے سفر کو کامیاب بنائے (آمین)

عرس اشرفی

سال میں ایک دفعہ اسلامی تاریخ کے حساب سے ۲۶/ ۲۷/ ۲۸/ محرم الحرام کو عرس ہوتا ہے لیکن اصل تاریخ ۲۸/ محرم الحرام ہے کہ حضور سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کا وصال ۲۸ محرم الحرام کو ہوا ہے اس تاریخ میں سجادہ نشین حضور کا خرقہ شریف پہن کر مزار شریف کے باہر چوکھٹ پر تشریف لاتے ہیں عوام وخواص اس کی زیارت کے لئے پہلے سے موجود ہوتے ہیں صاحب سجادہ عوام و خواص کے لئے دعا کرتے ہیں پھر رخصت ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ اس لباس اور چھڑی کو بوسہ دیتے ہیں جب کہ یہ منع ہے کہ بھیڑ کافی ہوتی ہے ہر کوئی بوسہ دینے کی کوشش کرتا ہے جس سے لوگوں کو تکلیف پہونچتی ہے یہاں تک کہ صاحب سجادہ کو تکلیف ہوتی ہے راستہ چلنا دشوار ہو جاتا ہے لہٰذا ہرگز ہرگز ایسا نہ کریں بلکہ یہ خیال کریں کہ کہاں وہ پاک لباس پاک چھڑی جس کو حضور سید مخدوم اشرف رضی اللہ عنہ کے جسم نے بوسہ دیا ہو بھلا ہم اس کو کیسے گنہگار ہاتھوں سے چھو سکتے ہیں پھر عوام کو دھکہ دیکر تکلیف پہونچانا خود صاحب سجادہ کو ایذا پہونچانا کیا یہ درست ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچاؤ بتاؤ تو صحیح کہ صاحب سجادہ جو آل رسول سید ہیں ان کو تکلیف پہونچانے کے لئے شریعت کیسے اجازت دے سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر بندۂ مومن کو سمجھ عطا فرمائے۔ جہالت سے

بچائے،شریعت مصطفیٰ ﷺ کا پابند بنائے،شریعت کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے،خاتمہ ایمان پر فرمائے شیطان کے شر سے،ظالموں کے ظلم سے،اور حاسدوں کے حسد سے محفوظ فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَىۡءٍ مِّنَ الۡخَـوۡفِ وَالۡجُـوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ

اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے

(کنزالایمان، سورہ بقرہ 155)

نوحہ کا بیان

۳/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(میت پر رونا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی کی موت ہو جانے پر رونا کیسا ہے؟

المستفتی:۔محمد علی اصغر کشن گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت پر رونا منع نہیں ہے بشرطیکہ آواز بلند نہ ہو جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر بکا (آنسوؤں کا جاری ہونا) فرمایا۔(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز ص ۱۳۹/۱۴۰)

البتہ گریبان پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا، یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام ہیں۔(الفتاویٰ الھندیہ کتاب الصلوۃ الباب الحادی والعشرون فی الجنائز ج ۱ ص ۱۶۷)

اور اسی طریقے سے نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کرکے آواز سے رونا جس کو بین کہتے ہیں بالاجماع حرام ہے یونہی واویلا وامصیبتا (ہائے مصیبت ہائے میں برباد ہو گئی لٹ گئی وغیرہ) کہہ کے چلاّنا بھی حرام ہے۔(الجوہرۃ النیرۃ)

اور ایک ضروری بات یہ بھی ہے کہ بلند آواز سے رونا منع تو ہے ہی یہ میت کے لیے باعث عذاب وتکلیف بھی ہے حدیث شریف میں آیا ہے ہے اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں اللہ کے بندو اپنے مردوں کو تکلیف نہ دو جب تم رونے لگتے ہو تو وہ بھی روتا ہے۔

(المعجم الکبیر، باب القاف، قیلۃ بنت مخرمۃ العنبریۃ، الحدیث ۱/ج ۲۵ ص ۱۰)

مزید تفصیل کیلئے دیکھیں بہار شریعت حصہ چہارم (سوگ ونوحہ وتعزیت کا بیان/ناشر مکتبہ المدینہ دہلی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(انتقال پر رونا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ علمائے کرام نوحہ کرنے یعنی کہ رونے کو حرام فرماتے ہیں تو کیا علمائے کرام کے گھر جب کسی کا انتقال ہوتا ہے تو وہ نہیں روتے ہیں؟ اور اگر روتے ہیں تو کیا ان کے لئے جائز ہے؟ **المستفتی:۔ڈبلو**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کاش کہ آپ یہ پوچھ لیتے نوحہ کسے کہتے ہیں، مگر آپ نے تو ایسا جاہلانہ سوال کیا جس سے لگتا ہے کہ آپ مطلق جاہل ہیں۔نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کرکے رونا جس کو بین کہتے ہیں یہ بالاجماع حرام ہے اور اسے علماء نے حرام لکھا اور کہا ہے یوں ہی گریبان پھاڑنا، منھ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا یہ سب حرام ہے کیونکہ یہ سب جاہلیت کے ہیں۔

اور آواز سے رونا منع ہے اور بلند آواز نہ ہو تو اسکی ممانعت بھی نہیں ہے، خود حضور ﷺ اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال پر بکا فرمایا۔اور اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا کے وصال شریف پر بھی آپ نے آنسو بہایا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے" عَنْ اَنَسٍ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ تُدْفَنُ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ " حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی دختر کے جنازے پر حاضر ہوئے تو وہ دفن کی جارہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ قبر پر بیٹھے تھے میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔(مشکوۃ باب دفن المیت الفصل الثالث صفحہ ۱۴۹)

یعنی غم کی وجہ سے رونا کہ آنسوں نکلے یہ جائز ہے ہاں بیان کر کے رونا چلانا یہ گناہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَبَکَتِ النِّسَآءُ فَجَعَلَ عُمَرُ یَضْرِبُھُنَّ بِسَوْطِہٖ فَاَخَّرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِیَدِہٖ وَقَالَ مَھْلاً یَا عُمَرُ ثُمَّ قَالَ اِیَّاکُنَّ وَنَعِیْقُ الشَّیْطَانَ ثُمَّ قَالَ اِنَّہٗ مَھْمَا کَانَ مِنَ الْعَیْنِ وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَۃِ وَمَا کَانَ مِنَ الْیَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّیْطَانِ۔ رواہ احمد" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ فوت ہوئیں عورتیں روئیں تو جناب عمر انہیں کوڑے مارنے لگے رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنے ہاتھ سے ہٹادیا فرمایا اے عمر! چھوڑو پھر فرمایا شیطانی آواز سے پرہیز کرنا پھر فرمایا جو کچھ آنکھ اور دل سے ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور رحمت ہے اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔(مشکوۃ باب البکاء علی المیت الفصل الثالث صفحہ ۱۵۲) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(نوحہ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نوحہ کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ غفران رضا ملک پورہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس طرح ہمارے ہندوستان میں رائج ہے یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے رونا جس کو بین کہتے ہیں یہ بالاجماع حرام ہے یوں ہی گریبان پھاڑنا، منھ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا یہ سب حرام ہے کیونکہ یہ سب ہندوؤں کی تقلید ہے کتب حدیث میں نوحہ پر کافی وعیدیں وارد ہیں ملاحظہ ہو۔

(۱)عَنْ سَعْدَ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ اَوْ يَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو کر سن لو کہ آنکھ کے آنسوں اور دل کے غم کے سبب اللہ تعالی عذاب نہیں فرماتا پھر زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا لیکن اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔(جبکہ اس نے رونے کی وصیت کی ہو یا وہاں رونے کا رواج ہو اور اس نے منع نہ کیا ہو یا یہ مطلب ہے کہ ان کے رونے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے)(بخاری جلد اول باب البکاء عند المریض صفحہ ۱۷۴،مشکوۃ باب البکاء علی المیت صفحہ ۱۵۰)

(۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعیٰ بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے جو منھ (پر مارے)، گریبان پھاڑے اور جہالت کی باتیں بکے (یعنی نوحہ کرے (بخاری جلد اول صفحہ ۱۷۳، مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت الفصل الاول صفحہ)

(۳) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اللّٰهُ مَا لِعَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ اِلَّا الْجَنَّةُ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں بندۂ مومن کی دنیا کی پیاری چیز لے لوں پھر وہ صبر کرے تو اس کی جزا (بدلہ) جنت ہے۔ (رواہ بخاری مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت الفصل الاول صفحہ ۱۵۱)

(۳) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ" حضرت عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنا ان سے ذکر کیا گیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زندوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ (رواہ بخاری مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت الفصل الثالث صفحہ ۱۵۱)

(۴) عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلنَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ" حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی پر لعنت فرمائی۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت الفصل الثانی صفحہ ۱۵۱)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب کوئی مرتا ہے اور رونے والا اسکی خوبیاں بیان کرکے روتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میت پر دو فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اسے کونچتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا تھا؟ (ترمذی شریف)

اورنذہۃ المجالس میں ہے کہ سیدنا داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ جنت میں ہوں وہاں میں نے لڑکوں کو سیبوں سے کھیلتے پایا مگر ایک بچہ کو نہایت غمزدہ دیکھا سبب معلوم کیا تو کہنے لگا میرے گھر والوں کے رونے کے باعث میری یہ حالت ہے۔

(نذہۃ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ٣٢٤)

اورحضرت وہب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آسمان اول پر ایک لاکھ فرشتے ہیں جو ماتم کرنے والے اور نوحہ سننے والے پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں آسمان دوم پر دو لاکھ فرشتے ہیں جو ماتم کرنے والے اورنوحہ سننے والے پر لعنتیں بھیجتے رہتے ہیں، اسی طرح تیسرے آسمان پر تین لاکھ، چوتھے آسمان پر چار لاکھ، پانچویں آسمان پر پانچ لاکھ، چھٹے پر چھ لاکھ، ساتویں پر سات لاکھ فرشتے ماتم کرنے والے اور نوحہ سننے والے پر لعنتیں بھجتے رہتے ہیں۔(نذہۃ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ٣٣٥)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ(ابراھیم 41)

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔(کنزالایمان)

ایصال ثواب کا بیان

۳۴/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(ایصال ثواب کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایصال ثواب کرنا کیسا ہے؟ اور اس کا ثبوت کہاں سے ثابت ہے؟

المستفتی:۔ولی اللہ اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عبادت کی تین قسمیں ہیں (۱) بدنی (۲) مالی (۳) مرکب۔**بدنی**۔جس کا تعلق بدن سے ہو جیسے تلاوت قرآن تسبیح،نماز،روزہ،درود وغیرہ۔**مالی**۔جس کا تعلق مال سے ہو جیسے زکوٰۃ فطرہ صدقات وخیرات وغیرہ۔**مرکب**۔جس کا تعلق دونوں سے ہو جیسے حج۔

بندہ مومن جب اخلاص وللّٰہت کے ساتھ کوئی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے اجر وثواب عطا فرماتا ہے اور اس کا ثواب مردوں کو پہونچتا ہے کتب فقہ وعقائد وغیرہ میں اس کی تصریح مذکور ہے حدیث شریف میں ہے "عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّهُ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَ قَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ" حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ام سعد (میری ماں) کا انتقال ہوگیا ان کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا پانی (بہترین صدقہ ہے تو حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کواں کھدوایا (اور اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے) کہا یہ کواں سعد کی ماں کے لئے ہے (یعنی میری ماں کی روح کو اسکا ثواب پہونچے) (ابو داؤد جلد اول کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۲۳۶ مشکوٰۃ باب افضل الصدقۃ صفحہ ۱۶۹)

ایک دوسری حدیث میں ہے "عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُو

لَ اللہِ !اِنَّ اُمِّیَ افْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَلَمْ تُوْصِ وَاَظُنُّھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَلَھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ " حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص آئے اور انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ !میری ماں کا اچانک انتقال ہوگیا ہے اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کرسکیں میرا گمان ہے کہ انتقال کے وقت اگر انھیں کچھ کہنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ ضرور دیتی تو میں اسکی (یعنی ماں کی) طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کی روح کو ثواب پہونچے گا؟ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا ہاں پہونچے گا۔(مسلم جلد اول کتاب الزکاۃ صفحہ ۳۲۴ مشکوۃ باب صدقۃ المراۃ من مال الزوج فصل اول صفحہ ۱۷۳)

اور کتاب المختار و مطالع الانوار میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ فوت شدہ (مردہ) پر پہلی رات بہت بھاری ہوتی ہے لہٰذا اپنے مردوں کے لئے صدقہ وخیرات کرکے ان پر رحم کرو اور جس کے پاس صدقہ خیرات کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو وہ دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ان میں سورہ فاتحہ کے بعد اٰیۃ الکرسی ۱۱/ بار پڑھے الھٰکم التکاثر ۱۱/ بار قل ہو اللہ احد ۱۱/ بار پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بار گاہ میں دعا کرے الٰہی ! یہ دو رکعت میں نے پڑھی ہیں تو اچھی طرح جانتا ہے۔الٰہی! اس کا ثواب صاحب قبر کو نذر ہے قبول فرمالے۔تو اللہ تعالیٰ اسی وقت اس قبر کی طرف ایک ہزار فرشتوں کو جانے کا حکم فرماتا ہے،اور ہر ایک کے پاس انوار تجلیات کا وسیع ہدیہ ہوتا ہے جس سے وہ نفخ صور تک اس کا دل بہلاتے رہیں گے اور ایصال ثواب کرنے والے کو اتنی نیکیاں عنایت کی جائیں گی جتنا دنیا کی تمام چیزوں پر شعائیں پڑی ہونگی اور اس کے چالیس ہزار درجے بلند کئے جائیں گے اور چالیس ہزار حج وعمرہ کا ثواب پائے گا اور جنت میں وہ ایک ہزار شہروں کا مالک بنایا جائے گا نیز ہزار شہروں کا ثواب دیا جائے گا اور اسے ہزار جوڑے مرحمت کئے جائیں گے۔(نذہۃ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۳۰۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو ایماندار آیۃ الکرسی پرھ کر اہل قبور کو ایصال ثواب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قبر میں چالیس ، چالیس نور عنایت فرماتا ہے جن کی روشنی مشرق ومغرب تک پھیلتی ہے اور پڑھنے والے کو ۷۰/ انبیاء کرام علیہم السلام کا ثواب عطا فرماتا ہے اور

اس ہر آیت کے بدلے ایک، ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ہر ایک مدفون کے بدلے اس کے لئے دس ،دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔(نذہتہ المجالس اردو جلد اول صفحہ ۲۹۹)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں تیس آیت کی ایک سورت ہے جو آدمی کے لئے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی وہ 'تَبَارَكَ الذی بیدہ الملك' ہے۔(ترمذی)

قاضی ابو بکر بن عبد الباقی انصاری نے سلمہ بن عبید سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ حماد مکی نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ مکرمہ کے قبرستان کی طرف چلا گیا اور ایک قبر کے قریب سو گیا تو دیکھا کہ قبر والے حلقہ درحلقہ کھڑے ہیں۔میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا قیامت ہوگئی؟ انھوں نے کہا نہیں بلکہ ہمارے ایک بھائی نے سورہ اخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہونچایا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔(شرح الصدور)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور پر نور سید عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص مغرب وعشا کے درمیان (بیچ) جمعرات کو دو رکعت اس طرح ادا کرے کہ سورہ فاتحہ (الحمد شریف) کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار ،سورہ اخلاص (قل ھو اللہ احد)،سورہ فلق ،سورہ ناس پانچ پانچ مرتبہ پڑھے (نماز پوری کرے) پھر پندرہ بار استغفار پندرہ مرتبہ نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پیش کرکے اس کا ثواب اپنے والدین کی خدمت میں پیش کرے گا تو گویا کہ اس نے اپنے والدین کے حقوق کو ادا کیا اللہ تعالی کے سوا ان کے ثواب کی کیفیت کسی کو معلوم نہیں۔(نذہتہ المجالس مترجم جلد اول صفحہ ۶۴۰)

ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مردوں کو فائدہ پہونچتا ہے لہذا ایصال ثواب کرنے میں حرج نہیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(فاتحہ کا طریقہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ مولانا تاج محمد صاحب قبلہ فاتحہ کا آسان طریقہ تحریر فرمادیں نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔ اکبر علی واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فاتحہ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے وضو کرے اور پاک وصاف جگہ پر کھانا یا شیرنی جو میسر ہو اس کو رکھے اور خوشبو کرے پھر دوزانوں ہو کر قبلہ رخ بیٹھ کر درود شریف پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ پھر سورہ کافرون ایک بار پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ " قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ۔ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ۔ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ۔ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ۔ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ۔ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ۔

پھر سورہ اخلاص تین بار پڑھے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

پھر سورہ فلق ایک بار پڑھے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ " قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔

پھر سورہ ناس ایک بار پڑھے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ " قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ

النَّاسِ ۔ مَلِكِ النَّاسِ ۔ اِلٰهِ النَّاسِ ۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۔ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۔

پھر سورہ فاتحہ ایک بار "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۔

پھر الم سے مفلحون تک ایک بار "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ ج هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۔ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔

پھر پنج آیت پڑھے ایک بار "وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔ ۱

پھر درود شریف پڑھے ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ

پھر اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۔ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

پھر اس کے بعد اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرے ۔

(۱) یا اللہ جو کچھ میں نے تلاوت کی ہے اور جو کچھ حاضر ہے ان تمام چیزوں میں جو کچھ غلطیاں ہوئی ہوں اسے معاف فرما اور جو صحیح صحیح پڑھا، اور جو کچھ نیاز یا فاتحہ کی غرض سے حاضر ہے ان تمام چیزوں کا ثواب حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں پیش ہے قبول فرما۔

(۲) یا اللہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں تمام انبیائے کرام وصحابہ کرام وجملہ اولیائے کرام و بزرگان دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ارواح پاک کو پیش ہے قبول فرما۔

(۳) یا اللہ ان تمام چیزوں کا ثواب تمام مرحومین، مرحومات کے ارواح طیبات کو پیش ہے قبول فرما۔

(۴) یا اللہ اِن تمام چیزوں کا ثواب بالخصوص فلاں (یہاں جس کے نام سے نیاز یا فاتحہ کرنا ہے ان کا نام لیں) کے روح کو پیش ہے قبول فرما۔

نوٹ:(۱) عورتیں فاتحہ کر سکتی ہیں (فتاوی بحر العلوم جلد دوم صفحہ ۲۸)

(۲) عورتیں ناپاکی کی حالت میں فاتحہ کا کھانا پکا سکتی ہیں۔

(۳) مچھلی و ہر جائز چیز پر فاتحہ درست و جائز ہے۔(۴) بزرگان دین کے نام ایصال ثواب کرنے کو نیاز اور مرحومین کے نام ایصال ثواب کرنے کو فاتحہ کہتے ہیں۔(۵) نماز روزہ، حج، وزکوٰۃ، نیز ہر قسم کی عبادت کا ثواب مردہ کو پہونچایا جاسکتا ہے۔(بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۶۶)

(۶) نابالغ نے کچھ پڑھ کر یا کوئی نیک عمل کر کے اس کا ثواب مردوں کو پہونچایا تو ان شاء اللہ تعالیٰ پہونچے گا۔(بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۱۶۶)

(۷) انتقال کے بعد دفن کرنے سے پہلے ایصال ثواب جائز ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۲۰۵)

(۸) اپنی زندگی میں بھی ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔(ایضا صفحہ ۱۶۲)

(۹) اموات مسلمین کو ایصال ثواب ہر تاریخ میں جائز ہے (ایضا صفحہ ۱۹۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(اللہ تعالی کو ثواب نذر کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بکر نے وقت فاتحہ یہ کہا کہ جو کچھ تلاوت کیا اور شیرنی وغیرہ کا ثواب مولی تیری بارگاہ میں نذر ہے قبول فرما دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اللہ تعالی کو نذر کرنا چاہئے کیا اللہ تعالی کو بھی ثواب کی حاجت ہے؟ **المستفتی:۔** اصغر علی قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایصال کرنے کا مقصد ہوتا ہے کہ جس کو کیا گیا وہ اگر گنہگار ہے تو اللہ تعالی اس کی مغفرت فرمادیگا یا عذاب میں تخفیف ہو جائے گی اور اگر نیکوکار ہوگا تو اللہ تعالی درجات کو بلند فرمادیگا جبکہ اللہ تعالی غنی مطلق ہے اس کو ثواب کی حاجت نہیں اس طرح نذر کرنا جہالت ہے جیسا کہ مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمتہ والرضوان فرماتے ہیں کسی عمل کا ثواب مولٰی تعالٰی کی نذر کرنا محض جہالت ہے وہ غنی مطلق ہے.(فتاوی رضویہ جلد ۲۶/ص ۶۰۹ / دعوت اسلامی).واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(تیجہ چالیسواں میں چنا پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تیجہ چالیسواں وغیرہ کرنا کیسا ہے؟ اور اس میں جو چنا پڑھا جاتا ہے تو کیا یہ درست ہے؟ اگر درست ہے تو چنے کی تعداد کتنی ہونی چاہئے؟

المستفتی:۔اشرف رضا کٹیہار بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

انتقال کے بعد تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، سالانہ، وغیرہ جائز ہے ہاں البتہ اتنا ضرور ہے کہ بعض لوگ تین دن پر تیجہ دس دن پر دسواں اور چالیس دن پر چالیسواں کرتے ہین اس سے کم دنو ل پر نہیں کرتے یہ جہالت ہے، دن کی کوئی تخصیص نہیں جب چاہے کرے بلکہ اپنی زندگی میں بھی کر سکتے ہیں، کلمہ، درود، کھانا، پانی مٹھائی، چناو، غیرہ کا ثواب مردوں کو پہونچتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا کی وہ علیل ہے اور برہنہ (ننگی) ہے اور ایسا کئی بار دیکھا پھر اعلی حضرت رضی اللہ عنہ سے استفتاء کیا تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرمایا کہ ۷۰۰۰۰ رستّر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھ کر بخش دیا جائے ان شاء اللہ تعالیٰ پڑھنے والے اور جس کو بخشا جائے دونوں کے لئے ذریعہ نجات ہوگا۔

پھر فرمایا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے کھانا کھاتے ہوئے دفعتًہ رونے لگا وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ما ل کو جہنم کا حکم ہوا ہے اور فرشتے اسے لئے جاتے ہیں (لڑکا اس شہر میں کشف میں مشہور تھا) حضرت شیخ

اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ کے پاس کلمہ شریف ۷۰۰۰۰ ستّر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کر دیا فوراً وہ لڑکا ہنسا آپ نے ہنسنے کا سبب دریافت فرمایا لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لئے جا رہے ہیں، شیخ اکبر علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا اس حدیث کی تصحیح مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوا اور اس لڑکے کی کشف کی تصدیق اس حدیث سے۔ (الملفوظ حصہ اول ۷۲)

مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ ۷۰۰۰۰ ستر ہزار کلمہ شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرنے سے مغفرت ہو سکتی ہے، اس لئے ہم اہل سنت و جماعت تیجہ، دسواں، بیسواں، وغیرہ میں چنا پر کلمہ شریف پڑھواتے ہیں کہ کلمہ پڑھنے کا ثواب اور چنے کا بھی ثواب ملتا ہے۔

فقیر نے وزن کر کے گنتی کی ہے تو ستر ہزار ۷۰۰۰۰ دانہ تقریباً ۱۳ کلو چنا میں رہتا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں کا کھانا کھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا مسجد کا امام میت کا تیجہ دسواں، بیسواں، چالیسواں، کا کھانا کھا سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائے عین نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔محمد عرفان گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تیجہ دسواں چالیسواں وغیرہ کا کھانا اغنیا ہوں یا فقیر امام ہوں یا مقتدی سب کھا سکتے ہیں کہ یہ صدقہ نافلہ ہے واجبہ نہیں مگر اغنیا کو نہ کھانا بہتر ہے یونہی امام غنی ہوتو امام کو نہ کھانا بہتر ہے مگر ناجائز وحرام نہیں ہے ہاں دعوت نہ دی جائے کہ دعوت خوشی کے موقع پر ہے نہ کہ غم کے موقع پر سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں جو موت میں بطور دعوت کیا جائے وہ ممنوع و بدعت ہے۔اور عام مسلمین کی فاتحہ چہلم، برسی، ششماہی کا کھانا بھی اغنیاء کو مناسب نہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد ۹رص ۶۱۲ر دعوت اسلامی)

بہر حال میت کا کھانا امیر وغریب سب کے لئے جائز ہے کیونکہ یہ صدقۃ نافلہ ہے واجبہ نہیں مگر اس کھانے کی دعوت ناجائز ہے شامی جلد اول صفحہ ۶۲۹ر میں ہے"یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل البیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ"اھ۔اور فتاوی عالمگیری میں ہے جلد اول صفحہ ۱۶ر میں ہے"لا یباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثۃ ایام کذا فی التتارخانیۃ"اھ

فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "میت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کرے تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت۔

(بہار شریعت جلد چہارم ۱۶۹)

اس سے واضح ہوگیا کہ بہار شریعت کے حوالے سے گاؤں کے عالم کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ امیر بھائی پٹی دار اور دوست و احباب کو کھانا جائز نہیں، اس لئے کہ بہار شریعت میں تیجہ وغیرہ کی دعوت کو ناجائز لکھا ہے کھانے کو ناجائز نہیں لکھا،، اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان نے فتاوی رضویہ شریف جلد چہارم صفحہ ۲۱۴ / جو تحریر فرمایا ہے کہ وہ طعام کہ عوام ایام موت میں بطور دعوت کرتے ہیں یہ ناجائز و ممنوع ہے "لان الدعوۃ انما الشرعت فی السرور لا فی الشرور کما فی فتح القدیر وغیرہ من کتب الصدور "اھ

اغنیاء کو اس کا کھانا جائز نہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اغنیاء کو بطور دعوت کھانا جائز نہیں اس لئے کہ اس جملہ کا تعلق ما قبل کی اسی عبارت سے ہے جس میں بطور دعوت کھانے کو ناجائز فرمایا گیا ہے۔ اور جب فقہ کی معتبر کتابوں سے یہ ثابت ہوگیا طعام میت کے لئے دعوت ناجائز و ممنوع ہے تو اگر بلا دعوت اغنیاء کو وقت پر بلا کر کھلا دے یا ان کے گھر کھانا بھجوا دے تو امیر کے لئے بھی جائز ہے جیسے کہ عام طور پر لوگ محرم کے مہینہ میں کھچڑا پکا کر بغیر دعوت کے سب کو کھلاتے ہیں۔ (بحوالہ فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۲۸۴ / ۲۸۵)

جب کسی کو کھلانا ہو تو یوں نہ کہے کہ میرے گھر آپ کی دعوت ہے بلکہ یوں کہے کہ میرے والد یا فلاں صاحب کا تیجہ ہے یا دسواں ہے اس قل شریف میں آپ شرکت فرمائیں۔ جب کوئی شریک ہوگا تو کھانا بھی کھالے گا دعوت بھی ناجائز نہ ہوگی کہ دعوت کھانے کی نہیں دی گئی ہے بلکہ قل شریف میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیاستر ہزار کلمہ ایصال کرنے سے مغفرت ہو جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو عورتیں شوہر کے انتقال کے بعد عدت میں سوالاکھ کلمہ طیبہ پڑھتی ہیں مردے کی مغفرت کے لئے کیا یہ درست ہے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ کلمہ شریف مکمل پڑھنا ہے یا صرف لا الہ الا اللہ تک کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ صرف لا الہ الا اللہ تک پڑھنا ہے کیا یہ درست ہے؟

المستفتی:۔عبدالواحد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

احادیث طیبہ میں سوالاکھ نہیں بلکہ ستر ہزار کا ذکر ہے (ہوسکتا ہے کسی حدیث میں سوالاکھ کا بھی ذکر ہو) نیز یہ بھی ہے کہ صرف عورت عدت میں ہی نہیں پڑھ سکتی بلکہ جب چاہے جو چاہے پڑھے خواہ مرد ہو یا عورت یا بچہ انتقال سے پہلے اور بعد بھی پڑھ سکتے ہیں یونہی تیجہ،دسواں، بیسواں، چالیسواں، سالانہ،وغیرہ کے موقع پر پڑھ سکتے ہیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کلمہ کی برکت سے مردے کی مغفرت فرمادیگا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا کی وہ علیل ہے اور برہنہ (ننگی) ہے اور ایسا کئی بار دیکھا پھر اعلی حضرت رضی اللہ عنہ سے استفتاء کیا تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرمایا کہ سَتّر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھ کر بخش دیا جائے ان شاء اللہ تعالیٰ پڑھنے والے اور جس کو بخشا جائے دونوں کے لئے ذریعہ نجات ہوگا۔

پھر فرمایا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے آپ نے

دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے کھانا کھاتے ہوئے دفعتہً رونے لگا وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہوا ہے اور فرشتے اسے لئے جاتے ہیں (لڑکا اس شہر میں کشف میں مشہور تھا) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ کے پاس کلمہ شریف ستّر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کر دیا فوراً وہ لڑکا ہنسا آپ نے ہنسنے کا سبب دریافت فرمایا لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لئے جا رہے ہیں، شیخ اکبر علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا اس حدیث کی تصحیح مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوا اور اس لڑکے کی کشف کی تصدیق اس حدیث سے۔ (الملفوظ حصہ اول ۷۲)

مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ ستر ہزار کلمہ شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرنے سے مغفرت ہو سکتی ہے مگر کلمہ سے مراد پورا کلمہ ہے نہ کہ صرف لا الہ الا اللہ۔ واللہ اعلم بالصواب

نوٹ:۔ بعض لوگ چنے پر کلمہ شریف پڑھواتے ہیں اس لئے فقیر نے وزن کر کے گنتی کی ہے تو ستر ہزار دانہ تقریباً ۱۳ ر کلو چنا میں رہتا ہے، موت، کفن، دفن کے متعلق مزید معلومات کے لئے فقیر کا رسالہ ”بستر علالت سے قبر تک“ کا مطالعہ کریں۔

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(سوئم کے چنے کی مقدار کتنی ہونی چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کے سوئم کے چنے کی وزن مقدار کتنی ہونی چاہیے؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:** دانش رضا بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سوئم کے چنوں کی وزنی و عددی مقدار شرعاً متعین نہیں جتنا زیادہ ہو سکے کلمات پڑھے اور مرحومین کو بخشے کہ کلمات کے بخشنے سے مرحومین کی بخشش کی امید قوی ہے اتنا ضرور ہے کہ علماء اہل سنت نے آثار و احادیث میں بخشش کے لیے کلمات کی جو تعداد دیکھی اس کو رقم کیا چنانچہ اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ سے سوال کیا گیا حضور ایک شخص نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد دیکھا کہ وہ علیل اور برہنہ ہے یہ خواب چند بار دیکھ چکا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ مع درود شریف پڑھ کر بخش دیا جائے انشاء اللہ تعالی پڑھنے والے اور جس کو بخشا ہے دونوں کے لئے ذریعہ نجات ہوگا اور پڑھنے والے کو دونا ثواب ہوگا اور اگر دو کو بخشے گا تو تگنا اسی طرح کروڑوں بلکہ جمیع مومنین و مومنات کو ایصال ثواب کرسکتا ہے اسی نسبت سے اس پڑھنے والے کو ثواب ہوگا۔(الملفوظ حصہ اول مطبوعہ ناہید آفسیٹ و پریس دہلی)

اور حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب فرماتے ہیں کہ: مخالفین کے پیشوا شاہ ولی اللہ صاحب کا بھی تیجہ ہوا چنانچہ اس کا تذکرہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے ملفوظات صفحہ نمبر ۸۰ میں اس طرح فرمایا "روز سوم کثرت ہجوم مردم آں قدر بود کہ بیرون از حساب است ہشتاد و یک کلام اللہ بہ شمار آمدہ وزیادہ ہم

شدہ باشد وکلمہ راحصر نیست" تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے اکیاسی ختم کلام اللہ شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوے ہونگے کلمہ طیبہ کا تو اندازہ نہیں۔اس سے تیجہ کا ہونا اور اس میں ختم کلام اللہ کرنا ثابت ہوا مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند تحذیر الناس صفحہ نمبر ۲۴ پر فرماتے ہیں جنید کے کسی مرید کا رنگ متغیر ہوگیا آپ نے سبب پوچھا تو برائے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت جنید نے ایک لاکھ پانچ ہزار بار کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایات میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے آپ نے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے آپ نے سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں آپ نے اس پر یہ فرمایا اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگئی۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ ۱۰۵۰۰۰ بخشنے سے مردے کی بخشش کی امید ہے اور تیجہ میں چنوں پر یہی پڑھا جاتا ہے۔(جاء الحق حصہ اول صفحہ نمبر ۲۵۲/ ۲۵۳ مطبوعہ جیلانی بکڈپو)

لہٰذا زیادہ سے زیادہ کلمہ پڑھ کر مرحومین کو بخشے ہاں ۷۰۰۰۰ کلمات کا تذکرہ حدیث پاک میں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوعبداللہ محمد ساجد چشتی

(تیجہ وغیرہ کے لئے چندہ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی عالم یا عام آدمی کا تیجہ، چالیسواں یا برسی کرنے کے لیے علانیہ طور پر چندہ کرنا کیسا ہے؟ **المستفتی:** محمد رضا خان علیمی، بھنان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تمام مومن مومنات خواہ وہ عالم ہو یا عوام سب کے تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں اور برسی کے لیے چندہ کرکے ایصال ثواب کرنے میں کوئی حرج نہیں جس طرح انفرادی طور پر ایصال ثواب کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حضور بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: جس طرح سے انفرادی طور پر ایصال ثواب جائز ہے اجتماعی طور پر بھی جائز ہے تو اگر پوری بستی کے لوگ مل کر ایک کھانا پکا کر آبادی بھر کے مردوں کو ایصال ثواب کریں تو کوئی حرج نہیں۔(فتاویٰ بحر العلوم جلد دوم صفحہ ۷۷)

اور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: اموات کو ایصال ثواب قطعاً مستحب۔رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتے ہیں:"من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ" جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے تو چاہئے کہ اسے نفع پہنچائے۔(فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۶۰۴) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عمران قادری تنویری غفرلہ

(کیا جس کھانے پر فاتحہ پڑھ دی جائے تو وہ حرام ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید دیوبندی ہے اس نے کہا کہ جس کھانے میں فاتحہ پڑھی جائے وہ کھانا حرام ہوگیا؟ کیا زید کا کہنا درست ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین ونوازش ہوگی

المستفتی:۔محمد نعمان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھوالھادی الی الصواب

فاتحہ،نذرونیاز،ایصال ثواب کی ایک قسم ہے جوشرعاً جائز ہے اس کا انکارقرآن وحدیث اور اجماع امت کی مخالفت ہے ہر شخص جانتا ہے کہ کھانا کھلانا یا قرآن پڑھنا پڑھانا عمل خیر ہے اور عمل خیر کے لئے حکم وارد ہوا قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے **وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ** اور بھلے کام کرو اس امید پر کہ تمہیں چھٹکارا ہو۔(الحج،آیت ۷۷ کنزالایمان)

کھانا پر قرآن پڑھنا بلا کراہت درست ہے وہابی دیوبندی کا یہ اعتراض کہ کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا شرک وبدعت ہے یہ بالکل غلط اور نادانی ہے آپ خود غور کریں کہ جس کھانے پر قرآن پڑھا جائے وہ کھانا کتنا بہتر ہے ہر مسلمان جانتا ہے کہ کھانا سامنے آنے کے بعد کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا سنت ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی قرآن ہے اور قرآن ہی کی ایک آیت ہے اگر کھانے پر قرآن پڑھنا ناجائز ہوتا جیسا کہ وہابی دیوبندی کا خیال ہے تو اس صورت میں کھانے پر ہر گز بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کی اجازت نہ ہوتی اور حضور ﷺ نے اس پر تاکید فرمائی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھانا کھائیں اور مسلمان اس پر عمل بھی کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کھانے

سے فارغ ہوتے تو فرماتے :الحمدللہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیه غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنه ربنا

مشکوۃ شریف باب آداب الطعام ص ۳۶۵ اور اس مشکوۃ میں باب المعجزات فصل دوم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ خرمے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ اس کے لئے دعائے برکت فرمادیں فضمهن ثم دعا لی فیهن بالبرکة پھر آپ نے ان کو ملایا اور برکت کی دعا کی اور فصل اول میں ہے کہ غزوۂ تبوک میں لشکر اسلام میں کھانے کی کمی ہوگئی تو حضور علیہ السلام نے تمام اہل لشکر کو حکم دیا کہ جو کچھ جس کے پاس ہو سب حضرات کچھ نہ کچھ لے کر آئے دستر خوان بچھایا گیا اس پر سب رکھا گیا فدعا رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم بالبرکة ثم قال خذوا فی اوعیتکم پس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی پھر فرمایا اب اس کو اپنے اپنے برتنوں میں رکھ لو اب یہ ثابت ہوگیا کہ کھانے پر فاتحہ پڑھنا جائز ہے بلکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سب کچھ حاضر تھا پھر آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی ۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(مچھلی پر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مچھلی پر فاتحہ پڑھنا چاہئے کہ نہیں اور چیزوں پر تو فاتحہ خوانی ہوتی ہے لیکن مچھلی پر کیوں نہیں؟ جواب حوالہ کے ساتھ مرحمت فرمائیں۔

المستفتی:۔انور علی قادری بڑھنی چافہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: جو چیز حرام ہو تو اس پر فاتحہ پڑھنا اور اس کا ثواب پہنچانا جائز نہیں۔حدیث شریف میں ہے: لا یقبل اللہ الا الطیب یعنی حرام چیز کو اللہ تعالی قبول نہیں فرماتا۔اور اگر حرام نہ ہو تو فاتحہ پڑھنے اور ایصال ثواب کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔

(فتاوی امجدیہ جلد اول ص ۳۶۴)

اور مچھلی بلا شبہ حلال ہے اس لئے اس پر نیاز فاتحہ دلا سکتے ہیں کہ مچھلی کھلانے پر جو ثواب مرتب ہوگا وہ پہنچایا جاتا ہے نہ کہ اصل مچھلی۔(فتاوی فقیہ ملت جلد دوم ص ۳۰۸) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیانابالغ لڑکا فاتحہ کرسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیانابالغ لڑکے فاتحہ دے سکتے ہیں؟ دلیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔** سبیل اختر رضا۔ بنارس۔ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی نابالغ بچہ اگر پڑھا ہوا ہے اور سمجھدار ہے تو فاتحہ کرسکتا ہے اور اسکا ثواب مردوں کو پہونچایا جا سکتا ہے جیسا کہ سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ نابالغ نے کچھ پڑھ کر یا کوئی نیک عمل کر کے اس کا ثواب مردہ کو پہنچایا تو انشاء اللہ تعالی پہنچے گا۔(فتاوی رضویہ مترجم جلد ۹ ص ۶۲۹)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد حنفی قادری واحدی

(میت کے کھانے سے کیا دل مردہ ہو جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا میت کا کھانا دل کو مردہ کر دیتا ہے؟ جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ **المستفتی:۔عمران رضا بنارس**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو شخص میت کے کھانے کے انتظار میں رہتا ہے اس کے نہ ملنے سے ناخوش ہوتا ہے تو بیشک ایسا کھانا دل کو مردہ کر دیتا ہے سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ تجربہ کی بات ہے اور اسکے معنی یہ ہیں کہ جو میت کے کھانے کے متمنی رہتے ہیں انکا دل مردہ ہو جاتا ہے ذکر وطاعت والہی کے لئے حیات وچستی اس میں نہیں رہتی ہے کہ وہ اپنے پیٹ کے لقمہ کے لئے موت مسلمین کے منتظر رہتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت موت سے غافل اور اسکی لذت میں شاغل۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو میت کے کھانے کے انتظار میں رہتا ہے انکا دل مردہ ہو جاتا ہے۔(فتاوی رضویہ شریف جلد چہارم ص ۲۲۳ قدیم)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انیس الرحمن حنفی رضوی

(حالت حیض میں نیاز کا کھانا بنانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورت حالت حیض میں نیاز کا کھانا بنا سکتی ہے؟ یا نہیں

المستفتی:۔محمد سعید رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حائضہ عورت کو کھانا پکانے سے قرآن و حدیث میں کہیں ممانعت نہیں کی گئی ہے بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ مصلیٰ لے آؤ تو عرض کیا یارسول اللہ میں حالت حیض میں ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا "ان حیضتك لیست فی یدك اے عائشہ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں۔(مشکوۃ ص ۵۶ / باب الحیض)

اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ تیرا ہاتھ پاک ہے صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، کہ یہودیوں میں جب کسی عورت کو حیض آتا تو نہ اسے اپنے ساتھ کھلاتے نہ اپنے ساتھ گھروں میں رکھتے صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ویسئلونك عن المحیض۔ ترجمہ کنزالایمان: اور تم سے پوچھتے ہیں۔حیض کا حکم جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جماع کے سوا ہر شئ کرو۔

(آپ کے مسائل صفحہ ۲۰۲)

فتاوی جامعہ اشرفیہ میں ہے کہ حیض کی حالت میں حائضہ عورت جس طریقہ سے عام کھانا پکا سکتی ہے اسی طریقہ سے نیاز فاتحہ کے لئے بھی کھانا شیرینی پکا سکتی ہے۔(جلد ۵ / ص ۸۹)

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ حائضہ عورت نیاز فاتحہ کے لئے کھانا بنا سکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(کیا مرحومین کی روحیں گھروں پر آتی ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرحومین کی روحیں اپنے اپنے گھروں پر آتی ہیں اور اپنے عزیز و اقارب سے کہتی ہیں کہ صدقہ کرکے ہم پر مہربانی کرو یہ بات کہاں سے ثابت ہے؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں نیز یہ بھی بتائیں کہ روحیں اپنے گھروں پر کس دن آتی ہیں؟

المستفتی:۔محمد عبداللہ صدیقی سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک مرحومین کی روحیں اپنے گھروں پر مخصوص دنوں اور راتوں میں آتی ہیں مثلا جمعہ عیدین عاشوراء شب برات وغیرہ اور اپنے گھر والوں کو پکارتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم پر صدقہ سے مہربانی کرو اور مجھے یاد کرو بھول نہ جاؤ۔

دستور القضاء مستند صاحب مائۃ مسائل میں فتاوی امام نسفی سے ہے ان ارواح المومنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتھم ثم ینادی کل واحد منھم بصوت حزین یا اھلی ویا اولادی ویا اقربائی اعطفوا علینا بالصدقۃ واذکرونا ولا تنسونا وارحمونا فی غربتنا الخ "بیشک مسلمانوں کی روحیں ہر روز شب جمعہ اپنے گھر آتی ہیں اور دروازے کے پاس کھڑی ہو کر دردناک آواز سے پکارتی ہیں کہ اے میرے گھر والو! اے میرے بچو! اے میرے عزیزو! ہم پر صدقہ سے مہربانی کرو ہمیں یاد کرو بھول نہ جاؤ ہماری غریبی میں ہم پر ترس کھا۔

نیز خزانۃ الروایات مستند صاحب مائۃ مسائل میں ہے عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اذا کان یوم عید او یوم جمعۃ او یوم عاشوراء ولیلۃ النصف من شعبان تاتی ارواح الاموات ویقومون علی ابواب بیوتھم فیقولون ھل من احد یذکرنا ھل من احد یترحم علینا ھل من احد یذکر غربتنا الحدیث "

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے جب عید یا جمعہ یا عاشورے کا دن یا شب برأت ہوتی ہے اموات کی روحیں آ کر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی اور کہتی ہیں، ہے کوئی کہ ہمیں یاد کرے۔ ہے کوئی کہ ہم پر ترس کھائے، ہے کوئی کہ ہماری غربت کی یاد دلائے۔

شیخ الاسلام کشف الغطاء عما لزم للموتٰی علی الاحیاء فصل ہشتم صفحہ ۶۶ / میں فرماتے ہیں در غرائب وخزانہ نقل کردہ کہ ارواح مومنین می آیند خانہ ہائے خود را ہر شب جمعہ و روز عید و روز عاشورہ و شب برات، پس ایستادہ می شوند بیرون خانہائے خود و ندا می کند ہر یکے بآواز بلند اندوہ گین اے اہل و اولاد من نزدیکان من مہربانی کنید برما بصدقہ۔ یعنی غرائب وخزانہ میں منقول ہے کہ مومنین کی روحیں ہر شب جمعہ روز عید روز عاشوراء اور شب برات کو اپنے گھر آ کر باہر کھڑی رہتی ہیں اور ہر روح غمناک بلند آواز سے ندا کرتی ہے کہ اے میرے گھر والو! اے میری اولادو! اے میرے قرابت دارو! صدقہ کر کے ہم پر مہربانی کرو۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ جلد نہم صفحہ ۶۴۹ تا ۶۵۳)

مزید تفصیل کے لئے شیخ الاسلام والمسلمین اعلیحضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کا رسالہ "اتیان الارواح لدیارھم بعد الرواح" کی طرف رجوع فرمائیں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد ابو الفیضان محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یار علوی ارشدی عفی عنہ

(کیا تین بار سورہ اخلاص پڑھ کر کسی کو ایک ختم قرآن دے سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف کے پارے مانگتے ہیں اور صرف تین بار سورہ اخلاص پڑھ کر کہتے ہیں کہ ایک ختم قرآن شریف لےلو تو کیا صرف تین بار سورہ اخلاص پڑھنے سے ایک ختم قرآن شریف کا ثواب ملتا ہے کیا ایسا کرنا درست ہے؟ جواب ارسال فرمائیں بہت مہربانی ہوگی۔ **المستفتی**: محمد رضوان احمد صمدی اتر دینا جپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صرف تین بار سورۂ اخلاص پڑھ کر کسی سے کہنا کہ ایک ختم قرآن شریف لےلو یہ سراسر غلط ہے۔
کیونکہ جس حدیث شریف میں تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے کو ایک قرآن شریف کے برابر بتایا گیا ہے وہاں صرف سورۂ اخلاص کی فضیلت بتانا مقصود ہے۔

جیسا کہ فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے: جس حدیث شریف میں سورہ اخلاص پڑھنے کے ثواب کو قرآن مجید کے ثواب کے برابر فرمایا گیا وہاں صرف سورہ اخلاص کی فضیلت بتانا مقصود ہے اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہر اعتبار سے سورہ اخلاص پڑھنے کا ثواب قرآن مجید پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے
حدیث شریف: " قل هو الله احد يعدل ثلث القرآن " کے تحت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ " معناه أن لها فضلا فی الثواب تحريضا على تعلمها لا ان قرأتها ثلاث مرات كقرأة القرآن فان هذا لا يستقيم ولو قرأها مائة مرة "
(مرقاۃ ج ۴ ص ۳۴۹)

اور اگر تیس سورہ اخلاص کا پڑھنے سے دس قرآن پاک پڑھنے کی طرح ہو جائے تو تراویح میں پورے قرآن پاک کی جگہ صرف تین بار سورہ اخلاص کا پڑھنا کافی ہو جائے گا۔

اور بہار شریعت ح۱۶ص ۱۶۹ پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی حدیث ہے کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اولاد والدین کی طرف نظر رحمت کرے تو اسے حج مبرور کا ثواب ملتا ہے الخ تو والدین کو ایک بار محبت کی نظر سے دیکھ لینے پر حج نہیں پورا ہو جائے گا۔ (فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۲۹۰ باب طعام المیت وایصال الثواب) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(فاتحہ پڑھتے وقت کیا شیرینی کا سامنے ہونا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا مٹھائی آجائے تو قل شریف پڑھی جائے آیا انتظار کرنا از روے شرع کیسا ہے؟ مہربانی کر کے جواب عنایت کریں۔

المستفتی: ۔نصر احق قادری مظفر پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فاتحہ قل شریف پڑھتے وقت ضروری نہیں کہ شیرینی سامنے ہو قل شریف پڑھتے وقت شیرینی کا سامنے ہونے کو ضروری خیال کرنا یہ بے اصل ہے یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ میلاد شریف پڑھنے کے بعد یا کسی اور موقع پر فاتحہ کے لئے انتظار کرتے ہیں کہ مٹھائی آئے تب تلاوت شروع کریں یہاں تک کہ مٹھائی آنے میں اگر تاخیر ہو تو گلاس میں پانی لا کر رکھا جاتا ہے تا کہ ان کے لئے ان کے عامیانہ خیال میں فاتحہ پڑھنا جائز ہو جائے یہ سب تو ہمات ہے حقیقت یہ ہے کہ فاتحہ میں کھانا سامنے ہونا ضروری نہیں اگر آیتیں اور سورتیں پڑھ کر کھانا یا شیرینی بغیر سامنے لائے یونہی تقسیم کر دی جائے تب بھی ایصال ثواب ہو جائے گا فاتحہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی جیسا کہ سیدی سرکار اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں فاتحہ کے لیے کھانے کا سامنے ہونا کچھ ضروری نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۵/ قدیم)

دوسری جگہ اعلی حضرت لکھتے ہیں اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ جب تک کھانا سامنے نہ کیا جائے ثواب نہ پہنچے گا یہ اس کا گمان غلط ہے۔(ایضا جلد ۴ ص ۱۹۵) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیا عورتیں فاتحہ پڑھ سکتی ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض جگہ مشہور ہے کہ عورتیں فاتحہ نہیں پڑھ سکتی ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ نیز کیا حائضہ عورت کھانا پکا سکتی ہے؟ **المستفتی**:۔عبدالحبیب رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جن لوگوں کا خیال ہے کہ عورتیں فاتحہ نہیں پڑھ سکتی ہیں وہ لوگ جاہل ہیں جس طرح مردوں کو فاتحہ پڑھنا جائز و درست ہے اسی طرح عورتوں کو بھی فاتحہ پڑھنا جائز و درست ہے ۔اور بعض جگہ یہ بھی مشہور ہے کہ حائضہ عورت فاتحہ کا کھانا نہیں پکا سکتی ہے یہ لغو وفضول ہے بلکہ حائضہ عورت فاتحہ کا کھانا پکا سکتی ہے ہاں فاتحہ نہیں دے سکتی کہ اس میں قرآن شریف کی سورتیں تلاوت کی جاتی ہیں (ماخوذ از فتاوی بحرالعلوم) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا سوئم کی فاتحہ کے چنے سادات کرام کھا سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا سوئم کی فاتحہ کے چنے سادات کرام کھا سکتے ہیں؟

المستفتی:۔محمد زاہد خان قادری اورنگ آباد مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صدقہ کی دو قسمیں ہیں (۱) صدقہ واجبہ (۲) صدقہ نافلہ۔

(۱) صدقہ واجبہ: صرف وہی لوگ کھا سکتے ہیں جو زکوۃ وفطرہ کے مستحق ہیں۔اغنیاء اور آل رسول کو کھانا جائز نہیں۔(۲) اور صدقہ نافلہ امیر غریب سید ہر کوئی کھا سکتا ہے۔

چونکہ تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں سالانہ وغیرہ کا کھانا یا چنا صدقہ نافلہ ہے اس لئے امیر وغریب سید سب کھا سکتے ہیں۔ہاں اگر اس موقع پر دعوت دی جائے تو یہ دعوت ناجائز ہے کہ دعوت خوشی کے موقع پر ہوتی ہے نہ کہ غم کے موقع پر پھر ایسی دعوت میں اغنیاء اور سید کو جانا کھانا منع ہے جیسا کہ حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اہل میت جو ان موقعوں پر دوست احباب اور عام مسلمانوں کی دعوت کرتے ہیں ناجائز ہے اور بدعت قبیحہ ہے اور سادات کرام وغیرہ کو بھی ایسی دعوتوں کا کھانا منع ہے۔(فتاوی فیض الرسول جلد اول ص ۴۵۹) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا چالیسواں کے لئے کوئی خاص دن یا وقت مقرر ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا چالیسواں کے لئے کوئی خاص دن یا وقت مقرر ہے؟ جیسا بعض لوگ کہہ رہے کہ چاند ہونے کے پہلے چالیسواں کر لینا چاہئے اس کا تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔عبدالماجد مجتبیٰ**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایصال ثواب کے لئے کوئی وقت معین نہیں جب چاہیں کر سکتے ہیں جیسا کہ فتاوی فقیہ ملت میں ہے" انتقال کے بعد خاص کر تیسرے دن سوئم دسویں دن دسواں اور چالیسویں دن چالسواں کرنا ایک رسمی بات ہے مردہ ڈوبتے ہوئے آدمی کی طرح ہوتا ہے اسے مدد کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے جتنی جلدی ہوسکے اسے ثواب پہنچایا جائے تو بہتر ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں اموات مسلمین کو ایصال ثواب مستحب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ اور یہ تعینات عرفیہ ہیں ان میں اصلاً حرج نہیں جبکہ انہیں شرعاً لازم نہ جانے نہ یہ سمجھے کہ انہیں دنوں ثواب پہنچے گا آگے پیچھے نہیں۔(فتاوی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۲۱۹)

اور فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں فاتحہ خوانی کے لئے وقت مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ بغیر تعین وقت لوگوں کو دقت ہوگی مگر یہ ضروریات شرع نہیں بلکہ تخصیص عرفی ہے۔(فتاوی امجدیہ جلد اول صفحہ ۳۴۷)

لہٰذا انتقال کے دوسرے دن سوئم اور چالیسویں دن چالیسواں کے نام پر مردہ کو ایصال

ثواب کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔(فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۲۸۲) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی

(فاتحہ خوانی کرنا کہاں سے ثابت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فاتحہ خوانی کرنا کہاں سے ثابت ہے؟

المستفتی:۔محمد عمر رضا قادری (جھارکھنڈ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

معلوم ہونا چاہئے کہ کسی چیز کے جائز ہونے کے لئے حوالے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ناجائز ہونے کے لئے حوالے کا مطالبہ کیاجاتا ہے اور فاتحہ خوانی جائز ہے اس پر مجھے دلیل دینے کی ضرورت نہیں بلکہ جو اسے ناجائز کہتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ ناجائز ہونے پر دلیل دیں اور فقہ کے اس قاعدہ سے وہابی مولوی بھی واقف ہیں لیکن جب بات اس پر آگئی ہے کہ فاتحہ خوانی کی دلیل سے وہابی مولوی ایمان لے آئے گا تو الحمدللہ ثم الحمدللہ فاتحہ خوانی کے جواز پر بےشمار دلائل موجود ہیں مختصراً بیان کرتاہوں۔خیال رہے کہ قرآن مجید میں ہرشئی کا بیان ہے لیکن کسی چیز کا ذکر صراحۃ ہے تو کسی کا دلالۃ جیسے خنزیر کھانا حرام ہے تو اس پر صراحۃ آیت کریمہ دال ہے اور کتا کھانا حرام ہے اس کو ہر کوئی جانتا ہے لیکن اس کی حرمت پر صراحۃ آیت کریمہ موجود نہیں لیکن یحرم علیہم الخبائث کے تحت کتے کی حرمت قرآن مجید سے ثابت ہے۔فاتحہ خوانی کے جواز کا ثبوت بھی قرآن وحدیث سے ہے اور فاتحہ خوانی اقوال مفسرین ومحدثین یہاں تک کہ مخالفین سے بھی ثابت ہے جیساکہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔تفسیر روح البیان نے پارہ ۷ سورہ انعام زیر آیت: وھذا کتاب انزلناہ مبارك میں ہے "وعن حمید الاعرج قال من قرء القرآن وختمه

ثم دعا امن علی دعائه أربعة الاف ملك ثم لا يزالون يدعون له ويستغفرون ويصلون عليه الى المساء او الى الصباح۔ حضرت اعرج سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن ختم کرے پھر دعا مانگے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں پھر اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اور مغفرت مانگتے رہتے ہیں شام یا صبح تک۔ یہ ہی مضمون نووی کی کتاب کتاب الاذ کار تلاوت القرآن میں بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور ایصال ثواب بھی دعا ہے لہذا اس وقت ختم پڑھنا بہتر ہے۔

اشعۃ اللمعات باب زیارتِ القبور میں ہے "وتصدق کردہ شود ازمیت بعد رفتن او از عالم تا ھفت روز" میت کے مرنے کے بعد سات روز تک صدقہ کیا جائے۔ اسی اشعۃ اللمعات میں اسی باب میں ہے "وبعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق کنند از وے یا نہ" جمعہ کی رات کو میت کی روح اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے لوگ صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رواج ہے کہ بعد موت سات روز تک برابر روٹیاں خیرات کرتے ہیں اور ہمیشہ جمعرات کو فاتحہ کرتے ہیں۔ اس کی یہ اصل ہے۔ انوار ساطعہ ۱۴۵/ اور حاشیہ خزانۃ الروایات میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تیسرے اور ساتویں اور چالیسویں دن اور چھٹے ماہ اور سال بھر بعد صدقہ دیا۔ یہ تیجہ ششماہی اور برسی کی اصل ہے۔ نووی نے کتاب الاذ کار باب تلاوت القرآن میں فرمایا کہ انس ابن مالک ختم قرآن کے وقت اپنے گھر والوں کو جمع کر کے دعا مانگتے۔ حکیم ابن عتبہ فرماتے ہیں کہ ایک مجمع کو مجاہد وعبدہ ابن ابی لبابہ نے بلایا اور فرمایا کہ ہم نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ آج ہم قرآن پاک ختم کر رہے ہیں۔ اور ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے حضرت مجاہد سے بروایت صحیح منقول ہے کہ بزرگان دین ختم قرآن کے وقت مجمع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ (نووی کتاب الاذ کار)

لہذا تیجہ و چہلم کا اجتماع سنت سلف ہے۔ درمختار بحث قرأت للمیت باب الدفن میں ہے: فی الحدیث من قرء الاخلاص احدعشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات حدیث میں ہے کہ جو شخص گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اس کو تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا شامی میں اسی جگہ ہے "ویقرء من القرآن ماتیسر له من الفاتحة واول البقرة وآیة الکرسی وآمن الرسول وسورة یس، وتبارك الذی بیده الملك وسورة التکاثر، والاخلاص اثنی عشر مرة او احدی عشر او سبعا او ثلاثا ثم یقول اللهم اوصل ثواب ماقرءناه الی فلان او الیهم جو ممکن ہو قرآن پڑھے سورہ فاتحہ بقر کی اول آیات اور آیۃ الکرسی اور امن الرسول اور سورۃ یسین اور ملک اور سورہ تکاثر اور سورہ اخلاص بارہ یا گیارہ یا سات یا تین دفعہ پھر کہے کہ یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو یا فلاں لوگوں کو پہنچا دے۔ ان عبارات میں فاتحہ مروجہ کا پورا طریقہ بتایا گیا۔ یعنی مختلف جگہ سے قرآن پڑھنا۔ پھر ایصال ثواب کی دعا کرنا اور دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت لہذا ہاتھ اٹھائے۔ غرضیکہ فاتحہ مروجہ پوری پوری ثابت ہوئی۔

فتاوی عزیزیہ صفحہ ۷۵؍ میں ہے طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت امامین نمایند برآں قل وفاتحہ و درود خواندن متبرک می شود وخوردن بسیار خوب است جس کھانے پر حضرات حسنین کی نیاز کریں اور اس پر قل اور فاتحہ اور درود پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

اسی فتاوی عزیزیہ صفحہ ۴۱؍ میں ہے اگر مالیدہ وشیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخوراند جائز است مضائقہ نیست۔ اگر دودھ مالیدہ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ایصال ثواب کی نیت سے پکا کر کھلائے تو جائز ہے کوئی مضائقہ۔

مخالفین کے پیشوا شاہ ولی اللہ صاحب کا بھی تیجہ ہوا۔ چنانچہ اس کا تذکرہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے ملفوظات صفحہ ۸۰؍ میں اس طرح فرمایا "روز سوم کثرت ہجوم مردم آں قدر بود کہ بیروں

از حساب است ہشتاد و یک کلام اللہ بہ شمار آمدہ و زیادہ ہم شدہ باشد و کلمہ را حصر نیست“ تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے اکیاسی ختم کلام اللہ شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوئے ہوں گے کلمہ طیبہ کا تو اندازہ نہیں۔

اس سے تیجہ کا ہونا اور اس میں ختم کلام اللہ کرانا ثابت ہوا۔ مولوی قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند تحزیرالناس صفحہ ۲۴ / پر فرماتے ہیں جنید کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہوگیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت جنید نے ایک لاکھ پانچ ہزار بار کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر بعض روایات میں اس قدر کلمے کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے آپ نے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کی اطلاع نہ دی۔ بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے سبب پوچھا۔ اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ آپ نے اس پر یہ فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگئی۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ ایک لاکھ پانچ ہزار بخشنے سے مردے کی بخشش کی امید ہے اور تیجہ میں چنوں پر یہ ہی پڑھا جاتا ہے۔ ان تمام عبارات سے فاتحہ اور تیجہ وغیرہ کے تمام مراسم کا جواز معلوم ہوا۔ فاتحہ میں پنج آیت پڑھنا پھر ایصال ثواب کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا۔ تیجہ کے دن قرآن خوانی۔ کلمہ شریف کا ختم۔ کھانا پکا کر نیاز کرنا سب معلوم ہوگیا صرف ایک بات باقی ہے کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔ اس کے متعلق مختلف رواج ہیں۔ کاٹھیاواڑ میں تو اولا کھانا فقراء کو کھلا دیتے ہیں۔ پھر بعد میں ایصال ثواب کرتے ہیں اور یوپی و پنجاب اور عرب شریف میں کھانا سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرتے ہیں۔ پھر کھلاتے ہیں۔ دونوں طرح جائز ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ مشکوۃ شریف میں بھی بہت سی روایات موجود ہیں کہ حضور علیہ السلام نے کھانا ملاحظہ فرما کر صاحب طعام کے لئے دعا فرمائی۔ بلکہ حکم دیا کہ دعوت کھا کر میزبان کو دعا دو اسی طرح مشکوۃ

باب آداب طعام میں ہے کہ حضور علیہ السلام جب کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنہ ربنا ۔جس سے معلوم ہوا کہ کھانے کے بعد دو چیزیں مسنون ہیں ۔حمد الٰہی کرنا اور صاحب طعام کے لئے دعا کرنا اور فاتحہ میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں ۔اور غالبا اس قدر انکار مخالفین بھی نہیں کرتے ہوں گے رہا کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ۔اس کی بہت سی احادیث آئی ہیں ۔

مشکوۃ باب المعجزات فصل دوم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ خرمے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ اس کے لئے دعائے برکت فرمادیں فضمھن ثم دعالی فیھن بالبرکۃ آپ نے ان کو بلایا اور دعائے برکت کی ۔۔

مشکوۃ باب المعجزات فصل اول میں ہے کہ غزوۂ تبوک میں لشکر اسلام میں کھانے کی کمی ہوگئی حضور علیہ السلام نے تمام اہل لشکر کو حکم دیا کہ جو کچھ جس کے پاس ہولاؤ ۔سب حضرات کچھ نہ کچھ لائے دسترخوان بچھایا گیا اس پر یہ سب رکھا گیا: دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالبرکۃ ثم قال خذوافی اوعیتکم پس اس پر دعا فرمائی اور فرمایا کہ اب اس کو اپنے برتنوں میں رکھ لو ۔اسی مشکوۃ کے اسی باب میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا حضرت ام سلیم نے کچھ کھانا بطور ولیمہ پکایا ۔لیکن بہت لوگوں کو بلایا گیا ۔فرأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضع یدہ علی تلک الحیسۃ وتکلم بماشاء اللہ اس کھانے پر دست مبارک رکھ کر حضور علیہ السلام نے کچھ پڑھا ۔اسی مشکوۃ اسی باب میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ خندق کے دن کچھ تھوڑا کھانا پکا کر حضور علیہ السلام کی دعوت کی حضور علیہ السلام ان کے مکان میں تشریف لائے فاخرجت لہ عجینا فبصق فیہ وبارک آپ کے سامنے گندھا ہوا آٹا پیش کیا گیا ۔تو اس میں لعاب شریف ڈالا اور دعائے برکت کی ۔اس قسم کی بہت سی روایات پیش کی جاسکتی ہیں ۔مگر اتنے پر کفایت کرتا ہوں ۔اب فاتحہ کے تمام اجزاء بخوبی ثابت ہو گئے ۔

الحمدللہ عقلاً بھی فاتحہ میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ جیسا پہلے مقدمہ میں عرض کیا جاچکا کہ فاتحہ دو عبادتوں کے مجموعہ کا نام ہے۔تلاوت قرآن اور صدقہ اور جب یہ دونوں کام علیحدہ علیحدہ جائز ہے تو ان کو جمع کرنا کیوں حرام ہوگا۔بریانی کھانا کہیں بھی ثابت نہیں مگر حلال ہے۔کیوں اس لئے کہ بریانی، چاول، گوشت، گھی وغیرہ کا مجموعہ ہے اور یہ اس کے سارے اجزاء حلال، تو بریانی بھی حلال ہاں جہاں چند حلال چیزوں کا جمع کرنا حرام ہو جیسے کہ دو ہمشیرہ ایک نکاح میں یا چند حلال چیزوں کے ملنے سے کوئی حرام چیز بن جائے مثلاً مجموعہ میں نشہ پیدا ہوگیا۔تو یہ مجموعہ اس عارضہ کی وجہ سے حرام ہوگا۔یہاں قرآن کی تلاوت اور صدقہ جمع کرنا شریعت نے حرام نہ کیا اور اس کے اجتماع سے کوئی حرام چیز پیدا نہ ہوئی۔پھر یہ کام حرام کیوں ہوگا۔دیکھو بکری مر رہی ہے۔اگر ویسے ہی مرجائے تو مردار ہے جہاں اللہ کا نام لے کر ذبح کیا حلال ہوگئی۔پھر قرآن کریم مسلمانوں کے لئے رحمت اور شفاء ہے شفاء ورحمة للمؤمنين۔ پھر اگر اس کی تلاوت کر دینے سے کھانا حرام ہو جائے تو قرآن رحمت کہاں رہا۔زحمت ہوا مگر ہاں مومنین کے لئے رحمت ہے کفار کے لئے زحمت ہے۔ ولا يزيد الظلمين الا خسارا

(الاسراء آیت نمبر ۸۳)

اس سے ظالم تو نقصان میں رہتے ہیں کہ اس کے پڑھے جانے سے کھانے سے محروم ہو گئے۔نیز جس کے لئے دعا کرنا ہو اس کو سامنے رکھ کر دعا کرنا چاہئے۔جنازے میں میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔کیونکہ اسی کے لئے دعا ہے۔اس کو سامنے رکھ لیا۔اسی طرح کھانے کو سامنے رکھ کر دعا کی تو کون سی خرابی ہے اسی طرح قبر کے سامنے کھڑے ہو کر دعا پڑھتے ہیں۔حضور علیہ السلام نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرما کر مذبوحہ جانور سامنے رکھ کر پڑھا۔اللھم هذا من امة محمد اللہ یہ قربانی میری امت کی طرف سے ہے حضرت خلیل اللہ نے کعبہ کی عمارت سامنے لے کر دعا کی ربنا تقبل منا الآیة اب بھی عقیقہ کا جانور سامنے رکھ کر ہی دعا پڑھی جاتی ہے۔لہٰذا اگر فاتحہ میں کھانا سامنے رکھ کر ایصال ثواب ہو تو کیا حرج ہے۔بسم اللہ سے کھانا شروع کرتے ہیں۔اور بسم اللہ بھی

قرآن شریف کی آیت ہے۔اگر سامنے رکھ قرآن پڑھنا منع ہوتو بسم اللہ پڑھنا بھی منع ہونا چاہئے۔ مانعین کے پیشوا بھی فاتحہ مروجہ کو جائز سمجھتے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند و برقدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموما بخوانند وحاجت از خدا سوال نمایند۔ پھر دس بار درود پڑھیں اور پورا ختم کریں اور تھوڑی شیرینی پر تمام خواجگان چشت کی فاتحہ دیں پھر خدا سے دعا کریں۔

شاہ ولی اللہ صاحب زبدۃ النصاح صفحہ ۱۳۲ر پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں وشیر برنج بنابر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزندو بخورند مضائقہ نیست داگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیا را ہم خوردن جائز است۔ دودھ چاول پر کسی بزرگ کی فاتحہ دی ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکائیں اور کھائیں اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جاوے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے مولانا اشرف علی ورشید احمد صاحبان کے مرشد حاجی امداد اللہ صاحب فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں: نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں تخصیص وتعیین کو موقوف علیہ کا ثواب سمجھے یا واجب وفرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں۔ جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کو فقہاء محققین نے جائز رکھا ہے۔ جو تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔ پھر فرماتے ہیں جیسے کہ نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے۔ مگر موافقت قلب وزبان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اور یہاں بھی زبان سے کہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کو ثواب بھی پہنچ جائے گا۔ تو جمع بین العبادتین ہے پھر فرماتے ہیں: اور گیارہویں حضرت غوث پاک کی دسواں بیسواں، چہلم، ششماہی، سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبدالحق اور برسی حضرت شاہ بوعلی قلندر

اورحلوۂ شب برات ودیگر ایصال ثواب کےاسی قاعدے پرمبنی ہے۔پیرصاحب کےاس کلام نے بالکل فیصلہ فرمادیا۔الحمدللہ کےمسئلہ فاتحہ دلائل عقلیہ نقلیہ اوراقوال مخالفین سے بخوبی واضح ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ قبول کی توفیق دے۔آمین (جاءالحق حصہ اول صفحہ ۲۱۴/ ۲۱۸)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمدابراہیم خاں امجدی

(تیجہ سے پہلے چولہا جلانا کیسا ہے؟)

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی کسی گاؤں میں ابھی تک یہ رواج ہے کہ کسی کے گھر میں جب کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے گھر والے اپنے گھر پر تب تک چولہا نہیں جلاتے ہیں جب تک کہ تیجہ نہ ہو جائے۔ دریافت طلب امر یہ ہیکہ کیا شریعت میں ایسا کچھ ہے کہ تیجہ تک میت کے گھر والے چولہا نہ جلائیں، اور اگر جلائیں تو گناہ ہوگا؟ **المستفتی**: ۔غلام نبی۔شاہ پور، سدھارتھ نگر،

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تیجہ سے پہلے میت کے گھر والوں کا چولہا جلانے، کھانا پکانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے اور نہ گناہ۔ ہاں! صرف پہلے دن کے بارے میں حکم ہے کہ بہتر یہ ہے کہ جس کے یہاں میت ہوگئی اس کے لیے دوسرے لوگ کھانا بھیجیں اور جو یہ رواج ہے کہ جب تک تیجہ نہ ہو جائے گھر میں چولہا نہیں جلاتے، کھانا نہیں پکاتے۔ جہالت پر مبنی ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ سوم (تیجہ) سے پہلے کھانا پکانے اور کھانے میں گناہ نہیں۔ ہاں بہتر یہ ہے کہ جس کے یہاں غمی ہوگئی ہو اس کے لیے دوسرے لوگ کھانا بھیجیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ ﷺ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمٰعیلی

(بزرگوں کے نام پہ چراغ جلانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر ۱۶ چراغ لگا کر فاتحہ کرتے ہیں ۱۶ چراغ لگانے کی وجہ کیا ہے؟ وضاحت فرمادیں

المستفتی:۔عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فاتحہ اسلام میں ایک کار خیر ہے البتہ یہ سولہ چراغ جلانا یا بتیس چراغ جلانا یہ سب بے اصل ومن گھڑت اور وضع جہال ہے اور اپنے مال کو ضائع کرنا ہے اللہ تعالی قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے "إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ" بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔(سورہ بنی اسرائیل ۲۷)

تفسیر: اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ فضول خرچی نہ کرو جب کہ اس آیت میں فرمایا گیا کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں کیوں کہ ان کے راستے پر چلتے ہیں اور چونکہ شیطان اپنے رب کا بہت بڑا ناشکرا ہے۔لہذا اس کے راستے کو اختیار نہیں کرنا چاہئے۔(مدارک بحوالہ صراط الجنان فی تفسیر القرآن)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "من احدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد" یعنی جو ہمارے دین میں کوئی ایسی بات نکالے جس کی اس میں اثر نہ ہو تو وہ مردود ہے۔(ابن ماجہ)

تنبیہ:۔اگر چراغ جلانے کا کوئی مقصد ہو یعنی اس سے کسی راہ گیر وغیرہ کو فائدہ پہنچے یا دینی تعلیم حاصل کرنے پڑھنے پڑھانے والوں کو راحت ملے یا کسی جگہ ذکر و شکر عبادت و تلاوت کرنے والوں کو اس

سے نفع پہنچے تو ایسی روشنیاں کرنا بلاشبہ جائز بلکہ کار ثواب ہے اور جب اس میں ثواب ہے تو کسی بزرگ کی روح پاک کو ثواب پہنچانے کے نیت بھی کی جا سکتی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کھانے پر فاتحہ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کھانا وغیرہ پر فاتحہ خوانی کرنا کہاں سے ثابت ہے کیا قرآن وحدیث سے بھی ثابت ہے کہ نہیں؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:۔محمد صابر رضا کشن گنج بہار**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فاتحہ کا اصل مقصد ہے ثواب پہونچانا جو حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ ابوداؤد میں ہے"عن سعد بن عبادۃ قال سعد یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بئرا وقال ھذہ لام سعد" یعنی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا ہے ان کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے۔سرکار نے فرمایا پانی تو آپ نے کنواں کھودوایا اور کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے یعنی اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے۔(ابوداؤد باب الزکوۃ جلد اول صفحہ ۱۹۹)

اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوگیا کہ کھانا یا شیرنی وغیرہ کو سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا جائز ہے اس لئے کہ صحابی رسول نے اشارئے قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا "ھذہ لام سعد" جس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔اور سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: طعامے کہ ثواب آں نیاز کریں اس پر فاتحہ،قل اور درود شریف پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔(فتاوی عزیزیہ جلد اول صفحہ ۴۸)

اورتحریرفرماتے ہیں اگرملیدہ وشیر برنج بنابر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخوراند جائز است مضائقہ نیست‘‘یعنی اگر مالیدہ اور چاول کی کھیرکسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ایصال ثواب کی نیت سے پکا کرکھلاوے تو جائز ہےکوئی مضائقہ نہیں ۔(فتاوی عزیزیہ جلد اول صفحہ ۵۰)

اورخود دیوبندیوں کے پیر، دادا پیر حاجی امداد اللہ مہاجرمکی کے نزدیک بھی کھانا شیرنی وغیرہ پر فاتحہ پڑھنا جائز ہے وہ لکھتے ہیں بلکہ اگرکوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہےتو کچھ حرج نہیں جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کوفقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے کہ تعامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کرلی متاخرین نے یہ خیال کیا کہ جیسے نماز ۔میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب ولسان کے لئے عوام سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہ لیا جائے کہ اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشارالیہ اگر روبروموجود ہوتو زیادہ استحضار قلب ہوتو کھانا روبرولانے لگےکسی کو یہ خیال ہوا کہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے کہ اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے کہ جمع بین العبادتین ہے۔ چہ خوش بود برآید بیک کرشمہ دوکارقرآن کی بعض سورتیں بھی جولفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں،کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگےکسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے کہ پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۶)

اور حاجی صاحب آگے لکھتے ہیں گیارہویں شریف حضرت غوث پاک قدس سرہ اور دسواں، بیسواں،چہلم وششماہی وسالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور سہمنی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ وحلوائے شب برائت و دیگر ثواب کے کام اسی قاعدہ پر

مبنی ہے ۔(فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۷ ؍بحوالہ فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ نمبر ۲۸۷ / ۲۸۸ ؍باب طعام المیت و ایصال الثواب کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(قبرستان میں غلہ لیجانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کے ساتھ غلہ قبرستان لیجانا جائز ہے یا نہیں بحوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی **المستفتی:۔جعفر صادق دربھنگوی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت کے ساتھ قبرستان غلہ وغیرہ لے جانا فضول و بے معنیٰ ہے. بہت سی جگہوں پر یہ سمجھا جاتا ہے ،غلہ،حلوہ، روٹی ،وغیرہ میت کے ساتھ قبرستان تک لے جانا میت کے لیے باعث اجر وثواب ہے یہ سراسر جہالت ہے ہاں اگر غلہ روٹی وغیرہ غرباء و مساکین پر میت کی طرف سے تصدق کیا جائے تو یہ میت کے لیے احسن ہے بلکہ مغفرت کا ذریعہ ہے۔حدیث شریف میں ہے،،عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ" حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کے ثواب کا سلسلہ اس سے منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزوں کے ثواب کا سلسلہ باقی رہتا ہے۔(۱) صدقہ جاریہ (۲) علم جس سے نفع حاصل کیا جائے (۳) صالح اولاد جو مرنے کے بعد اس کے لئے دعا کرے۔(مشکوۃ المصابیح ص ۳۲/کتاب العلم)

اس حدیث مبارک سے پتہ چلتا ہے بعد موت انسان اگر اسکے لیے صدقہ کیا مثلاً غریبوں کو کھانا کھلانا،کسی مدارس و مساجد میں حسب استطاعت تعاون کرنا کسی غریب بیٹی کی شادی کرانا وغیرہ وغیرہ یہ

میت کے حق میں کار خیر ہیں۔

نیز فتاویٰ مرکز تربیت افتاء ج ا ر ص ۳۲۸ رمیں فتاوی رضویہ کے حوالے سے ہے،،مردہ کی طرف سے صدقہ کرنا چاہیے اور ساتھ لے جانا فضول ہے یعنی میت کے ساتھ قبرستان میں حلوہ روٹیاں وغیرہ لے جانا فضول ہے میت کی طرف سے گھر پہ ہی تصدق کرنا چاہیے کہ اس سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(بغیر وضوء کے فاتحہ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بغیر وضوء کے فاتحہ کرنا کیسا ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی

المستفتی:۔ رفیع الدین سمنانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فاتحہ کرنے کے لئے وضو کرنا ضروری نہیں لیکن وضو کر لینا مستحب ہے کیوں کہ فاتحہ میں قرآن شریف کی تلاوت کی جاتی ہے اگر چہ بغیر وضو قرآن شریف کی تلاوت درست ہے لیکن وضو کر لینا مستحب ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں زبانی قرآن عظیم پڑھنے کے لئے اور حدیث اور علم دین پڑھنے پڑھانے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۳۰۲/دعوت اسلامی)

اور عون الفتاح شرح نور الایضاح میں ہے کہ قرآن اور حدیث پڑھنے کے لئے حدیث کو بیان کرتے وقت عالم کو درس دیتے وقت وضو کرنا مستحب ہے۔(صفحہ ۷۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(غیر مسلم کی چیز پر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کی حاضری مزار پر ہوئی اور اس نے بطور نذر کچھ مٹھائیاں لی اور ایک کنارے فاتحہ پڑھنے لگا بعدہ ایک غیر مسلم نے بھی اپنی شیرنی دیا کہ فاتحہ کر دیں تو کیا زید اس پر فاتحہ پڑھ سکتا ہے؟ بینوا توجروا **المستفتی:۔**محمد رضا اعظم گڑھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کافر کے کسی شی پر فاتحہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ فاتحہ کا مطلب ہوتا ہے ایصال ثواب کرنا اور کافر کا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جس پر ثواب ملے تو پھر ایصال کرنے کا مطلب کہاں؟ بلکہ ثواب پہونچنے کا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔لہٰذا اجتناب چاہئے ہاں اگر بچنے کا راستہ نہ ہو تو اسے لیکر رکھ دے اور جو کچھ پڑھے اپنے پڑھے ہوئے کا ثواب ایصال کر دے اور اسکے لئے ہدایت کی دعا کر کے واپس کر دے۔

ھذا ما ظھر لی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(موبائل پر فاتحہ دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر فاتحہ کرنے والا کوئی نہ ملے تو موبائل پر فاتحہ کر سکتے ہیں؟ بینوا توجرو

المستفتی:۔راج محمد گائیڈیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اولا یہ معلوم ہو کہ فاتحہ نہ فرض ہے نہ واجب بلکہ مستحب امر ہے دوسری بات یہ کہ فاتحہ کا مقصد ہے ایصال ثواب ہے تو اس کے لئے اتنا پریشان ہونا ضروری نہیں ہے کہ موبائل پر فاتحہ کروایا جائے، بلکہ بزرگان دین کا جو طریقہ ہو اس کو اختیار کیا جائے نہ کہ شریعت کو کھلونا بنایا جائے، آج موبائل سے فاتحہ کروائیں کل قربانی، پرسوں عقیقہ، پھر دین کھلونا بن کر رہ جائے گا، اس لئے بہتر ہے کہ گھر کی خواتین ہی فاتحہ پڑھ لیں، ان سے جو کچھ ہو سکے وہی پڑھ لیں، کیونکہ فاتحہ میں چاروں قل سورہ فاتحہ، الم، پڑھنا واجب نہیں بلکہ جو چاہیں پڑھ سکتی ہیں مثلا دو چار سورہ، یہ بھی نہ یاد ہو تو کلمہ، درود، سبحان اللہ، الحمد، سو پچاس بار پڑھ کر دعا مانگ لیں، اس طرح کہ مولی میں نے جو بھی پڑھا ہے اسکا ثواب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نذر ہے قبول فرمالے! اور حضور علیہ السلام کے صدقے میں جملہ صحابہ کرام اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی بارگاہ میں نذر ہے قبول فرمالے! جملہ مرحومین کی ارواح کو نذر ہے قبول فرمالے بلکہ ایصالِ ثواب کیلئے صرف اتنا کہہ دینا بھی کافی ہے کہ الہی اس کا ثواب فلاں کو پہنچے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے ایصال ثواب کے لئے کنواں کھدوایا پھر اس کے بعد وہاں کھڑے ہو کر فرمایا کہ اس کنویں کا ثواب ام سعد (سعد کی ماں) کیلئے ہے۔

خلاصہ یہی ہے کہ جو سورتیں یاد ہوں وہ پڑھ لے وہ بھی نہ یاد ہوں تو درود شریف، یا بسم اللہ شریف کچھ مرتبہ پڑھ کر یا یونہی کہہ دے مولیٰ اس کھانے کا ثواب فلاں فلاں کو پیش کیا قبول فرما۔ ہوگئی فاتحہ، مگر موبائل کا رواج نہ پیدا کریں، یونہی عورت تنہا ہو تو کسی غیر محرم کو بھی نہ بلائے بلکہ بتائے ہوئے طریقہ پر خود ہی فاتحہ کر لے۔ ھذا ما ظھر عندی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(انبیائے کرام کا عرس منانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ انبیاء کرام کا عرس منانا کیسا ہے؟ جیسے کہ پوسٹر اس طرح شائع کرنا عرس حضرت شیث علیہ السلام، تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں کیا فتاوی رضویہ میں ایسی کوئی عبارت ہے کہ اعلی حضرت نے انبیائے کرام کے عرس منانے کو ناجائز لکھا ہے؟

المستفتی:۔ غلام یزادانی گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عرس منانا بلاشبہ جائز و درست ہے چاہے انبیائے کرام کا ہو یا اولیائے عظام کا۔تاریخ وصال کے موقع پر اہل اللہ کی یاد منانے کو عرس کہتے ہیں اور انبیائے کرام کا عرس منانا یعنی تاریخ وصال پر ان کا ذکر کرنا ان کی یاد منانا قرآن مجید سے ثابت ہے۔جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "وَ سَلٰمٌ عَلَیۡهِ یَوۡمَ وُلِدَ وَ یَوۡمَ یَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ یُبۡعَثُ حَیًّا" اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا۔

(کنزالایمان، سورہ مریم آیت ۱۵)

لہٰذا اشتہارات میں کسی نبی کے جانب منسوب بزم کو عرس لکھنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں جیسا کہ ایک واقعہ میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے سبع سنابل شریف میں ذکر کیا ہے: جس میں ماہ ربیع الاول میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ کی جانب منسوب ہونے والے بزم کو عرس ہی تحریر فرمایا ہے۔

اور حضور اعلی حضرت نے سبع سنابل شریف میں مذکور واقعہ کو خود فتاویٰ رضویہ شریف میں نقل کیا

ہے تحریر فرماتے ہیں: حضرت میر سید عبد الواحد قدس سرہ، الماجد سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں: مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری راقدس اللہ تعالیٰ روحہ، درماہ ربیع الاول بجہت عرس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از دہ جا استدعا آمدہ کہ بعد از نماز پیشین حاضر شوند ہر دہ استدعا را قبول کردند۔ حاضران پرسیدند اے مخدوم ہر دہ استدعا را قبول فرمود و ہر جا بعد از نماز پیشین حاضر باید شد چگونہ میسر خواہد آمد۔ فرمود کشن کہ کافر بود چند صد جا حاضر می شد، اگر ابوالفتح دہ جا حاضر شود چہ عجب بعد از نماز پیشین از ہر دہ جا چوڈول رسید مخدوم ہر بارے از حجرہ بیرون می آمد بر چوڈول سوار میشد و می رفت و نیز و در حجرہ حاضر می ماند۔ خردمندا تو ایں را بر تمثیل حمل مکن یعنی مپندار کہ تمثیلہا ئے شیخ بچندیں جاہا حاضر شدہ است۔ لا واللہ بلکہ عین ذات شیخ بہر جا حاضر شدہ بود، ایں خود دریک شہر و یک مقام واقع شد۔ و ذات ایں موحد خود در اقصائے عالم حاضر است خواہ علویات خواہ سفلیات'' ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عرس پاک کی وجہ سے مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری قدس سرہ، کی دس جگہ سے دعوت آئی کہ بعد نماز ظہر تشریف لائیں۔ حضرت نے دسوں دعوتیں قبول کیں۔ حاضرین نے پوچھا: حضور نے دسوں دعوتیں قبول فرمائی ہیں اور ہر جگہ نماز ظہر کے بعد پہنچنا ہے یہ کیسے میسر ہوگا؟ فرمایا: کشن جو کافر تھا سیکڑوں جگہ حاضر ہوتا تھا اگر ابوالفتح دس جگہ حاضر ہو تو کیا عجب ہے؟ نماز ظہر کے بعد دسوں جگہ سے پالکی پہنچی، مخدوم ہر بار حجرہ سے آتے، سوار ہو جاتے، تشریف لے جاتے اور حجرہ میں بھی موجود رہتے، اے عقل مند! اسے تمثیل پر محمول نہ کرنا، یعنی یہ نہ سمجھنا کہ شیخ کی مثالیں اتنی جگہوں میں حاضر ہوئیں۔ یہ تو ایک شہر اور ایک مقام میں واقع ہوا خود اس موحد کی ذات عالم کے سروں میں موجود ہے خواہ علویات ہوں خواہ سفلیات۔ (سبع سنابل سنبلۂ ششم درحقائق وحدت الخ مکتبہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۱۷۰ بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۱۵۲ مطبوعہ دعوت اسلامی)

اور فتاوی رضویہ میں کوئی ایسی عبارت جو حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی جس میں انبیاء کے عرس کو ناجائز کہا ہو کبھی نظر سے نہ گزری البتہ ایک بدمذہب کی عبارت عرس کے عدم جواز پر سائل نے سوال کے ساتھ بھیجا ہے جو فتاوی رضویہ جلد ۲۹ میں ہے اور

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اس کا رد کیا ہے جو عبارت عرس کے عدم جواز پر ہے وہ بدمذہب کی عبارت ہے اور اس کے بعد میں اس کے رد پر جو عبارت ہے وہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ہے۔ بحمدہ للہ وہ فتوی بھی اسی کتاب میں موجود ہے۔

تنبیہ:۔عوام عرس سے بزرگان دین کی سالانہ فاتحہ خوانی وغیرہ ہی سمجھتی ہے اور اکثر عرس کا استعمال بزرگان دین ہی کے سالانہ فاتحہ خوانی پر ہی مستعمل ہے اس لئے انبیائے کرام کی جانب منسوب مجلس و محافل کو دیگر ناموں سے یاد کرنا ہی بہتر ہے مثلاً ذکر یا محفل وغیرہ اگر چہ عرس کہنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں لیکن عرفاً قباحت ہے اس لئے انبیائے کرام کی طرف منسوب مجلس کو عرس کہنے سے احتراز کرنا بہتر ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی بلرامپوری

(کونڈہ کی نیاز کس تاریخ کو دلوانا چاہیئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض جگہ مسلمانوں میں مشہور ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کے نام کی نیاز ۲۲؍رجب کو کرنا چاہیئے اور بعض لوگ ۱۵؍رجب کو کرتے ہیں لہٰذا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کے نام کونڈہ کی فاتحہ کس تاریخ کو کی جائے؟

المستفتی:۔ جلال الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

طبیب جمیع امراض ظاہر و باطن امام ابوعبداللہ جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضی رضی اللہ عنہم کے نام کی نیاز ۱۵؍رجب المرجب کو کرنا چاہیئے یہی صحیح ہے اس لئے کہ آپ کا وصال ۱۵؍رجب کو ہوا چنانچہ مراۃ الاسرار صفحہ ۲۰۹؍میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ وائمہ اہل بیت میں چھٹے امام تھے آپ نے بروز سوموار پندرہ رجب کو ۱۴۸ھ میں ابوجعفر منصور کے عہد میں رحلت فرمائی۔

اور فتاوی فقیہ ملت میں ہے کہ ۲۲؍رجب کے بجائے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کی نیاز ۱۵؍رجب کو کریں کہ حضرت کا وصال ۱۵؍رجب کو ہوا ہے اور ۲۲؍تاریخ کو شیعہ حضرات امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے وصال کی خوشی میں عید مناتے ہیں اور از راہ فریب امام جعفر صادق رضی تعالی عنہ کی نیاز کہتے ہیں لہٰذا سنی حضرات پر لازم ہے کہ وہ شیعوں کی موافقت سے دور رہیں اور ۲۲؍رجب کو آپ کے نام کی نیاز ہرگز ہرگز نہ کریں کہ آپ کا وصال ۱۵؍رجب کو ہوا ہے تو ۱۵؍رجب کو

کریں۔(جلد ثانی صفحہ ۲۶۶)

لیکن اگر ۱۵؍ تاریخ کو کرنے کی وجہ سے عوام میں انتشار پیدا ہو تو عوام کو ۲۲؍ ہی کو کرنے دیں "انما الاعمال بالنیات" واللہ تعالی و رسولہ الاعلی اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(شب برأت سے پہلے عرفہ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اکثر لوگ شب برأت سے پہلے میت کا عرفہ کرتے ہیں مثلاً حلوہ روٹی وغیرہ پر فاتحہ دلاتے ہیں پھر برادری میں تقسیم کرتے ہیں نیز یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شب برأت سے ایک دو تین دن پہلے انتقال کر جائے تو اس کا بھی شب برأت سے پہلے کرتے ہیں اور اگر کوئی شب برأت کے ایک دن بعد انتقال کر جائے تو پھر ایک سال کے بعد ہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب انکی روح ایک سال بھٹکتی رہے گی قبرستان میں مؤمنین کی جماعت میں شامل نہ ہوگی جب عرفہ کر دیا جائے گا تب روح شامل ہوگی معلوم یہ کرنا ہے کہ شریعت مین اس کی کیا اصل ہے کیا یہ حقیقت ہے؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں؟ **المستفتی**:۔شہزاد احمد رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عرفہ کرنا کوئی معیوب فعل نہیں ہے بلکہ یہ ایصال ثواب ہے جب چاہے کر سکتے ہیں کوئی حرج نہیں ہاں یہ کہنا کہ شب برأت سے ایک دن پہلے یا دو دن پہلے ہی ہوسکتا ہے یا جب تک عرفہ نہ ہوگا روح بھٹکتی رہے گی یا مؤمنین کی جماعت یعنی قبرستان میں داخل نہ ہوگی یہ سب جہالت ہے، اللہ توفیق دے تو ہر دن ہر ہفتہ ہر مہینہ ایصال ثواب کر سکتے ہیں پھر اس میں حلوہ روٹی کی خصوصیت بھی نہیں ہر جائز اشیاء پر نیاز وفاتحہ درست ہے ہاں ایک بار قابل غور ضرور ہے کہ برادری میں تقسیم کرنا منع ہے بلکہ اسے غریبوں یتیموں میں تقسیم کریں نہ کہ امیروں میں سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے روح نکالنے، عرفہ سے پہلے میت کا فاتحہ الگ دینے اور برادری میں تقسیم کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا''

روح نکالنا محض جہالت وحماقت و بدعت ہے،ہاں فاتحہ دلانا اچھا ہے،شکر، چاول مساکین کو تقسیم کرنا خوب ہے مگر برادری میں موت کے لئے نہ باٹنا جائے،عرفہ تک یا بعد تک اگر الگ ہمیشہ فاتحہ دیں تو حرج نہیں،شامل رکھیں تو حرج نہیں،یہ سمجھنا کہ عرفہ تک الگ کا حکم ہے پھر شامل کا،یہ غلط و جہالت ہے، میت کی دعوت برادری کے لیے منع ہے ان کا برُا ماننا حماقت ہے،ہاں برادری میں جو فقیر ہو اسے دینا اور فقیر کے دینے سے افضل ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۹ ص ۶۱۱ لاہور)

نوٹ:۔عرفہ کرنے اور غرباو مساکین کو تقسیم کرنے کا اصل مقصد ہوتا ہے ایصال ثواب کرنا اس لئے لوگ برادری میں حلوہ اور روٹی تقسیم کرتے ہیں مگر اسے کھانے کے بجائے جانور کو کھلا دیا جاتا ہے یا پھر پھینک دیا جاتا ہے واللہ یہ فقیر کا بارہا کا مشاہدہ ہے لہذا تقسیم نہ کر کے کچھ رقم غریبوں یتیموں میں تقسیم کر دیں یا انکی دیگر ضروریات پوری کر دیں یا پھر غرباو مساکین کو گھر پر بلا کر دعوت کھلا دیں کیوں کہ عرفہ کرنا فرض و واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اور مستحب کے چکر میں مال کو ضائع کر دیا جاتا ہے،جانور کو کھلا دیا جاتا ہے اس لئے تقسیم نہ کر کے کوئی اور طریقے سے ایصال ثواب کریں ہاں اگر آپ کو یقین ہو کہ فلاں کھاتا ہے تو بیشک آپ اسے دے سکتے ہیں بلکہ ایسے غریب کو دینا افضل ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا شب برات کو روح اپنے گھر آتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا روح شب برأت کو اپنے گھر آتی ہے؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں؟ **المستفتی**:۔انور رضا حشمتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک شب برات کے دن روح اپنے گھر کو آتی ہے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ کون کون دن روح اپنے مکان پر آیا کرتی ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا کہ شیخ الاسلام ''کشف الغطا عمالزم للموتی علی الاحیاء ،فصل ہشتم میں تحریر فرماتے ہیں''در غرائب وخزانہ نقل کردہ کہ ارواح مومنین می آیند خانہ ہائے خود را ہر شب جمعہ روز عید وروز عاشورہ وشب برات، پس ایستادہ می شوند بیرون خانہائے خود وندامی کند ہر یکے باآواز بلند اندوہ گین اے اہل و اولاد من ونزدیکانِ من مہربانی کنید برما بصدقہ''غرائب اورخزانہ میں منقول ہے کہ مومنین کی روحیں ہر شب جمعہ،روز عید،روز عاشورہ،اور شب برات کو اپنے گھر آکر باہر کھڑی رہتی ہیں اور ہر روح غمناک بلند آواز سے ندا کرتی ہے کہ اے میرے گھر والو،اے میری اولاد،اے میرے قرابت دارو! صدقہ کرکے ہم پر مہربانی کرو۔(کشف الغطاء عمالزم للموتی علی الاحیاء فصل احکام دعا وصدقہ ص ۶۶ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۹ ص ۶۵۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(محرم میں تیجہ چالیسواں کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ محرم الحرام کے مہینے میں تیجہ .دسواں .بیسواں. چالسواں کرنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں.بہت مہربانی ہوگی

المستفتی: ۔محمد دانش رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس طریقے سے دیگر مہینوں میں تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں ہوسکتا ہے اسی طریقے سے عشرۂ محرم میں بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ محرم الحرام کے مہینے میں بھی تیجہ چالیسواں ہوسکتا ہے عوام کا یہ خیال کہ عشرۂ محرم میں سوائے شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کے دوسرے کی فاتحہ نہیں ہوسکتی یہ غلط ہے۔ (فتاوی امجدیہ جلد ۱ صفحہ نمبر ۳۵۷ باب الجنائز) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(والدین کی روح کو کیسے راضی کریں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر ماں کا اچانک انتقال ہو جائے اور اولاد کو اپنی ماں سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگنے کی مہلت نہ ملے تو بعد موت کیا طریقہ ہے کہ اولاد کی معافی ہو سکے تمام علمائے کرام سے گزارش ہے اس کا جواب ضرور عنایت فرمادیں۔بہت ضرورت ہے۔

المستفتی:۔حسن رضا بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر اولاد والدین کو انکی زندگی میں خوش رکھتا تھا اور انکی خدمت کیا کرتا تھا تو موت کے وقت معافی مانگنا کوئی لازم نہیں ہے ہاں اگر والدین کو تکلیف پہنچایا ہو اور وہ اولاد سے ناخوش رہتے تھے تو یہ ناجائز وحرام ہے کیونکہ قرآن پاک میں کئی ایک مقام پر آیا ہے ”وباالوالدین احسان“یعنی ماں باپ کے ساتھ احسان کرو مطلب حسن سلوک سے پیش آؤ۔

اولاد پر لازم تھا کہ انکی زندگی میں ہی معافی مانگ لے موت کا انتظار کرنے کی کیا ضرورت پھر بھی اگر ایسا ہوا ہو تو اولاد پر لازم ہے کہ سچے دل سے توبہ کرے اللہ توبہ کو قبول کرنے والا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے ”التائب من الذنب کمن لا ذنب له“توبہ کونے والا گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے گویا اس نے گناہ ہی نہیں کیا ہے۔

اور ہر جمعہ کو والدین کی قبر پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھ کر ان کی روح کو ایصال کرے اور اللہ سے توبہ کرے حدیث شریف میں ہے”عن ابی اھریرۃ قال قال رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم من زار قبر ابویہ او احدھما کل یوم

جمعتہ برتہ غفر اللہ لہ وکتب بر" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی قبر پر ہر جمعہ کو زیارت کے لئے حاضر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اور وہ ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے والا لکھا جائے گا۔ (کنز العمال)

اور اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا خان علیہ الرحمتہ والرضوان فرماتے ہیں ہر دوشنبہ و پنچشنبہ کو اعمال اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ کے سامنے، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور انکے چہروں کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے، تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنی بداعمالیوں سے ایذا نہ دو (فتاوی رضویہ) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا ایصال ثواب کرنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرحومین کے نام جو کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس کا ثواب مرحومین کو پہونچتا ہے مگر پڑھنے والے کو بھی اس کا اجر وثواب ملتا ہے یا نہیں؟

المستفتی:۔ غلام معین الدین قادری بلرامپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک پڑھنے والے کو اس کا اجر وثواب ملتا ہے۔ پڑھنے والے کو پڑھنے کا الگ اجر وثواب اور ایصال ثواب کرنے کا الگ اجر وثواب ملتا ہے پڑھنے والا جتنے لوگوں کو ایصال ثواب کرے گا ان سب کے برابر اس پڑھنے والے کو اجر وثواب ملے گا۔ مثال کے طور پر پڑھنے والے نے کوئی عمل صالح کرکے دس مرحومین کے نام ایصال ثواب کیا تو اس کو اپنے عمل کرنے کا جو اجر وثواب ملا وہ تو ملا ہی ہے اور دس لوگوں کو جو ایصال ثواب کیا ان سب کے برابر بھی اس کو اجر وثواب ملے گا۔

فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک فرض ونفل کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتا ہے، اُن سب کو پہنچے گا اور اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی، بلکہ اُس کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے یہ نہیں کہ اُسی ثواب کی تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے۔ بلکہ یہ امید ہے کہ اس ثواب پہنچانے والے کے لیے اُن سب کے مجموعے کے برابر ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا، جس کا ثواب کم از کم دس ملے گا، اس نے دس مُردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گے اور اس کو ایک سو دس اور ہزار کو پہنچایا تو اسے دس ہزار

دس وعلیٰ ہذا القیاس۔(بہارشریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۸۵۵ مطبوعہ دعوت اسلامی)

وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد ابو الفیضان محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(تاثرات برائے جلد سوم)

(۱)

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد! ماشاءاللہ سبحان اللہ فقیر قادری نے دیکھا کہ ہمارے والد محترم کے خلیفہ مجاز مفتی منظور احمد یارعلوی فیضی صاحب قبلہ کی سر پرستی میں فتاوی مسائل شرعیہ کی تیسری جلد کا رسم اجرا عمل میں آیا۔فتاویٰ مسائل شرعیہ تحقیق و تدقیق پر مشتمل ایک حسین گلدستہ ہے جو روز مرہ پیش آنے والے سوالات کے مدلل ومبرہن جوابات پر مشتمل ہے۔اس کے مطالعہ سے مجھ فقیر کو قلبی مسرت ہوئی۔جملہ اراکین و منتظمین وغیرہ قابل مبارک باد ہیں۔آج کے پرفتن دور میں جہاں لوگوں کے پاس ایک دوسرے کے لئے وقت نہیں ہے وہیں بہت سارے لوگوں کے سوالات کا جواب دینا اوراس کو یکجا کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔مگر فقہ وفتاویٰ سے واقفیت رکھنے والی وہ مبارک ومسعود جماعت جو مسائل شرعیہ گروپ میں موجود ہے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود شب وروز بلا معاوضہ جواب دہی میں مصروف ہے۔

جملہ اراکین و منتظمین ومفتیان کرام وغیرہ کے محنتوں کا ثمرہ ہے جسے آپ حضرات جلد سوئم کی شکل میں دیکھ رہے ہیں۔دعا ہے کہ مولی کریم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم وسرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے صدقے میں جملہ محبین، منتظمین وممبران مسائل شرعیہ کو آفات و بلیات سے محفوظ و مامون فرمائے اور ان کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

طالب دعا

العبد محمد افسر علوی قادری چشتی

چیف ایڈیٹر سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء خانقاہ فیض الرسول یارعلویہ براؤں شریف

(۲)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحب فتاوی یارعلویہ مفسر قرآن منظور العلماء والمشائخ منظور ملت حضرت علامہ الحاج مفتی منظور احمد فیضی یارعلوی ارشدی دامت برکاتہم القدسیہ نے مجھ حقیر فقیر کو آگاہ فرمایا کہ فتاوی مسائل شرعیہ کی تیسری جلد منظر عام پر آچکی ہے اور ساتھ ہی اس کے اجرا کے لیے مجھ حقیر فقیر کو حکم ملا کہ آپ ہی کے ہاتھوں اس کا اجرا ہونا ہے یہ فقیر اپنے لئے سعادت مندی سمجھتا ہے اس کا اجرا کرتے ہوئے بیحد مسرت وشادمانی نصیب ہورہی ہے فقیر کے بہت ہی پیارے خلیفہ مجاز تاج ملت حضرت مولانا تاج محمد واحدی قادری ارشدی حفظہ اللہ تعالیٰ اور محقق اہلسنت نازش قوم وملت حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم خان امجدی ارشدی دامت برکاتہم القدسیہ اور دیگر فقیر کے خلفاء حضرات کی ماشاء اللہ انتھک محنتوں اور مشقتوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ فتاوی مسائل شرعیہ کی پہلے بھی دو جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں اب تیسری جلد الحمد للہ ثم الحمد للہ منظر عام پر جلوہ بار ہو چکی ہے جس کا رسم اجرا آج مجھ حقیر فقیر کے ہاتھوں ہو رہا ہے فقیر دعا گو ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جملہ منتظمین مسائل شرعیہ اور مجھ حقیر فقیر کو بھی زیادہ سے زیادہ دین وسنیت مسلک اعلی حضرت کی خدمت کرنے کی توفیق ورفیق عطا فرمائے اور دین وسنیت مسلک اعلی حضرت پر استقامت عطا فرمائے شریعت وسنت پر گامزن فرمائے سبھی حضرات سے فقیر اپنے لئے صحت وسلامتی ایمان کی دعا کی درخواست کرتا ہے اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں سبھی حضرات کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

(۳)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ سبحان اللہ جتنی تعریف کی جائے کم ہے اس دور پرفتن میں جہاں لوگ دنیاوی لذتوں میں گم

ہوکرراہ شریعت کو بھول گئے اور موبائل پرگوگل پر صرف اور صرف کارٹون فلمی کہانیاں دیکھ کر اپنے دلوں کو بہلاتے رہے وہیں ہمارے مقتدر ذی شعور باصلاحیت علمائے ذوی الاحترام نے قوم وملت کے استفادہ کے لئے مسائل شرعیہ گروپ تیار کیا تاکہ گوگل پر جا کر اپنے زندگی کو سنوارنے کے لئے تمام مسائل کا حل آسانی سے تلاش کرسکیں الحمدللہ مسائل شرعیہ جلد اول اور جلد دوم کے بعد جلد سوم آپ کے ہاتھوں میں ھوگا برسوں سے محنت مشقت کا نتیجہ آپکے سامنے ھے یہ سب ہمارے ان مقتدر علمائے کرام۔جس میں خصوصیت کے ساتھ حضرت علامہ مولانا تاج محمد صاحب قبلہ واحدی۔علامہ ابراہیم صاحب۔علامہ معصوم صاحب۔رزمی میاں۔بانی گروپ۔علامہ محمد وسیم فیضی صاحب۔علامہ عبیداللہ صاحب وسبھی مجیبین مسائل شرعیہ جنھوں نے اپنی انتھک محنتوں سے مسائل شرعیہ کوعروج بخشا۔دعاہے مولی کریم تمام مجیبین۔منتظمین۔ممبران مسائل شرعیہ کوتمام ارضی سماوی بلاؤں سے محفوظ فرمائے۔آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

رجب علی فیضی

(۴)

اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی کاوشوں کوشرف قبولیت سے سرفراز فرمائے جنھوں نے خالصاً لوجہ اللہ نام ونمود سے بچتے ہوئے اس کام میں اپنا وقت اور اپنا سرمایہ اور اپنی علمی وتحقیقی خدمات انجام دی ہیں میری طرف سے انہیں دلی مبارک باد قبول ہو

فقط

بندۂ بارگاہ بندہ نواز روحانی عامل مولانا محمود الحسن رضوی قادری چشتی نقشبندی سہروردی مالیگاؤں

(۵)

میری طرف سے جملہ اراکین اور بالخصوص مولانا تاج محمد صاحب اور مولانا معصوم صاحب کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی کاوشوں کو شرف قبولیت سے سرفراز

فرمائے جنہوں نے خالصاً لوجہ اللہ نام ونمود سے بچتے ہوئے اس کام میں اپنا وقت اور اپنا سرمایہ اور اپنی علمی وتحقیقی خدمات انجام دی ہیں للہ رب العزت اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے وطفیل اس کاوش کو قبول فرمائے۔ اللھم آمین

فقط والسلام

فقیر محمد شاھد رضا مسعودی

خطیب وامام پیرسنی جامع مسجد بولنج ویرار ویسٹ ممبئی

(۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قوم مسلم کی دین میں رہنمائی جس کیلئے مسلمانوں میں ہی سے ایک گروہ نکلے اور علم سیکھ کر لوگوں کی رہنمائی کرے تاکہ لوگ اغلاط سے بچیں اور سیدھی راہ پر گامزن ہوں وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً۔ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۔ اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔ اسکے مصداق فتاویٰ مسائل شرعیہ کے جملہ کارکن، مکمل ٹیم، جنہیں تیسری جلد کے رسم اجرا کے اس مبارک موقع پر فقیر دل کی اتاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا اور ساتھ ہی دعا بھی کرتا ہے کہ رب قدیر اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل اراکین کی اس کاوش کو قبول تام فرما کر ذریعہ نجات وبرکات بنائے اور سبکے علم وعمل وعمر ورزق میں وسعت وبرکت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خاک پائے علمائے کرام: ابو فرحان مشتاق احمد رضوی عفی عنہ

جامعہ رضویہ فیض القرآن سلیم پور نز دکلیر شریف اترا کھنڈ

(۷)

ماشاء اللہ سبحان بہت مسرت و شادمانی کی بات ہے کہ فتاوی مسائل شرعیہ جلد سوم بھی عمدہ طریقہ پر منظر عام پر آ کر دعوت مطالعہ دے رہی ہے دعا ہے مولیٰ تعالی سے اس کو مقبول عوام وخواص بنائے جملہ منتظمین مصدقین، محبین کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

طالب دعا

محمد ایوب خان یار علوی

(۸)

جملہ منتظمین حضرت علامہ ومولانا محمد وسیم صاحب قبلہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد منظور صاحب قبلہ حضرت علامہ ومولانا تاج محمد صاحب قبلہ حضرت علامہ ومولانا مفتی ابراہیم صاحب قبلہ حضرت علامہ ومولانا محمد معصوم رضا نوری صاحب قبلہ حضرت مولانا محمد صہیب رضا صاحب حضرت حافظ وقاری حکیم صبغت اللہ فیضی صاحب و دیگر جملہ منتظمین حضرات کا میں بہت بہت شکر گزار ہوں کہ انھوں نے کڑی محنت ومشقت کے بعد مسائل شریعہ جلد سوم کو ہم سب کے روبرو کیا اللہ تبارک وتعالیٰ جملہ حضرات کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور انھیں دنیا وآخرت میں کامیابی عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدمت خلق کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین

ناچیز کے پاس لفظ نہیں کہ ان حضرات کا شکریہ ادا کرسکوں بس میں اتنا کہدینا کافی سمجھتا ہوں کہ یہ سب انھیں کہ محنتوں کا ثمرہ ہے جو کہ آج دور حاضرہ میں سنیت کا بول بالا ہے، انڈیا ہی نہیں باہری مما لک میں بھی مسائل شرعیہ کا چرچہ ہے رب کریم ان سب کو خوب خوب علم سے نوازیں تا کہ ہم لوگوں کو بھی مسائل دین سیکھنے کو ملے۔

فقط والسلام دعا گو

العبد خاکسار ناچیز محمد شفیق رضا رضوی

خطیب و امام سنّی مسجد حضرت منصور شاہ رحمت اللہ علیہ بس اسٹاپ کشنپور

ہدیہ تشکر بموقع رسم اجرا فتاوی مسائل شرعیہ جلد سوم

(۹)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لطف انکا عام ہو ہی جائے گا　　شاد ہر نا کام ہو ہی جائے گا

اے ہر کام کا اک وقت ہے　　دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

ماشاء اللہ سبحان اللہ بہت ہی مسرت وشادمانی ہوئی کہ فتاوی مسائل شرعیہ جلد اول جلد دوم کی طرح جلد سوم بھی ہم لوگوں کے درمیان ایک بہترین تحفہ کی شکل میں پیش کیا گیا جس کے مطالعہ کرنے کے بعد خدا کی قسم دل باغ باغ ہو گیا ہم شکر گزار ہیں اپنے ان علمائے کرام ومفتیان عظام دامت برکاتھم القدسیہ کا کہ جنہوں نے اپنا قیمتی وقت تخریج کر کے فتاوی مسائل شرعیہ جلد سوم کو یکجا کرنے میں صرف کیا۔

اللہ تبارک وتعالی قرآن مجید سورہ توبہ آیت نمبر ۱۲۲ میں ارشاد فرماتا ہے فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔ (کنز الایمان)

اور حدیث شریف میں ہے عن معاويه قال قال رسول ﷺ من يرد الله به خيرا يفقه في الدين حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیکہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ (بخاری

شریف حدیث نمبر ۲۱۱۶ اور مشکوۃ شریف کتاب العلم)

علمائے کرام ومفتیان عظام نے ابھی چند ماہ قبل ادوار حاضر کے جدید جدید مسائل کو یکجا کر کے بنام فتاوی مسائل شرعیہ جلد اول اور جلد دوم کو پی ڈی ایف کی سورت میں ہم سب کے روبرو کئے تھے دیکھتے ہی دیکھتے جلد سوم بھی اب قارئین کی نظروں کے سامنے آگئی۔ واقعی یہ اراکین کی محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے بالخصوص، حضور مفتی منظور یار علوی ملت وحضور علامہ تاج محمد قادری واحدی وحضور علامہ ابراہیم خان امجدی وحضرت علامہ محمد وسیم فیضی وعلامہ معصوم ملت نوری وحضرت مولانا صہیب رضوی صاحبین دامت. برکاتھم القدسیہ کی و دیگر مصدقین ومجیبین ومنتظمین واراکین مسائل شرعیہ حضرات کی کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت اس کار میں صرف کیا اس اہم کارنامے کیلئے جتنی تعریف کی جائے اتنا ہی کم ہے لہذا اہم ان تمام باوقار علمائے کرام ومفتیان عظام کو تہہ دل سے متشکر ہوں ترمذی شریف میں ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ یعنی جس نے انسان کا شکریہ ادا نہ کیا اس اللہ تعالی کا شکریہ ادا نہ کیا دعا ہیکہ اللہ تبارک وتعالی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے طفیل اس کتاب کے فیوض و برکات سے تمام تشنگام کو علم سیراب ہونے کی توفیق عطا فرمائیں اور سب متعلقین حلقہ کو خدائے متعال اپنی شایان شان اجر وصلہ مرحمت فرمائیں اور اللہ تعالی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس کاوش کو قبول فرما کر ہم سب کیلئے نجات کا ذریعہ بنائے آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ النبی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دعاوں کا طالب
فقیر محمد شمیر رضا علیمی عفی عنہ
مقام بسنت تھانہ اورائی ضلع مظفر پور بہار الہند

(۱۰)

ماشاء اللہ فتاوی مسائل شرعیہ کی تیسری جلد دیکھ کر کس قدر خوشی محسوس ہو رہی ہے اسے لفظوں

میں بیان نہیں کرسکتا آج کے اس مادی پرست دنیا میں جہاں لوگ اخروی زندگی کو سنوارنے کے بجائے دنیاوی زندگی کو آراستہ کرنے میں منہمک ہیں ایسے ماحول میں اسلام وسنیت کا کام کرنا یقینا قابل تعریف اوران ذالک من عزم الامور کے قبیل سے ہے رب تعالی جملہ ممبران کے علم وعمل میں مزید اضافہ فرمائے اورانہیں اس کا بہترین بدلہ مرحمت فرمائے ۔میں صمیم قلب سے تمام منتظمین ومجیبین خصوصا حضرت علامہ وسیم صاحب اورعلامہ تاج محمد صاحب مولانا محمد عمران صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں

محمد ذیشان علیمی بتھریا

(۱۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہت خوشی ہوئی کہ آج فتاویٰ مسائل شریعہ جلد سوم بشکل pdf منظر عام پر آیا میرے مطالعہ میں ابھی دو جلدیں تھی تیسری کا انتظارتھا وہ ختم ہوااللہ تعالیٰ مسائل شرعیہ کے جملہ مفتیان کرام مجیبین ومصدقین کی کاوشوں کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے جنہوں نے خالصاً لوجہ اللہ نام ونمود سے بچتے ہوئے اس کام میں اپنا وقت اور اپنا سرمایہ اور اپنی علمی وتحقیقی خدمات انجام دیااللہ رب العزت اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے وطفیل سبھی کی کاوشوں کو قبول فرمائے ۔ اللھم آمین

فقط والسلام

فقیر عبدالعزیز احمد قادری ڈانگا لکھیم پور کھیری مقیم حال دبئی

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(مرتب کی دیگر کتابیں)

1	فتاوی مسائل شرعیہ جلد اول		Download
2	فتاوی مسائل شرعیہ جلد دوم		Download
3	فتاوی مسائل شرعیہ جلد سوم		Download
4	بستر علالت سے قبر تک		Download
5	گستاخ رسول پر لعنت بھیجنا کیسا ہے؟	اردو	Download
6	گستاخ رسول پر لعنت بھیجنا کیسا ہے؟	ہندی	Download
7	کچھوچھہ کا سفر اور اسکے آداب	اردو	Download
8	کچھوچھہ کا سفر اور اسکے آداب	ہندی	Download
9	اپریل فول منانا کیسا ہے؟	اردو	Download
10	اپریل فول منانا کیسا ہے؟	ہندی	Download
11	حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روشن دلیل	اردو	Download
12	حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روشن دلیل	ہندی	Download
13	سوانح غوث العالم		Download
14	پیری مریدی کا بیان		Download
15	واحدی پہاڑہ		Download
16	اشرفی پہاڑہ		Download
17	واحدی قاعدہ		Download
18	تسہیل الادب دوم تا پنجم		Download

(اپیل)

قارئین کرام سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ گزشتہ صفحہ پر فقیر قادری واحدی کی چند کتابوں کی فہرست ہے اس کے علاوہ بھی چند کتابیں ہیں جو ابھی منظر عام پر نہیں آئی ہیں مثلا فتاوی مسائل شرعیہ جلد پنجم ششم، خطبات واحدی، مخزن شریعت، مجربات واحدی، وغیرہم۔ انہیں منظر عام پر لانا ہے جس کے لئے مزید رقم کی ضرورت ہے لہذا آپ حضرات اپنے زکوۃ وفطرہ، صدقات وخیرات کی رقم سے تعاون کر کے اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

رقم لگانے کے بعد دئے گئے نمبر پر اسکرین شارٹ ضرور بھیجیں ہم آپ کے مشکور ہونگے۔

الملتمس

فقیر تاج محمد قادری واحدی

Googlepay.Phonepay.No9984820639

A/cNo.701602010004157

Name:Tajmohammad

Ifccode.UBIN0570168

BankName.Union

Branch.Utraula

WhatshopNo.9984820639